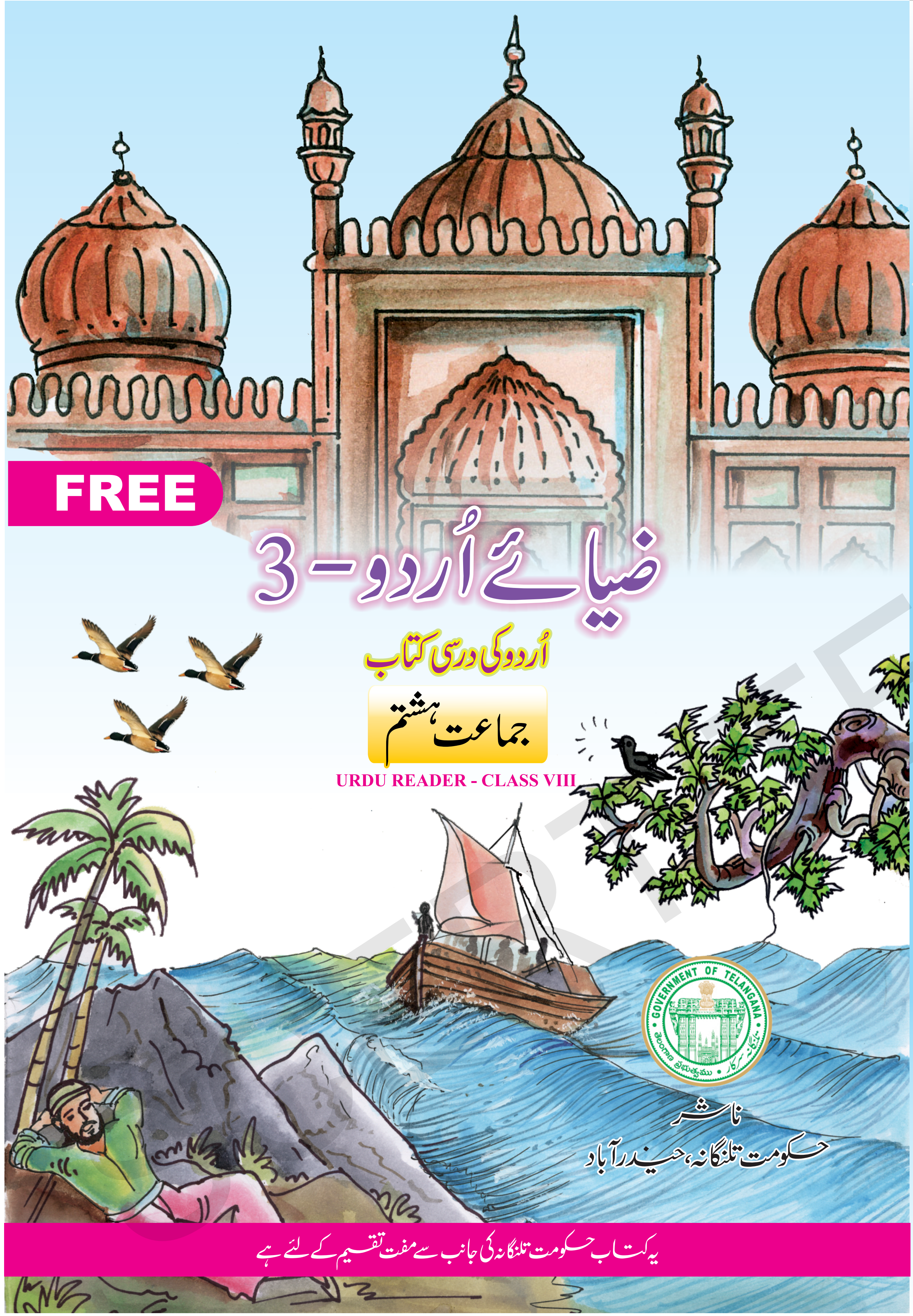

FREE

ضیائے اُردو - 3

اُردو کی درسی کتاب

جماعت ہشتم

URDU READER - CLASS VIII

ناشر

حکومت تلنگانہ، حیدرآباد

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے

ضیائے اُردو - 3 جماعت ہشتم

URDU READER CLASS VIII

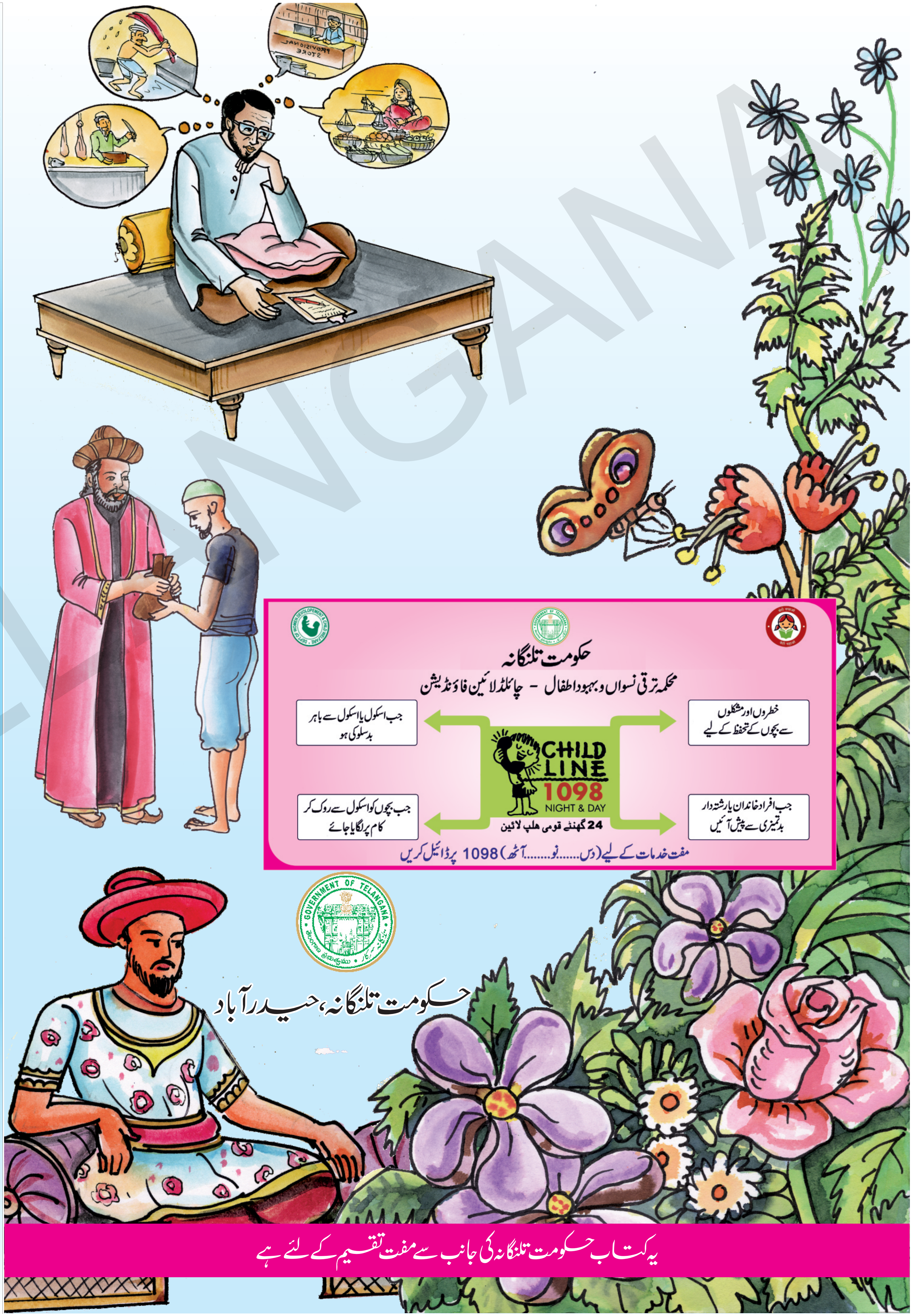

حکومت تلنگانہ

محکمہ ترقی نسواں و بہبود اطفال - چائلڈ لائین فاؤنڈیشن

خطروں اور مشکلوں سے بچوں کے تحفظ کے لیے

جب اسکول یا اسکول سے باہر بدسلوکی ہو

CHILD LINE 1098 NIGHT & DAY

24 گھنٹے قومی ہلپ لائین

جب افراد خاندان یا رشتہ دار بدتمیزی سے پیش آئیں

جب بچوں کو اسکول سے روک کر کام پر لگایا جائے

مفت خدمات کے لیے (دس......نو.......آٹھ) 1098 پر ڈائیل کریں

حکومت تلنگانہ، حیدرآباد

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے

اُردو دنیا کی چند مایہ ناز ہستیاں

امیر خسرو
1253-1325

محمد قلی قطب شاہ
1565-1611

ولی دکنی
1667-1707

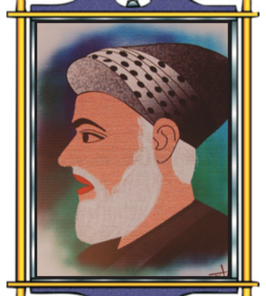
محمد رفیع سودا
1713-1781

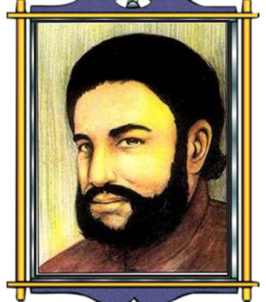
میر تقی میر
1723-1810

نظیر اکبر آبادی
1735-1830

انشاء
1756/58-1817

شیخ محمد ابراہیم ذوق
1788-1854

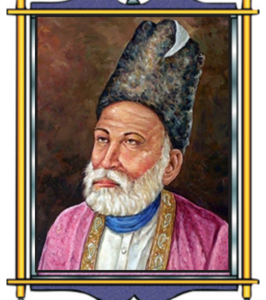
مرزا اسد اللہ خان غالب
1797-1869

مومن خان مومن
1800-1851

میر انیس
1803-1874

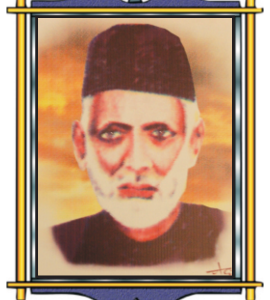
دبیر
1803-1875

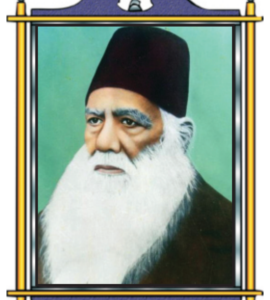
سر سید احمد خان
1817-1898

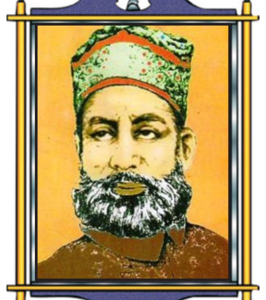
داغ دہلوی
1831-1905

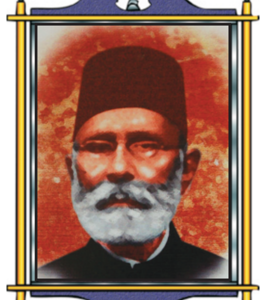
خواجہ الطاف حسین حالی
1837-1914

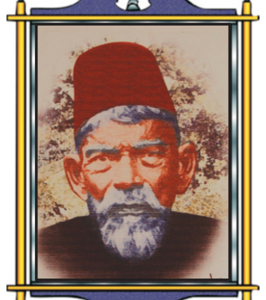
اکبر الہ آبادی
1846-1921

اُردو دنیا کی چند مایہ ناز ہستیاں

مولانا شبلی
1857-1914

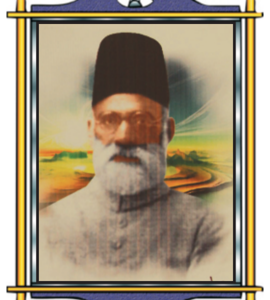
مولوی عبدالحق
1872-1961

سر علامہ اقبال
1877-1938

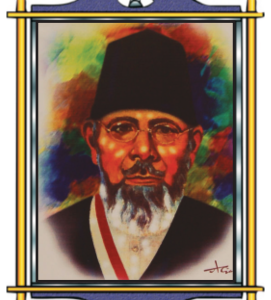
حسرت موہانی
1875-1951

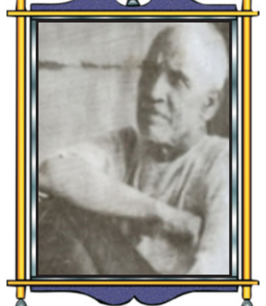
امجد حیدر آبادی
1878-1961

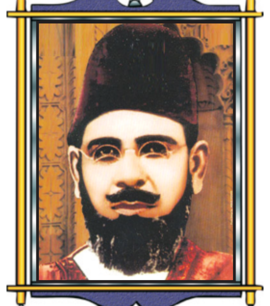
محمد علی جوہر
1878-1931

فانی بدایونی
1879-1941

مولانا ابوالکلام آزاد
1888-1958

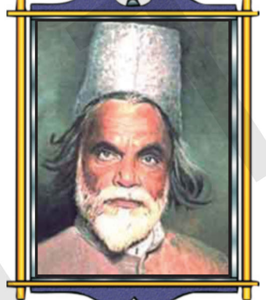
جگر مراد آبادی
1890-1960

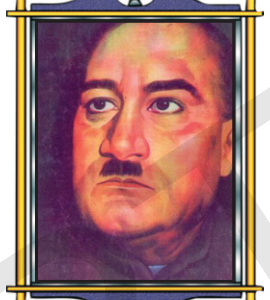
جوش ملیح آبادی
1894-1982

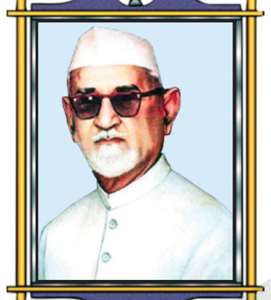
ڈاکٹر ذاکر حسین
1897-1969

فراق گورکھ پوری
1896-1982

پطرس بخاری
1898-1958

شوکت تھانوی
1904-1963

فیض احمد فیض
1911-1984

سکندر علی وجد
1914-1983

SCERT TELANGANA

ضیائے اُردو – 3

اُردو کی درسی کتاب

جماعت ہشتم

Urdu Reader - VIII Class

ایڈیٹرس

ڈاکٹر محمد علی اثر

موظف پروفیسر شعبہ اُردو، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد

ڈاکٹر مسعود حسن جعفری

موظف اسوسی ایٹ پروفیسر، کاکتیہ یونیورسٹی، ورنگل

ڈاکٹر حبیب نثار

اسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اُردو، حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی، حیدرآباد

جناب سلیم اقبال

پرنسپل ڈی۔ایڈ، المدینہ کالج آف ایجوکیشن، محبوب نگر

جناب سید جلیل الدین

صدر مدرس گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول میسرم بارکس، حیدرآباد

جناب محمد امیر حمزہ

صدر مدرس گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول، کوٹلہ عالیجاہ، حیدرآباد

ماہرین مضمون

پروفیسر نجمہ رحمانی

دہلی یونیورسٹی، دہلی

سورنا ونایک

کوآرڈینیٹر، ایس سی ای آر ٹی، تلنگانہ، حیدرآباد

کوآرڈینیٹر

محمد افتخار الدین شاؔد

کوآرڈینیٹر، ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت تلنگانہ، حیدرآباد

کمیٹی برائے فروغ واشاعت درسی کتاب

اے۔ستیہ نارائن ریڈی

ڈائرکٹر

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت

تلنگانہ، حیدرآباد

ڈاکٹر این۔اوپیندر ریڈی

پروفیسر شعبہ نصاب ودرسی کتب

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت

تلنگانہ، حیدرآباد

شری۔پی۔سدھاکر

ڈائرکٹر

گورنمنٹ ٹکسٹ بک پریس

تلنگانہ، حیدرآباد

ناشر حکومت تلنگانہ

تعلیم کے ذریعے آگے بڑھیں
صبر وتحمل سے پیش آئیں

قانون کا احترام کریں
اپنے حقوق حاصل کریں

”سارے جہاں میں دھوم اُردو زباں کی ہے“

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

© Government of Telangana, Hyderabad.

First Published 2013
New Impressions 2014, 2015,2016,2017,2018

All rights reserved.
No part of this publication may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted, in any form or by any means without the prior permission in writing of the publisher, nor be otherwise circulated in any form of binding or cover other than that in which it is published and without a similar condition including this condition being imposed on the subsequent purchaser.

The copy right holder of this book is the Director of School Education, Hyderabad, Telangana.

SCERT TELANGANA

This Book has been printed on 70 G.S.M. Maplitho,
Title Page 200 G.S.M. White Art Card

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 19–2018

Printed in India
For the Director Telangana Govt. Text Book Press,
Mint Compound, Hyderabad,
Telangana.

پیش لفظ

زبان کوغور وفکر کا وسیلہ شمار کرتے ہوئے ''ضیائے اُردو'' کے عنوان سے ایلمنٹری سطح کی درسی کتابوں کی تیاری کا آغاز حکومت تلنگانہ نے سال 2011-12 میں کیا۔

پڑھنے، لکھنے جیسی بنیادی استعداد کے حامل طلبا ایلمنٹری سطح میں داخل ہوکر زبان اور اس کی مختلف اصناف کے بارے میں جماعت ششم اور ہفتم میں سیکھ کر جماعت ہشتم میں داخل ہوتے ہیں۔ ان طلبا میں لسانی استعداد، تخلیقی صلاحیت، اعلیٰ رجحانات، شخصیت سازی، ادبی ذوق، سماجی شعور، انسانی اقدار وغیرہ کے فروغ کی خاطر ''ضیائے اُردو—3'' کو ترتیب دیا گیا۔ اس کے لیے قدیم اور جدید ادب کے مصنفین اور شعرا کے مضامین اور اُن کی نظموں کو اسباق کے طور پر منتخب کیا گیا ہے۔

RTE-2009 کے مطابق بچوں میں حصول طلب لسانی استعداد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر سبق کے آخر میں کئی ایک مشقین شامل کی گئی ہیں۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ یہ مشقین بچوں میں غور وفکر کی صلاحیتوں کو فروغ دینے کے علاوہ تجزیہ کرنے اور ہمہ رخی تفہیم کی صلاحیتوں کو فروغ دینے، عہد حاضر کے سماجی اُمور کو سمجھ کر عمل کرنے کی مہارت اور خصوصی رجحانات کی تشکیل میں معاون و مددگار ثابت ہوسکیں گی۔

زبان کی گہرائی اور وسعت کو سمجھنے کے لیے قواعد کے اُصولوں کو آسان و عام فہم انداز میں لکھا گیا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں فرہنگ بھی شامل کی گئی ہے۔ تا کہ طلبا میں لغت سے استفادہ کرنے کی صلاحیت پروان چڑھے۔

ہر سبق کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ کمرہ جماعت میں معلم مدارج کی مناسبت سے تدریس کے عمل کو مکمل کر سکے۔ ہر سبق کے آغاز سے قبل طلبا میں دلچسپی اور رغبت پیدا کرنے کے لیے مختصر نظمیں، اشعار، مضامین، واقعات، کہانیاں، وغیرہ کو شامل کیا گیا تا کہ طلبا کو غور وفکر کرنے اور بحث کرنے کا موقع فراہم ہو۔ اس کے علاوہ اصناف کا تعارف شعرا اور مصنفین کا تعارف چند زائد معلومات بھی شامل کی گئی ہیں۔

اساتذہ کمرہ جماعت میں زبان کے بہتر و موثر استعمال کے لیے ماحول فراہم کرنے کی کوشش کریں۔ بچوں کو اظہار مافی الضمیر کی آزادی اور سوال کرنے کا موقع فراہم کریں۔ سبق کے متن کو جوں کا توں سمجھانے کے بجائے اس کے مفہوم، خصوصی نکات، اقدار اور شاعر یا مصنف کے نقطہ نظر کو سمجھنے کے لیے کمرہ جماعت میں مباحث کا اہتمام کریں۔ گروہی مشاغل کے ذریعہ تدریسی و اکتسابی عمل کو انجام دیں۔ اسباق کے موضوعات سے مناسبت رکھنے والے قدیم واقعات، تاریخ ادب' شعرا و مصنفین کے حالات زندگی وغیرہ کے مطالعے کا ماحول فراہم کریں۔ مزید یہ کہ اساتذہ اسکول لائبریری کو مستحکم بناتے ہوئے اس سے استفادے کا طلبا کو موقع فراہم کریں۔

ہم اس کتاب کی ترتیب میں حصہ لینے والے اساتذہ، ماہرین مضمون، کوآرڈینیٹر مجلس ادارت کے ارکان، مضورین اور لے آوٹ ڈیزائنر کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ خصوصی طور پر ہم دہلی یونیورسٹی کے پروفیسر رما کانت اگنی ہوتری کے بھی ممنون و مشکور ہیں جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب کے دوران اپنے زرین مشوروں سے رہنمائی فرمائی۔ ہم اس بات کی اُمید کرتے ہیں کہ یہ کتاب طلبا میں لسانی شعور کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق اور مطالعے کے شوق کو فروغ دیتے ہوئے اُردو زبان کی عظمت کو سمجھنے میں معاون و مددگار ثابت ہوگی۔

تاریخ: 16-10-2012
مقام: حیدرآباد

اے ستیہ نارائنا ریڈی
ڈائرکٹر
ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت
تلنگانہ، حیدرآباد۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 19–2018

SCERT TELANGANA

دُعا

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنّا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری
دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہوجائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہوجائے
ہومرے دم سے یوں ہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت
زندگی ہو مری پروانے کی صورت یارب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب
ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

میرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اُس رہ پہ چلانا مجھ کو

– علامہ اقبال

ترانۂ ہندی

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا
پربت وہ سب سے اونچا ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا وہ پاسباں ہمارا
گودی میں کھیلتی ہیں اس کی ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جن کے دم سے رشک جناں ہمارا
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

– علامہ اقبال

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے

قومی ترانہ

جن گن من ادھی نایک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب، سندھ، گجرات، مراٹھا، دراوڑ، اتکل، ونگا
وندھیا، ہماچل، یمنا، گنگا، اُچ چھل جل دھی ترنگا
تواشبھ نامے جاگے، تواشبھ آشش ماگے
گاہے تو جیا گاتھا
جن گن منگل دایک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جیا ہے، جیا ہے، جیا ہے
جیا جیا جیا جیا ہے

— رابندرناتھ ٹیگور

عہد

ہندوستان میرا وطن ہے۔ تمام ہندوستانی میرے بھائی، بہن ہیں۔ مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور میں اس کے عظیم اور گوناگوں ورثے پر فخر کرتا ہوں/کرتی ہوں۔ میں ہمیشہ اس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کرتا رہوں گا/کرتی رہوں گی۔ میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزت کروں گا/کروں گی اور ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا/کروں گی۔ میں جانوروں کے تئیں رحم دلی کا برتاؤ کروں گا/کروں گی۔ میں اپنے وطن اور ہم وطنوں کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے کا عہد کرتا ہوں/کرتی ہوں۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

اساتذہ کے لیے ہدایات

- اس درسی کتاب کے بہتر استعمال کے لیے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ پیش لفظ، درسی کتاب کے ذریعہ حصول طلب استعداد اور فہرستِ مضامین کو ضرور پڑھیں۔
- مادری زبان / زبان اول اردو کی تدریس کے لیے ایک ہفتہ میں چھ پیریڈ کے حساب سے سال بھر جملہ 220 ایام کار (پیریڈس) مختص کئے جاتے ہیں۔
- 180 ایام کار کو مدنظر رکھتے ہوئے درسی کتاب اور سرسری مطالعہ کی ترتیب / تشکیل عمل میں لائی گئی ہے۔
- درسی کتاب میں موجود ہر سبق کی تدریس اوسطاً (10 تا 12) آٹھ تا دس تدریسی گھنٹوں میں کی جاسکتی ہے۔
- سرسری مطالعہ کے اسباق کی تدریس کے لیے (12) بارہ تدریسی گھنٹے مختص کئے جاسکتے ہیں۔
- سرسری مطالعہ کے اسباق کا مقصد صرف زائد مطالعہ ہے۔ انہیں بچوں سے ضرور پڑھوائیں۔ اس سے متعلق بچوں سے گفتگو ضرور کروائیں۔ حسب ضرورت یک بابی ڈرامے جیسے تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے والے مشاغل کروائے جائیں۔ اسباق میں موضوعات سے متعلق بچے اپنی زبان میں لکھنا، انہیں سمجھ کر ردِ عمل ظاہر کرنا اور اظہارِ خیال کرنا جیسے امور کی ہمت افزائی کی جانی چاہیے۔
- اس درسی کتاب میں جملہ 14 اسباق کو شامل کیا گیا ہے۔ ان میں نظم و نثر کے اسباق شامل ہیں۔ اسی تسلسل میں ان کی تدریس کی جائے اور ان کی تکمیل کی جائے۔
- اس کتاب کے اسباق ماحولیات، تہذیب و تمدن، حب الوطنی، خاندانی اقدار، اخلاقی اقدار، لسانی و سماجی بیداری، قومی یکجہتی جیسے موضوعات پر مبنی ہیں۔
- ریاست کے تمام علاقوں کو مدنظر رکھ کر شعرا اور ادیبوں کے اسباق کو منتخب کیا گیا ہے۔
- سبق پڑھانے کا مطلب محرکہ سے "منصوبہ کام" تک تمام مشغلوں کی تکمیل کرنا ہے۔ اس کو ہر معلم اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے۔
- سبق کی تدریس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ سبق کا خلاصہ بچوں کو سمجھا دیا جائے بلکہ متعینہ استعداد کو بچوں میں فروغ دینا چاہیے۔
- کسی ایک سبق کی تدریس کے لیے مختص کردہ جملہ پیریڈس میں سے صرف چار پیریڈس میں سبق کی تدریس کی جائے۔ مابقی پیریڈس میں مشاغل تکمیل کروائے جائیں۔
- سبق کی تدریس کرتے وقت چار مراحل کو ذہن نشین کرلینا چاہیے۔

(الف) محرکہ :- اس مقصد کے لیے تصویریں، مختلف واقعات، کہانیاں، گیت وغیرہ موجود ہیں۔

(i) گفتگو کے ذریعہ طلبہ میں محرکہ پیدا کیا جائے۔ طلبا کی تخلیقی صلاحیت کی شناخت کی جائے۔

(ii) گفتگو/سوالات کے ذریعہ سبق کے عنوان کا اعلان کیا جائے۔

(iii) سبق میں موجود تصورات کو تصویروں کے ذریعہ طلبا میں اجاگر کیا جائے۔

(ب) آ گہی جدول پڑھنے کا مشغلہ :- طلبہ کے لیے ہدایات، کے مطابق طلبہ کے ذریعہ آ گہی کے جدول کی تکمیل کروائی جائے۔ اس کے لیے انفرادی مطالعہ اور خاموش خوانی ضرور کروائیں۔ گروہی مشاغل بھی کروائیں۔

(ج) سبق پر گفتگو - آ گہی :- سبق سے متعلق طلبہ میں شعور پیدا کرنے کے لیے بحث و مباحثہ کا انعقاد کیا جائے۔

(د) مشاغل کا انعقاد : "یہ کیجیے" عنوان سے ان مشاغل کا آغاز ہوتا ہے۔ ہر طالب علم پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے اسکی تکمیل کروائیں

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے
SCERT TELANGANA

- اس بات کو یقینی بنائیں کہ طالب علم سبق کے مختلف موضوعات اور حالات کے بارے میں ردِعمل ظاہر کر سکے اور ان کا تجزیہ کر سکے اس کے لیے مناسب و آزادانہ ماحول کمرہ جماعت میں فراہم کیا جائے۔
- سننا - گفتگو کرنا کے عمل کو کل جماعتی مشغلے کے طور پر منعقد کریں۔
- پڑھنا۔ سمجھ کر پڑھنا ، از خود لکھنا سے متعلق مشقوں کا اہتمام گروہی طور پر یا انفرادی طور پر کروائیں۔
- تخلیقی صلاحیت، توصیف اور منصوبہ کام کے تحت دیے گئے مشاغل کے انعقاد سے قبل بچوں کو واضح ہدایات دی جائیں، واقف کروایا جائے۔ اس کے بعد بچوں کو گروہوں میں تقسیم کرتے ہوئے گروہی طور پر ان مشاغل کو انجام دیا جائے۔ کمرہ جماعت میں اس کا مظاہرہ کیا جائے۔ حسب ضرورت مشورے اور ہدایات دئے جائیں۔ انہیں طلبہ کی کاپیوں میں لکھوائیں۔
- زبان شناسی کی مشقوں کے لیے مزید مثالیں دیتے ہوئے بچوں کو سمجھایا جائے۔
- اسباق کے مطابق حسب موقع انسانی اقدار، ماحولیات، آرٹ، فنون، کام کا تجربہ اور حیاتی تنوع وغیرہ موضوعات پر بچوں سے گفتگو کروائی جائے۔
- طلبہ میں اردو ادب سے متعلق دلچسپی اور لطف اندوزی پیدا کرنے کے لیے مدرسہ کی لائبریری میں موجود قدیم اور جدید اردو ادب سے متعلق کتابوں سے طلبہ کو روشناس کروائیں۔
- بچوں کے سطح کا اندازہ لگانے کے لیے صرف تحریری امتحانات پر ہی اکتفا نہیں کیا جاسکتا۔ بحث و مباحثہ، گروہی کام، منصوبہ کام، مظاہرے، طلبہ کے نوٹ بکس وغیرہ کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ زبان کو روزمرہ زندگی کے مختلف موقعوں میں استعمال کے قابل بنانے کی تربیت دی جائے (مثلاً ، میٹنگ کا انعقاد، خطاب کرنا، بحث و مباحثہ میں حصہ لینا، خطوط لکھنا، نامعلوم یا جدید شائع شدہ مواد کو پڑھ کر آگہی حاصل کرنا، کسی موضوع کو تجزیاتی طور پر وضاحت کرنا، تنقید کرنا وغیرہ)۔
- مسلسل جامع جانچ کے ضمن میں بچوں کی ترقی کو وقتاً فوقتاً اندازہ لگانا چاہیے۔ مخصوص رجسٹر کا اہتمام کرتے ہوئے بچوں کی ترقی کو انفرادی طور پر ''متعینہ استعداد'' پر مبنی اندراج کیا جائے۔
- تعلیمی سال کے آغاز پر امتحان (Pre Test) منعقد کر کے بچوں کی سطح معلوم کی جائے۔ تعلیمی طور پر پچھڑے بچوں کی شناخت کی جائے۔ ان بچوں میں اقل ترین استعداد کو فروغ دینے کے لیے مناسب تدریسی اقدامات اختیار کئے جائیں۔
- مسلسل جامع جانچ کے ضمن میں ماہ جولائی، ستمبر، دسمبر اور فروری میں استعداد پر مبنی بچوں کی سطح کا اندازہ لگاتے ہوئے اس کا اندراج کیا جائے۔
- اکتوبر اور اپریل کے مہینوں میں منعقد کئے جانے والے ٹرمنل امتحانات کے لیے استعداد پر مبنی پرچہ سوالات اساتذہ از خود تیار کریں اور امتحانات کا انعقاد کریں۔
- اساتذہ درسی کتاب کو ایک تدریسی آلہ جانتے ہوئے بچوں میں زبان کی ترقی کے علاوہ ان کی ہمہ جہتی ترقی کے لیے کوشاں رہیں۔
- منصوبہ کام کو ایک استعداد متصور نہ کیا جائے۔ اسے ایک خانہ (باکس) میں دیا گیا ہے۔ اسے گروہی مشغلے کی طرح استعداد واری بچوں کی ترقی کے مخصوص رجسٹر میں درج کیا جائے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 19-2018

مرتبین

جناب تقی حیدر کاشانی، لکچرر
گورنمنٹ ڈائیٹ وقارآباد، ضلع رنگاریڈی

محمد افتخار الدین شاذؔ، کوآرڈینیٹر
ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت تلنگانہ، حیدرآباد

جناب فضل احمد اشرفی، اسکول اسسٹنٹ
گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول، کوٹلہ عالیجاہ، حیدرآباد

جناب محمد عبد المعز، اسکول اسسٹنٹ
گورنمنٹ ہائی اسکول سواران، کریم نگر

جناب سید وارث احمد، اسکول اسسٹنٹ
ضلع پریشد مدرسہ فوقانیہ، پنگنور، ضلع چتور

جناب محمد تاج الدین احمد، اسکول اسسٹنٹ
گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول حسینی علم (نیو)، حیدرآباد

جناب محمد علیم الدین، اسکول اسسٹنٹ
ضلع پریشد ہائی اسکول پٹلور، ضلع رنگاریڈی

جناب محمد عبد الرحمٰن شریف، اُردو پنڈت
گورنمنٹ ہائی اسکول پولیس لین، محبوب نگر۔

محمد ظہیر الدین، اسکول اسسٹنٹ
ضلع پریشد بوائز ہائی اسکول، آرمور، ضلع نظام آباد

جناب محمد عبد الرزاق، اُردو پنڈت
گورنمنٹ ہائی اسکول مدینہ مسجد محبوب نگر

جناب شیخ رضوان احمد، اسکول اسسٹنٹ
ضلع پریشد مدرسہ فوقانیہ، گرم کنڈہ، ضلع چتور

ڈاکٹر محمد عبد القدیر، اسکول اسسٹنٹ
ضلع پریشد ہائی اسکول، بوتھ، ضلع عادل آباد۔

مضور

جناب سید حشمت اللہ، ڈرائینگ ماسٹر
گورنمنٹ ہائی اسکول، قاضی پیٹھ جاگیر، ضلع ورنگل

سری کے۔ بابو، ہیڈ ماسٹر
ضلع پریشد ہائی اسکول وجّی پلی، ضلع نظام آباد

سری بی۔ وی۔ آر۔ چاری
نرمل، ضلع عادل آباد

ڈی۔ ٹی۔ پی۔ اینڈ لے آؤٹ ڈیزائننگ

محمد ایوب احمد ناصرؔ - ایس۔ اے۔ ضلع پریشد ہائی اسکول (اُردو) آتما کور، ضلع محبوب نگر۔
ٹی۔ محمد مصطفیٰ - حبیب کمپیوٹرس، بھولکپور، مشیرآباد، حیدرآباد۔
شیخ حاجی حسین۔ امپرنٹ کمپیوٹیک، اندرا گاندھی، پورم، فتح نگر، میڈچل، حیدرآباد-18

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے

فہرست مضامین

شمار	سبق	شاعر/مصنف	صنف	موضوع	ماہ	صفحہ نمبر
1.	مناجاتِ مقبول	ماخوذ	حمد	روحانی اقدار	اپریل/جون	1
2.	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ	مولانا شبلی نعمانی	نثر	عدل وانصاف	جولائی	9
3.	برسات	نظیرؔ شاہ	نظم	قدرتی مناظر	جولائی	19
4.	دریائے نیل کے کنارے کنارے	محمود الرحمٰن فاروقی	نثر	سیر وتفریح	اگست	29
5.	مزدور کی بانسری	میر کاظم علی جمیل مظہری	نظم	محنت کش افراد کا احترام	اگست	39
6.	مہینہ کی پہلی تاریخ	مرزا فرحت اللہ بیگ	نثر	طنز ومزاح	ستمبر	47
7.	جگنو	شیخ محمد اقبالؔ	نظم	فطری ماحول	اکتوبر	57
8.	پنچایت	منشی پریم چند	ڈرامہ	فیصلہ سازی	نومبر	69
9.	غزل	سکندر علی وجدؔ	غزل	نصیحت	نومبر	79
10.	فقیر کی نصیحت	ڈاکٹر بانو سرتاجؔ	ڈرامہ	معاون حیات مہارتیں	ڈسمبر	87
11.	نیا سورج	معین احسن جذبیؔ	نظم	ذوق سلیم کی تربیت	ڈسمبر	97
12.	زمین کی خیر نہیں	ادارہ	نثر	ماحول کا تحفظ	جنوری	107
13.	غزل	جگرؔ مرادآبادی	غزل	سماجی اقدار	فروری	115
14.	خطوط	ماخوذ	خطو نویسی	خطو نویسی	فروری	123

گلدستہ (سرسری مطالعہ)

شمار	سبق	موضوع	ماہ	صفحہ نمبر
1.	پانچ اشرفیاں	رعایا پروری	جولائی	134
2.	ہندوستان کی خلائی تحقیقات	سائنس وٹکنالوجی	اگست/ستمبر	138
3.	جب گیہوں انڈے کے برابر ہوتے تھے	محنت قناعت	اکتوبر	143
4.	تین شہزادے	حوصلہ مندی	نومبر	147
5.	ضرورت ایجاد کی ماں ہے	معاون حیات مہارتیں	جنوری	152
6.	اشرفیوں کی تھیلی	دیانت اور عدل	فروری	155
7.	سندباد جہازی کا ایک سفر	ہمت وجرأت	فروری	159
	فرہنگ			

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے

اس کتاب کے ذریعہ بچوں میں مطلوب استعداد

(I) سننا بولنا

- نظموں اور گیتوں کو روانی، فہم اور لحن کے ساتھ پڑھنے کے قابل ہوں۔
- کسی ایک موضوع کے متعلق تائید کرتے ہوئے مناسب وجوہات کی روشنی میں اس کی وضاحت کرنا واضح طور پر اظہار خیال کرنے کے قابل ہوں۔
- مختلف اسباق کے ذریعہ حاصل ہونے والی معلومات کا اظہار کرنا اور فرق پہچاننے کے قابل ہوں۔
- نظموں اور گیتوں کے متن کی واضح طور پر تشریح کرنے کے قابل ہوں۔
- دوستوں کے ساتھ مباحثہ میں حصہ لینے کے قابل ہوں۔
- تصورات کو بیان کرنا، مناسب سمت میں اپنی سوچ کا اظہار کرنے کے قابل ہوں۔

(II) روانی سے پڑھنا، فہم حاصل کرنا، ردعمل ظاہر کرنا

- مختلف متن کو پڑھ کر عنوان تجویز کرنے کے قابل ہوں۔
- سبق پڑھ کر اطلاعاتی جدول تیار کرنا، سوالات لکھنا اور عنوانات وغیرہ دینے کے قابل ہوں۔
- متعارف اور غیر متعارف اسباق پڑھ کر فہم حاصل کریں اور جوابات لکھنے کے قابل ہوں۔
- سبق کے متعلق اپنی زبان میں جوابات لکھنے کے قابل ہوں۔

(III) از خود لکھنا

- مختلف امور، موضوعات اپنی زبان میں تحریر کرنے کے قابل ہوں۔
- اپنے خیالات کو راست اور واضح طور پر تحریر کرنے کے قابل ہوں۔
- مسائل کا حل ڈھونڈ کر اس کے متعلق غور وفکر کرکے ہدایات تحریر کرنے کے قابل ہوں۔
- سبق کی مکمل آگہی کے ساتھ وضاحت کرنے کے قابل ہوں۔
- کسی موضوع کی تائید یا اُس کی مخالفت کرتے ہوئے مناسب وجوہات لکھنے کے قابل ہوں۔

(IV) لفظیات

- مختلف موقعوں کی مناسبت سے زبان میں موجود اور اس کتاب میں متعارف نئے الفاظ کے استعمال کے قابل ہوں۔
- ذو معنی الفاظ مترادفات، اضداد، مذکر، مونث، وغیرہ سے متعلق معلومات حاصل کرکے اُنھیں استعمال کے قابل ہوں۔
- لسانی کھیل، لغت کے استعمال کے ذریعہ ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کرنے کے قابل ہوں۔

(V) تخلیقی اظہار

- اسباق کو مختلف اصناف سخن یعنی گیت، کہانی، مکالمے، خط اور نظم وغیرہ میں تبدیل کرنے کے قابل ہوں۔
- غیر مختتم اسباق کا اختتام لکھنے کے قابل ہوں۔
- مختلف موضوعات پر پوسٹر، بروچر وغیرہ تیار کرنے کے قابل ہوں۔ ورقیے اور اُن کے متعلق لکھنے کے قابل ہوں۔
- متن کے مطابق تصویریں اُتارنے کے قابل ہوں۔

(VI) توصیف

- مذہب، فرقہ اور صنفی امتیاز سے مبرّا کسی بھی شخص کی قابلیت کی تعریف وتوصیف کرنے کے قابل ہوں۔
- شعرا اور اُن کے احساسات وجذبات کی توصیف کرنے کے قابل ہوں۔
- اختلافات سے مبرّا مثبت رویہ اپناتے ہوئے توصیف کرنے کے قابل ہوں۔
- کشادہ دلی، وسیع النظری اور علاقہ واریت سے مبرّا مختلف اشخاص اور اداروں کی توصیف کرنے کے قابل ہوں۔

(VII) زبان شناسی

- جملوں کا فرق پہچان کر موقع ومحل کے لحاظ سے جملوں کا استعمال کرنے کے قابل ہوں۔
- جملوں کی اقسام، اسم، صفت اور ان کے اقسام کے بارے میں سمجھنے کے قابل ہوں۔
- قواعد کو روزمرہ زندگی کی گفتگو میں استعمال کے قابل ہوں۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے

1. مناجاتِ مقبول

ماخوذ

پڑھیے - سوچیے - بولیے

جب انسان آزمائشوں سے گذرتا ہے اور مسلسل ناکامیاں ہی اس کا مقدر بنتی جاتی ہیں تو وہ بے بسی کا شکار ہوجاتا ہے۔ ایسے مایوسی کے عالم میں وہ اپنے معبودِ حقیقی سے رجوع ہوتا ہے اور اپنے مصائب و آلام کی فہرست کو اس کی بارگاہ میں رکھتا ہے اور اسی سے دستگیری طلب کرتا ہے۔ وہ راتوں میں اٹھ کر گڑگڑا کر دعائیں کرتا ہے اور فریادی بن کر اپنے دکھوں کا مداوا چاہتا ہے۔ اردو کے مشہور و ممتاز شاعر مولانا خواجہ الطاف حسین حالؔی نے ''مناجات بیوہ'' اور ''دُرِّ یتیم'' لکھی۔ جس کا مدعا خدا سے مدد اور رحمتوں کا نزول ہے۔

مدعا

شاعر اس نظم میں اپنے دکھوں اور مصیبتوں کا اظہار خدائے برتر کے سامنے کرتا ہے کہ وہی کارساز ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ دعا عبادت کا مغز ہے دعا کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہی اس نظم کا اہم مقصد ہے۔

سوالات

1. انسان عام طور پر کن کن مصائب و آلام سے ہو کر گذرتا ہے؟
2. انسان اپنی پریشانیوں کا حل کس سے چاہتا ہے اور کیوں؟
3. مولانا حالؔی نے کتنی مناجاتیں لکھی ہیں؟ ان کے نام بتایئے۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- موقع و محل کی مناسبت سے معنی اخذ کرتے ہوئے مناجات کو سمجھیے۔
- ناقابل فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیالات کے ذریعہ سمجھیے اس کے بعد اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

SCERT TELANGANA

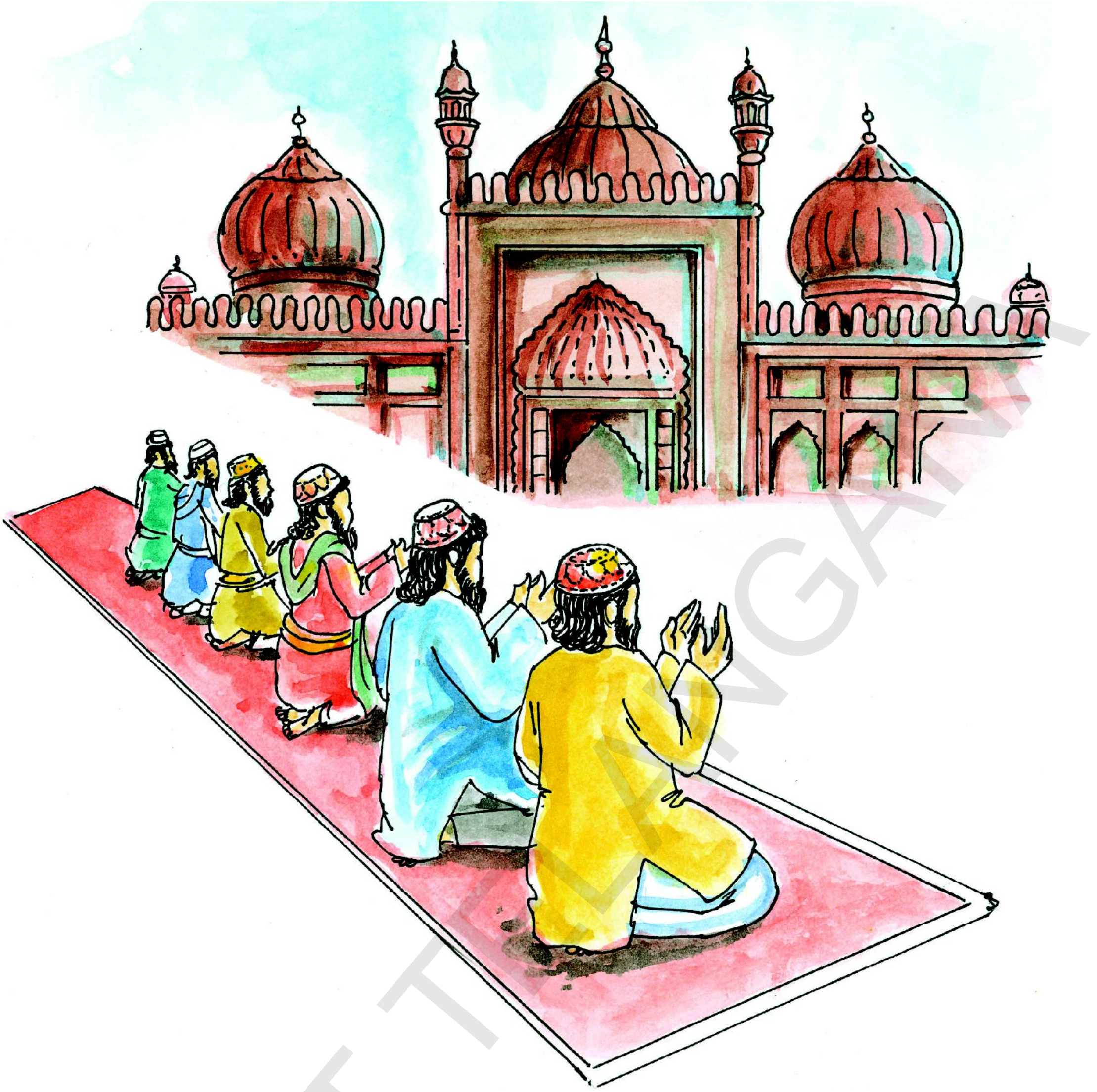

اے خدائے پاک، رحمٰن و رحیم
قاضیِ حاجات و وہاب و کریم

اے اللہ العالمین اے بے نیاز
دین و دنیا میں ہمارے کار ساز

تو ہی معبود اور تو ہی مقصود ہے
تیرے ہی ہاتھوں میں خیر و جود ہے

ہم ترے بندے ہیں اور تو ہے خدا
تو کریمِ مطلق اور ہم ہیں گدا

ہم گنہ گار، اور تو غفّار ہے
ہم بھرے عیبوں سے، تو ستّار ہے

ہم ہیں بے کس، اور تو بے کس نواز
ہم ہیں ناچار، اور تو ہے چارہ ساز

تو وہ قادر ہے کہ جو چاہے کرے
جس کو چاہے دے جسے چاہے نہ دے

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لیے
در تری رحمت کے ہردم ہیں کھلے

SCERT TELANGANA

تیرے در پر ہاتھ پھیلاتا ہے جو　　پا ہی لیتا ہے وہ ہر مقصود کو
مانگنا ہم پر کیا ہے تو نے فرض　　اور سکھا ہم کو دیے آدابِ عرض
مانگنے کو بھی ہمیں فرمادیا　　مانگنے کا ڈھنگ بھی بتلادیا
بلکہ مضمون بھی ہر اک درخواست کا　　ہم کو یارب تو نے خود سکھلادیا
ہر طرف سے ہو کے ہم خوار و تباہ　　آپڑے اب تیرے در پر یا الٰہ
گرچہ یارب ہم سراپا ہیں بُرے　　اب تو لیکن آپڑے در پر ترے
دل میں ہیں لاکھوں امیدیں جلوہ گر　　ہاتھ اٹھاتے شرم آتی ہے مگر
تو غنی ہے اور ہم ہیں بے نوا　　کون پوچھے گا ہمیں تیرے سوا؟
ہے تو ہی حاجت روائے دوجہاں　　ہم ترا در چھوڑ کر جائیں کہاں
اپنی رحمت ہم پہ اب مبذول کر　　یہ مناجات اور دعا مقبول کر

(ماخوذ)

خلاصہ

اس مناجات میں شاعر نے عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنی خواہشات اور رنج والم کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا ہے۔
اے اللہ! تو پاک ہے تو رحم کرنے والا ہے، تو ضرورتوں کو پورا کرنے والا اور کرم کرنے والا ہے۔ اے دونوں عالم کے معبود تو بے نیاز ہے۔ دنیا اور آخرت میں ہمارے کام بنانے والا، تو ہی عبادت کے قابل ہے اور تو ہی سب کا مقصود ہے۔ تیرے ہی ہاتھوں میں ہماری بھلائی ہے۔ ہم تیرے بندے ہیں اور تو خدا ہے صرف تو ہی کرم کرنے والا اور گنہگاروں کو بخشنے والا ہے۔ ہمارے گناہوں کو معاف کرنے والا، ہم مجبوروں کو دینے والا، ہماری ناکامیوں کو کامیابیوں میں بدلنے والا اور صرف تو ہی قدرت رکھنے والا ہے۔ تیرے دروازے ہمیشہ محتاجوں کے لیے کھلے ہیں تیرے آگے جو مانگنے بیٹھتا ہے وہ کچھ نہ کچھ پا ہی لیتا ہے۔ اسی لیے تو نے ہم پر مانگنا ضروری قرار دیا اور مانگنے کے آداب بھی بتلائے۔ اے اللہ! ہر طرف سے نا اُمید ہو کر تیرے دروازے پر آ گئے ہیں۔ ہم میں بہت سی برائیاں ہیں لیکن تیرے معاف کرنے کی کوئی حد نہیں۔ اسی لیے اُمیدیں لے کر آئیں ہیں۔ تجھ سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ تو غنی ہے ہم محتاج ہیں۔ تیرے سوا کون ہماری سننے والا ہے۔ تو ساری دنیا کی حاجت پوری کرنے والا ہے ہم تیرا در چھوڑ کر کہاں جائیں۔ اے اللہ! ہم مجبوروں کی طرف توجہ کر اور ہماری دعا کو قبول کر (آمین)

صنفِ سخن: مناجات کے لغوی معنی دعا، عرض، التجا کے ہیں اور اصطلاح شاعری میں ''وہ نظم جس میں خدا کی تعریف کرتے ہوئے اپنی حاجتوں کا اظہار عجز وانکساری کے ساتھ کیا جائے، مناجات کہلاتی ہے

SCERT TELANGANA

یہ کیجیے

.I سنیے - بولیے

(1) شاعر اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے۔ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی ہو تو کیا کیا مانگو گے؟

(2) شاعر نے اللہ تعالیٰ کو 'کریم مطلق' کہا اس کا کیا مطلب ہے؟

(3) شاعر اللہ تعالیٰ سے کیوں کہہ رہا ہے کہ ''ہم سراپا بُرے ہیں''۔ کیا آپ اس سے متفق ہیں۔ کیوں؟

(4) اس دعا میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کو کن صفاتی ناموں سے یاد کیا ہے اور کیوں؟

(5) اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ کیسے؟

(6) شاعر ''قاضی حاجات'' کسے کہہ رہا ہے اور کیوں؟

.II پڑھیے - لکھیے

الف : نظم پڑھیے اور حسب ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

(1) شاعر کہتا ہے کہ دین و دنیا میں ہمارا کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کیسے؟

(2) شاعر کو اللہ تعالیٰ کے آگے ہاتھ اٹھاتے شرم آتی ہے کیوں؟

(3) انسان ہر طرف سے مایوس ہو کر اللہ تعالیٰ کے در پر کیوں آ پڑتا ہے؟

(4) دُعا مانگنے کے آداب کیا ہیں؟

(5) اس نظم سے اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام تلاش کیجیے اور لکھیے؟

(6) اس نظم سے وہ اشعار پڑھیے جن میں حسب ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

چارہ ساز ، گناہ گار ، جلوہ گر

(7) ذیل کے الفاظ کو صحیح ترتیب میں لکھ کر شعر مکمل کیجیے۔

ہم ہیں ، تو غنی ، بے نوا ، ہے اور ، ہمیں ، پوچھے گا ، تیرے سوا ، کون

ب : (i) ذیل کی عبارت غور سے پڑھیے اور اس سے متعلقہ شعر لکھیے۔

تو ایسا دینے والا ہے کہ تیری رحمت کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ کوئی لمحہ تیری عطا سے خالی نہیں ہے۔

شعر : ....

SCERT TELANGANA

اے اللہ! ہم گناہ گار بندے ہیں۔تو ہمارے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ہم میں کئی خرابیاں، برائیاں اور کمزوریاں ہیں لیکن تو ہی ان سب عیبوں کو چھپانے والا ہے۔

شعر : ....

(ii) ان اشعار کا مطلب اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(1) تو وہ قادر ہے کہ جو چاہے کرے — جس کو چاہے دے جسے چاہے نہ دے

مطلب : ....

(2) ہے تو ہی حاجتِ روائے دو جہاں — ہم ترا در چھوڑ کر جائیں کہاں

مطلب : ....

(د) : ذیل کی نظم پڑھیے' دیے گئے خلا صے میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

محبت کا رستہ دکھادے الٰہی — مجھے نیک بندہ بنادے الٰہی
سدا پڑھنے لکھنے سے ہو مجھ کو الفت — بُری عادتوں سے ہمیشہ ہو نفرت
سبق مجھ کو انسانیت کا پڑھادے — بُرائی کو تو میرے دل سے مٹا دے
کہا اپنے ماں باپ کا مانوں ہر دم — نہ ہو میرے کاموں سے ان کو کوئی غم
رہے مجھ پہ ان کا بھی ہر وقت سایہ — جنھوں نے مجھے پڑھنا لکھنا سکھایا
مجھے بے کسوں کا سہارا بنادے — مددگار سب کا، خدا یا بنادے

ایک بچہ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ اسے وہ .... دکھادے اور اسے نیک بندہ بنادے اور سدا پڑھنے لکھنے کی الفت اس میں پیدا کرے اور اسے ہمیشہ بری عادتوں سے .... کرنے اور .... کام کرنے کی توفیق عطا کرے۔وہ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا کررہا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے ماں باپ کا .... ماننے اور انھیں ہمیشہ .... رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان لوگوں کا ہر وقت .... اس پر رہے جنھوں نے اسے پڑھنا لکھنا سکھایا اور یہ بھی دعا کرتا ہے کہ اسے .... کا سہارا بننے کا عزم اس کے اندر پیدا کردے۔

III. خود لکھیے

مختصر جوابی سوالات

(1) شاعر نے اپنے آپ کو ''گدا'' کس لیے کہا ہے؟

(2) شاعر نے اللہ تعالیٰ کو ''ستار'' کیوں کہا ہے۔وضاحت کیجیے؟

(3) شاعر نے اللہ تعالی سے عاجزی کس طرح کی ہے۔عاجزی کے لیے عام طور پر ہم کیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں؟

(4) حمد ، دعا اور مناجات میں کیا فرق پایا جاتا ہے لکھیے؟

(5) ''دل میں ہیں لاکھوں امیدیں جلوہ گر'' اس مصرعے کی وضاحت کیجیے۔

(6) اگر بارش نہ ہو اور سوکھا پڑ جائے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

(7) کن کن مخصوص حالات میں ہم اجتماعی طور پر دعائیں مانگتے ہیں؟

طویل جوابی سوالات

(1) مناجات کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(2) اللہ تعالی کی دی ہوئی نعمتوں پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔

IV. لفظیات

الف (i) ان الفاظ کو غور سے پڑھیے اور سوچیے۔اسی طرح کے چند الفاظ آپ بھی لکھیے۔

رحیم وکریم ۔ خواب وخیال ۔ نشیب وفراز

....

....

(ii) ذیل میں دیے گئے الفاظ غور سے پڑھیے اور ایسے ہی چند الفاظ آپ بھی لکھیے اور اپنے معلم سے ان کے معنی معلوم کیجیے۔

(1) چارہ ساز : ....

(2) جلوہ گر : ....

(3) بے کس نواز : ....

(4) مددگار : ....

(5) حاجت روا : ....

(iii) دیے گئے الفاظ کی ضد لکھیے۔انہیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

(1) بہار [ ] 1. ....

(2) سخی [ ] 2. ....

(3) مقدم [ ] 3. ....

SCERT TELANGANA

(4) جنت [ ] .4 ....

(5) خارج [ ] .5 ....

(6) نرمی [ ] .6 ....

(7) جلوت [ ] .7 ....

V. تخلیقی اظہار

(1) اس دعا کو ترنم سے پڑھیے۔

(2) آپ نے جو دعا پڑھی ہے اسے نثر میں تبدیل کیجیے۔

VI. توصیف

(1) آپ سالانہ امتحان دے چکے ہیں۔ اپنے دوست کو خط لکھیے کہ وہ آپ کی کامیابی کے لیے دُعا مانگے۔ دوست نے کیا دعا مانگی ہوگی؟ سوچ کر لکھیے۔

(2) آپ اللہ تعالی کی حمد و ثناء کس طرح کروگے؟ لکھیے اور کمرہ جماعت میں پڑھ کر سنائیے۔

VII. زبان شناسی

حروف تہجی مندرجہ ذیل ہیں

ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش ص ض

ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی ے

حروف کی آوازوں اور اُن کی تحریری شکلوں کا نام **''علم ہجا''** ہے۔

حروف علّت : ایسے حروف جو بعض وقت اعراب کی جگہ استعمال ہوتے ہیں وہ تین ہیں۔ **ا و ی**

زبر کی جگہ ' **ا** ' زیر کی جگہ ' **ی** ' اور پیش کی جگہ ' **و** ' کا استعمال ہوتا ہے۔

اعراب یعنی ـَـ ـِـ ـُـ کو **''علامت علّت''** بھی کہتے ہیں۔

باقی حروف **''حروف صحیح''** کہلاتے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن ہ

اس طرح حروف کی دو قسمیں ہوتی ہیں (1) **حروف علّت** (2) **حروف صحیح**

SCERT TELANGANA

مشق 1 : ذیل کے الفاظ میں حروف علت کے نیچے خط کھینچئے۔

احمد ۔ شوکت ۔ قومی یک جہتی

مشق 2 : ذیل کے الفاظ میں سے حروف علّت والے الفاظ الگ کیجیے۔

دستہ ۔ حشر ۔ ختنہ ۔ جوتا ۔ فعل ۔ جوان ۔ چمن ۔ حاجت ۔ صرف ۔ علم ۔ ضعیف ۔ جنت

منصوبہ کام

(1) علامہ اقبال کی لکھی دعاء

یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے

کو کلیات اقبال سے لے کر پڑھیے، اسکے معنی ومطلب کو اپنے الفاظ میں لکھ کر کمرۂ جماعت میں سنائیے۔

کیا میں یہ کرسکتا/کرسکتی ہوں؟

1. مناجات کو ترنم کے ساتھ پڑھ سکتا/سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
2. اللہ کی حمد وثناء بیان کرسکتا/سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
3. اسمائے حسنیٰ بیان کرسکتا/سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
4. صنف مناجات کی تعریف بیان کرسکتا/سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں

SCERT TELANGANA

2. حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

مولانا شبلی نعمانی

پڑھیے - سوچیے - بولیے

بچو ! حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ تھے۔ وہ ہمیشہ اپنی رعایا کی خبر گیری کرتے تھے۔ ایک رات وہ گشت کر رہے تھے کہ ایک مکان سے کچھ گفتگو کی آوازیں سنائی دیں۔ حضرت عمرؓ اس مکان میں ہونے والی گفتگو غور سے سُنتے ہیں۔ ماں اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ ''بیٹی دودھ میں پانی ملا دو۔ یہ سُنتے ہی بیٹی نے کہا! ''ماں کیا تم نے خلیفہ کا وہ اعلان نہیں سنا کہ دودھ میں پانی ملانا ممنوع ہے''۔ ماں نے کہا ''بیٹی کیا خلیفہ تمہیں دیکھ رہے ہیں''۔ بیٹی نے کہا! خلیفہ تو نہیں دیکھ رہے ہیں لیکن اللہ تو ہمیں دیکھ رہا ہے''۔ یہ گفتگو سُن کر حضرت عمرؓ بہت خوش ہوئے اور دوسرے دن اپنے ایک غلام کو اُس لڑکی کے گھر روانہ کیا اور اپنے لڑکے سے نکاح کا پیش کش کیا۔ اس طرح حضرت عمرؓ نے اپنے لڑکے کا نکاح اُس ایماندار لڑکی سے کر دیا۔

سوالات

(1) حضرت عمرؓ کون تھے؟

(2) حضرت عمرؓ اپنی رعایا کی خبر گیری کس طرح کرتے تھے؟

(3) ماں نے اپنی بیٹی کو کیا حکم دیا؟

(4) بیٹی نے کیا جواب دیا؟

(5) لڑکی کا جواب سُن کر حضرت عمرؓ نے کیا کیا؟

مدعا

طلبہ میں سادگی پسندی، مذہبی رواداری وسیع النظری اور کشادہ دلی کے جذبات، عدل و انصاف کو فروغ دینا ہی اس سبق کا اہم مقصد ہے۔

ماخذ: یہ سبق شبلی نعمانی کی کتاب ''الفاروق'' سے اخذ کیا گیا ہے۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- موقع و محل کی مناسبت سے معنی اخذ کرتے ہوئے سبق کو سمجھیے۔
- نا قابلِ فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیال کے ذریعہ سمجھیے اور اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

SCERT TELANGANA

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ مسلمانوں کے مشہور خلیفہ تھے۔ خلیفہ بننے سے پہلے وہ بڑی شان و شوکت کی زندگی گزارتے تھے لیکن خلیفہ بنتے ہی ان کی زندگی بالکل بدل گئی۔ انہوں نے شاہانہ ٹھاٹ باٹ ترک کردیا۔ اپنے سارے قیمتی لباس، سامان اور بیوی کے زیورات بیت المال میں داخل کردیے اور انتہائی سادہ اور پاکیزہ زندگی گزارنے لگے۔

خلیفہ بننے کے بعد وہ سادہ لباس پہنتے، معمولی کھانا کھاتے اور کچے سے مکان میں رہتے تھے۔ ان کے بیوی بچوں کی زندگی بھی سادگی سے گزرنے لگی۔ وہ چاہتے تو اپنے بیوی بچوں کو لذیذ کھانے کھلا سکتے تھے، عمدہ کپڑے پہنا سکتے تھے لیکن انہیں بیت المال سے رقم لینا گوارا نہ تھا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے، عید قریب تھی۔ سب لوگ اپنے بچوں کے لیے نئے نئے کپڑے بنوا رہے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بچوں نے بھی اپنی ماں سے نئے کپڑوں کی فرمائش کی۔ ماں بے چین ہوگئیں۔ وہ شوہر کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا حال بیان کیا۔ بیوی کی بات سن کر انہوں نے فرمایا ''فاطمہ! میرے پاس اتنی رقم کہاں ہے کہ بچوں کے لیے نئے کپڑے بنوا سکوں؟''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ انتہائی ایمانداری سے بیت المال کی حفاظت کرتے تھے۔ انہیں بیت المال میں رکھی ہوئی مُشک کو سونگھنا تک گوارا نہ تھا۔

ایک رات وہ کسی سرکاری کام میں مصروف تھے اور سرکاری چراغ جل رہا تھا۔ اتنے میں ایک ملاقاتی صرف ان کی خیریت دریافت کرنے کے لیے آگیا۔ انہوں نے سرکاری چراغ بجھا دیا اور اپنا ذاتی چراغ منگوا کر جلایا۔

ایک دن عمر بن عبدالعزیزؒ اپنے دربار میں جلوہ افروز تھے کہ ایک عیسائی دربار میں آ کر شکایت کی کہ ''خلیفہ ولید بن عبدالملک کے بیٹے عباس نے میری زمین پر زبردستی قبضہ کرلیا ہے''۔ عمر بن عبدالعزیز نے عباس کی طرف دیکھا۔ عباس نے کہا ''یہ زمین مجھ کو خلیفہ ولید نے بطور جاگیر عنایت کی تھی۔ چنانچہ اس کی تحریری سند میرے پاس موجود ہے''۔ عمر بن عبدالعزیز نے عیسائی کی طرف مخاطب ہوکر کہا ''تم کیا جواب دیتے ہو''۔ اس نے کہا ''امیر المومنین! میں خدا کی تحریر (قرآن مجید) کے مطابق فیصلہ چاہتا ہوں''۔ عمر بن عبدالعزیز نے عباس کی طرف مخاطب ہوکر کہا ''عباس! خدا کی تحریر تیرے باپ کی تحریر پر مقدم ہے''۔ یہ کہہ کر وہ زمین عباس کے قبضے سے نکال کر عیسائی کو دلا دی۔

عمر بن عبدالعزیز اکثر عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاں مہمان ہوتے تھے، لیکن ان کے کھانے کی قیمت دے دیا کرتے تھے۔ وفات کے وقت اپنے مقبرے کے لیے جو زمین پسند کی، وہ ایک عیسائی کی تھی۔ اس کو بلا کر خریدنا چاہا۔ اس نے کہا ''امیر المومنین! قیمت کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لیے تو یہ امر برکت کا باعث ہوگا''، لیکن انہوں نے نہ مانا اور تیس دینار دے کر وہ زمین خرید لی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، اپنے اردگرد خوشامدیوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ اکثر عالموں کو بلواتے اور ان سے نصیحت کی درخواست کرتے۔ وہ چاہتے تھے کہ علماء انصاف کرنے میں ان کی رہنمائی کریں۔ نیکی کے کاموں میں مدد کریں۔ حاجت مندوں کی حاجتیں ان تک پہنچائیں اور ان کے سامنے کسی کی غیبت نہ کریں۔

وہ ملازموں کے آرام کا خیال رکھتے اور کسی کام کو کم تر نہیں سمجھتے تھے۔ ایک بار، رات کو کسی مہمان سے گفتگو فرما رہے تھے کہ دفعتاً چراغ جھلملانے لگا۔ قریب ہی ایک ملازم سویا ہوا تھا۔ مہمان نے کہا کہ اس کو جگا دوں؟

بولے : ''سونے دو''۔

مہمان نے کہا : ''میں خود اٹھ کر چراغ ٹھیک کر دوں؟''

فرمایا : مہمان سے کام لینا مناسب نہیں۔

آپ خود ہی اٹھے۔ برتن سے زیتون کا تیل لیا اور چراغ کو ٹھیک کر کے پلٹے تو کہا :

''جب میں اٹھا تھا تو عمر بن عبدالعزیز تھا اور جب پلٹا تب بھی عمر بن عبدالعزیز ہوں''۔

ان کے زمانے میں بڑی خوش حالی تھی۔ لوگ ان کے پاس کثرت سے مال لاتے اور کہتے کہ غریبوں میں بانٹ دیجیے لیکن وہ یہ کہہ کر مال واپس کر دیتے تھے کہ حاجت مند نہیں ملتے، پھر یہ مال کسے دیا جائے۔

انہوں نے لوگوں کی سہولت کے لیے سرائیں بنوائیں، شراب پر پابندی لگائی، بے جا رسموں کو ختم کیا۔ غلاموں اور باندیوں کو آزاد کرایا۔ شاہی خاندان کے لوگوں اور حکومت کے افسروں کے ظلم و ستم سے عوام کو نجات دلائی۔ ان کی خلافت کا زمانہ صرف دو سال پانچ مہینے رہا۔ حیرت اس بات پر ہے کہ اتنے کم عرصے میں یہ ساری اصلاحات عمل میں آ گئیں۔ تاریخ میں ایسے عادل، نیک اور پرہیز گار اسلامی حکمران کا نام ہمیشہ روشن رہے گا۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو۔

مصنف کا تعارف

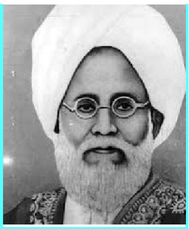

شبلی نعمانی 1857 میں بندول ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ 18 سال کی عمر میں عربی، فارسی اور اسلامی علوم کی تعلیم مکمل کی۔ والد کے اصرار پر وکالت کا امتحان پاس کیا۔ کچھ دن وکالت اور پھر ملازمت کی، لیکن ان پیشوں میں اُن کا دل نہ لگا اور وہ علی گڑھ چلے گئے۔ سرسید نے ان کی صلاحیتوں کا اندازہ کیا اور اُنہیں فارسی کا پروفیسر مقرر کیا یہیں اُن کے جوہر کھلے۔ وہ سرسید کی تحریک سے وابستہ ہو گئے اور اپنے قلم کے ذریعے اس کو ترقی دینے لگے 16 سال تک علی گڑھ سے وابستہ رہے اور سرسید کے انتقال کے بعد اُس سے قطع تعلق کر لیا۔ سید علی بلگرامی کی خواہش پر حیدرآباد آئے اور سررشتہ علوم وفنون کے ناظم مقرر ہوئے ندوہ کے حالات خراب ہوئے تو اس کی اصلاح کے لئے لکھنو چلے گئے۔ آخری عمر اعظم گڑھ میں بسر ہوئی جہاں دارالمصنفین کی بنیاد ڈالی اور سیرت النبی ﷺ کی تصنیف میں مصروف ہو گئے۔

اُن کی مشہور تصانیف المامون، سیرۃ النعمان، سفر نامہ مصر و شام و روم، الفاروق، الغزالی، سوانح مولانا روم، علم الکلام، موازنۂ انیس و دبیر، الکلام، شعرالعجم، اور سیرۃ النبی ہیں۔ وہ بہت بڑے ادیب، نقاد، مورخ اور شاعر تھے۔ علمیت اور مذہبیت کے باوجود اُن کی زبان میں سادگی، شگفتگی اور روانی پائی جاتی ہے۔ 1914ء میں ندوہ لکھنو میں ان کا انتقال ہوا۔

صنفِ سخن: نثر کی اقسام میں ایک قسم مضمون نگاری بھی ہے۔ یہ مضمون حضرت عمر بن عبدالعزیز کی شخصیت و سیرت پر مبنی ہے۔

SCERT TELANGANA

یہ کیجیے

I. سنیے - بولیے

(1) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کون تھے انہوں نے خلافت کی ذمہ داری کس طرح نبھائی؟

(2) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی زندگی خلیفہ بننے کے بعد کیسے بدل گئی؟

(3) عید کے موقع پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے بچوں کے لیے نئے کپڑے کیوں نہیں بنوائے؟

(4) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے مقبرے کے لیے زمین کی قیمت عیسائی کو کیوں دی؟

(5) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا کردار آپ کو کیسا لگا۔ ان کی کونسی خصوصیت سب سے اچھی لگی اور کیوں؟

(6) اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پیغمبر کیوں بھیجے؟ بیان کیجیے۔

(7) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے طرز زندگی سے آپ نے کیا سیکھا؟

II. پڑھیے - لکھیے

الف : ذیل کے سوالات کے جوابات لکھیے۔

(1) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے خلیفہ بننے کے باوجود اپنی زندگی کیسے گذاری؟

(2) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے گھر جب ایک ملاقاتی آیا تو آپ نے چراغ کیوں بجھا دیا؟

(3) عیسائی نے اپنی زمین کے فیصلہ کے لیے عمر بن عبدالعزیز سے کیا کہا؟

(4) بیتُ المال کسے کہتے ہیں؟ اسے کیوں قائم کیا گیا تھا؟ آپ نے اس کی حفاظت کس طرح کی؟

(5) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے چراغ جلانے کے لیے ملازم کو کیوں نہیں جگایا؟

(6) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہونے کے باوجود علماء کو اپنے قریب کیوں رکھتے تھے؟

(7) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے عام انسانوں کی اصلاح کے لیے کون کونسے کام کیے؟

(8) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دورِ حکومت میں رعایا کا کیا حال تھا؟ مال داروں کا مال کیوں واپس کردیا جاتا تھا؟

ب : سبق پڑھیے اور درج ذیل جملوں کو کس نے کس سے کہا لکھیے۔

(1) میرے پاس اتنی رقم کہاں ہے کہ بچوں کے لیے نئے کپڑے بنواسکوں۔

(2) عباس نے میری زمین پر زبردستی قبضہ کرلیا ہے۔

(3) میں خود اٹھ کر چراغ ٹھیک کردوں؟

SCERT TELANGANA

(4) یہ زمین مجھ کو خلیفہ ولید نے بطور جاگیر عنایت کی تھی۔

(5) قیمت کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لیے تو یہ امر برکت کا باعث ہوگا۔

(6) امیرالمومنین! میں خدا کی تحریر کے مطابق فیصلہ چاہتا ہوں۔

(7) خدا کی تحریر تیرے باپ کی تحریر پر مقدم ہے۔

ج : درج ذیل عبارت پڑھیے، دیے گئے سوالات کے صحیح جواب کو قوسین میں لکھیے۔

خلفاء میں حضرت عمر فاروقؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے جانشین تھے۔ آپ کی مدت خلافت تقریباً ایک دہے سے زیادہ تھی۔ حضرت عمرؓ کی خلافت میں لوگوں کو اتنی آزادی تھی کہ عام لوگ بھی بے خوف ہو کر اُن سے گفتگو کرتے اور اپنی ضرورتیں بیان کرتے تھے۔ حاجت مندوں کے لیے ان کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ وہ ضرورت مندوں کے گھروں پر جا کر خیریت معلوم کرتے۔ عورتوں کو بازار سے سودا سلف منگوانا ہوتا تو آپ لا دیتے۔ نابینا، بیمار اور معذور لوگوں کے کام کر دیتے تھے۔ ایک عظیم الشان حکومت کا خلیفہ ہونے کے باوجود حضرت عمرؓ کی زندگی بے انتہا سادہ تھی۔ وہ معمولی سا لباس پہنتے، بہت ہی سادہ غذا استعمال کرتے اور مسجد کے کسی بھی گوشے میں مٹی کے فرش پر لیٹ جاتے تھے۔ وہ تقویٰ، پرہیزگاری، حق پرستی، راست گوئی اور عدل وانصاف کا پیکر اور اسلامی اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔

سوالات

(1) مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ تھے۔ (   )

(a) حضرت ابوبکر صدیقؓ (b) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (c) حضرت عمر فاروقؓ

(2) حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کی مدت (   )

(a) دس سال سے زیادہ (b) پندرہ سال سے زیادہ (c) بیس سال

(3) حضرت عمر فاروقؓ کا دروازہ کن لوگوں کے لیے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ (   )

(a) عقل مندوں کے لیے (b) حاجت مندوں کے لیے (c) دولت مندوں کے لیے

(4) حضرت عمر فاروقؓ کی زندگی کیسی تھی؟ (   )

(a) پُرتکلف (b) بے انتہا سادہ (c) بے انتہا عمدہ

(5) حضرت عمر فاروقؓ تھے (   )

(a) عدل وانصاف کے پیکر (b) متقی و پرہیزگار (c) دونوں

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

III. خود لکھیے

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب 4 یا 5 جملوں میں لکھیے۔

(1) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہونے کے باوجود اپنے کام خود کیا کرتے تھے۔اسی طرح بتایئے کہ آپ اپنے گھر میں کون کون سے کام خود کر لیتے ہو؟

(2) ایک اچھے انسان میں کون کونسی خصوصیات اور خوبیاں ہونی چاہیے؟

(3) خلیفہ کسے کہتے ہیں؟ چند خلفاء کے نام لکھیے اور اُن میں سے کسی ایک خلیفہ کی زندگی کے حالات لکھیے۔

(4) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے عیسائی کو اس کی زمین واپس دلا دی۔کیوں؟

(5) ’’جب میں اٹھا تھا تو عمر بن عبدالعزیز تھا اور جب پلٹا تب بھی عمر بن عبدالعزیز ہوں‘‘اس جملے سے آپ نے کیا سبق سیکھا؟ مختصراً لکھیے۔

(ب) حسب ذیل سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے۔

(1) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی ذمہ داریوں کے بارے میں آپ نے پڑھا۔آج کے دور میں ایک لیڈر کی ذمہ داریاں کیا ہونی چاہیے اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

(2) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دورِ خلافت میں شراب پر پابندی لگائی، بے جا رسموں کو ختم کیا،حکومت کے افسروں کے ظلم وستم سے نجات دلائی۔آج کے معاشرے میں کون کون سی سماجی برائیاں پھیلتی جارہی ہیں۔ان کی روک تھام کے لیے آپ بحیثیت طالب علم کون کون سے اقدامات کریں گے؟

(3) خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے عیسائی اور ایک مسلمان کے درمیان جو فیصلہ کیا، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ فیصلہ صحیح تھا؟ اگر آپ کو انصاف کے لیے کہا جائے تو آپ کس طرح کا فیصلہ دو گے اور کیوں؟

IV. لفظیات

الف : (i) جدول میں دیے گئے الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے مثال کے مطابق نئے الفاظ تیار کیجیے۔

مثال	دولت	دولت مند	دولت مندی
.1	عقل		
.2	درد		
.3	سعادت		
.4	حاجت		

SCERT TELANGANA

(ii) اسی طرح بعض الفاظ کے ساتھ ''دار'' جوڑنے سے نئے الفاظ ترتیب دیے جاسکتے ہیں۔لہٰذا دیے گئے الفاظ کے ساتھ ''دار'' اور ''داری'' جوڑتے ہوئے نئے الفاظ تیار کیجیے۔

مثال	زمین	زمین دار	زمینداری
1.	سمجھ		
2.	دل		
3.	جاگیر		
4.	راز		
5.	دیانت		
6.	وفا		
7.	ایمان		
8.	رشتہ		

(ب) ذیل کے الفاظ پڑھیے۔ان کے ہم معنی الفاظ سبق میں سے لکھ کر انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

الفاظ		ہم معنی لفظ	جملے
1. ضرورت مند	:	....	....
2. انصاف کرنے والا	:	....	....
3. نہایت ادنیٰ	:	....	....
4. انتقال	:	....	....
5. سند	:	....	....
6. ٹھاٹ باٹ	:	....	....
7. پیٹھ پیچھے برا کہنا	:	....	....
8. مزار	:	....	....

SCERT TELANGANA

(ج) سبق سے ایسے الفاظ تلاش کیجیے جن کے آخر میں ''ت'' ہو اور پھر ان کی جمع بنائیے۔

مثال: حضرت + حضرات

.... + ... + ... + ...

.... + ... + ... + ...

(د) مندرجہ ذیل الفاظ سے سابقے اور لاحقے پہچان کر خالی جگہوں میں لکھیے۔

جلوہ افروز ۔ خوش حال ۔ پرہیزگار ۔ بے چین ۔ باورچی خانہ

حاجت مند ۔ باحیا ۔ ہم سفر ۔ ایمان دار ۔ بدشکل

سابقے : ....

لاحقے : ....

(ھ) حسب ذیل مثال غور سے پڑھیے اور معنی میں جو فرق پیدا ہو رہا ہے اس پر توجہ دیجیے۔ آپ بھی جدول میں دیے گئے الفاظ کی مدد سے مزید الفاظ بنائیے اور معنی میں جو فرق ہے اس کو لکھیے۔

مثال : کم کم تر کم ترین

آسان		
اقل		
بد		
مشکل		
حسین		
عظیم		

SCERT TELANGANA

V. تخلیقی اظہار

(1) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دورِ حکومت، عدل و انصاف پر کوئز منعقد کرنا ہو اور آپ کو بحیثیت اینکر کوئی دس سوالات پوچھنا ہو تو آپ کیسے سوالات کروگے؟ ان کے متوقع جواب بھی لکھیے۔

(2) موجودہ دور میں پائی جانے والی بے جا رسومات کے تدارک کی خاطر سماج میں شعور بیدار کرنے کے لیے کیا اقدامات تجویز کریں گے لکھیے۔

VI. توصیف

(1) آپ کے ساتھیوں یا رشتہ داروں میں اگر کسی نے آپ کے ساتھ حسن سلوک کیا ہو تو اس کے جواب میں آپ ان کا شکریہ کن الفاظ میں ادا کروگے لکھیے۔

(2) سالانہ جلسہ میں آپ اپنے صدر مدرس کی تعریف و توصیف کن الفاظ میں کروگے لکھیے

VII. زبان شناسی

ان دونوں الفاظ پر غور کیجیے۔

عَبْدُالشُّکُور اَلْقَمَرُ

☆ پہلا لفظ عَبْدُالشُّکُور میں دُ کا ٹکاؤ 'ش' پر ہو رہا ہے۔ درمیان کا ''ا'' اور ''ل'' نہیں پڑھا جا رہا ہے۔

حروف شمسی : جب کسی لفظ پر الف لام لگایا جائے اور وہ الف لام نہ پڑھا جائے تو حروف شمسی کہلاتا ہے۔
حروف شمسی : ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن

☆ دوسرے لفظ اَلْقَمَرُ میں ''ا'' کا ٹکاؤ ''ل'' پر ہو رہا ہے جیسے ''اَل''
یعنی ''ق'' سے پہلے ''ا'' اور ''ل'' پڑھا جا رہا ہے جیسے اَلْ + قَمَرُ = اَلْقَمَرُ

حروف قمری : جب کسی لفظ پر الف لام لگایا جائے اور وہ الف لام پڑھا جائے تو حروف قمری کہلاتا ہے۔
حروف قمری : ا ب ج ح خ ع غ ف ق ک م و ہ ی

مشق : اپنے ساتھیوں کے نام کی فہرست تیار کیجیے اور حروف شمسی و قمری کی نشاندہی کیجیے۔

SCERT TELANGANA

منصوبہ کام

(1) عدل وانصاف، حسن سلوک اور رواداری پر مبنی مضامین جمع کیجیے اور کمرہ جماعت میں سنائیے۔

(2) عدلِ جہانگیری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔ چند ایک واقعات کو قلمبند کیجیے۔

کیا میں یہ کر سکتا/ کر سکتی ہوں؟

1. میں عدل وانصاف، سادگی، قناعت پسندی اور مذہبی رواداری کی اہمیت کو سمجھ سکتا/ سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
2. بے جا رسومات کے نقصانات کو سمجھ سکتا/ سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
3. دیانت داری اور رحم دلی پر عمل کر سکتا/ سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
4. اپنی ذمہ داریاں بخوبی نبھا سکتا/ سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں

SCERT TELANGANA

3. برسات

بے نظیر شاہ

پڑھیے - سوچیے - بولیے

سوالات

1. موسموں کے نام بتائیے۔
2. آپ کو کونسا موسم پسند ہے؟
3. مذکورہ بالا تصویر میں کس منظر کو پیش کیا گیا؟

مدعا

برسات کی اہمیت وفوائد بتانا اور برسات کے بعد ماحول میں ہونے والی تبدیلیوں سے طلباء کو واقف کروانا ہی اس نظم کا مقصد ہے۔

ماخذ: یہ نظم بے نظیر شاؔہ کے مجموعہ کلام ''کلامِ بے نظیر'' سے لی گئی ہے۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- موقع و محل کی مناسبت سے معنی اخذ کرتے ہوئے نظم کو سمجھیے۔
- ناقابل فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیالات کے ذریعہ سمجھیے اس کے بعد اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

جو سوکھی زمیں پر ترشح ہوا
نکلتی ہے بُو، سوندھی سوندھی سی کیا

گرجتے ہیں بادل، چمکتی ہے برق
ہوا صحن کا صحن، پانی میں غرق

ٹپکتی ہے بنگلے کی وہ اولتی
کہ ہے تارِ سیمیں کی چلمن پڑی

ہوا زور سے چلتی ہے بار بار
پہنچتی ہے، کمروں کے اندر پھوار

بنا ہے جو وہ ٹین کا سائبان
ہے اس وقت ارگن کا اس پر گمان

چٹانوں پہ کیا لطف نظارہ ہے
کہ جو بوند ہے، ایک فوّارہ ہے

صبا کے طمانچے جو کھائے ہیں آج
تو پودے سروں کو جھکائے ہیں آج

چلی آتی ہے بدلیوں کی قطار
ہوا کے ہیں گھوڑے پہ بادل سوار

اٹھی شاخِ گل سبزہ کو چوم کر
برستی ہے کیا کیا گھٹا جھوم کر

ہیں آراستہ سبز پوشانِ باغ
ہوا غسل سے ہر شجر کو فراغ

یکایک رُکی بوند، ٹھہری ہوا
نظر آتی ہے اور ہی کچھ فضا

ترو تازہ ہر نخل ہے شاد کام
لُبالب ہیں پانی سے نالے تمام

وہ آموں کے اشجار پر سامنے
کوئی کوکتا ہے بڑے زور سے

وہ باغوں میں جھولے پڑے بے شمار
وہ ساون بھی گانے لگے گل عذار

چھٹا ابر، ہیں دھوپ کے کچھ نشاں
پرندے بھی ہونے لگے پُرفشاں

وہ ہر شاخ پر کوئلیں بار بار
اڑاتی ہیں بیٹھی ہوئی کیا ملار

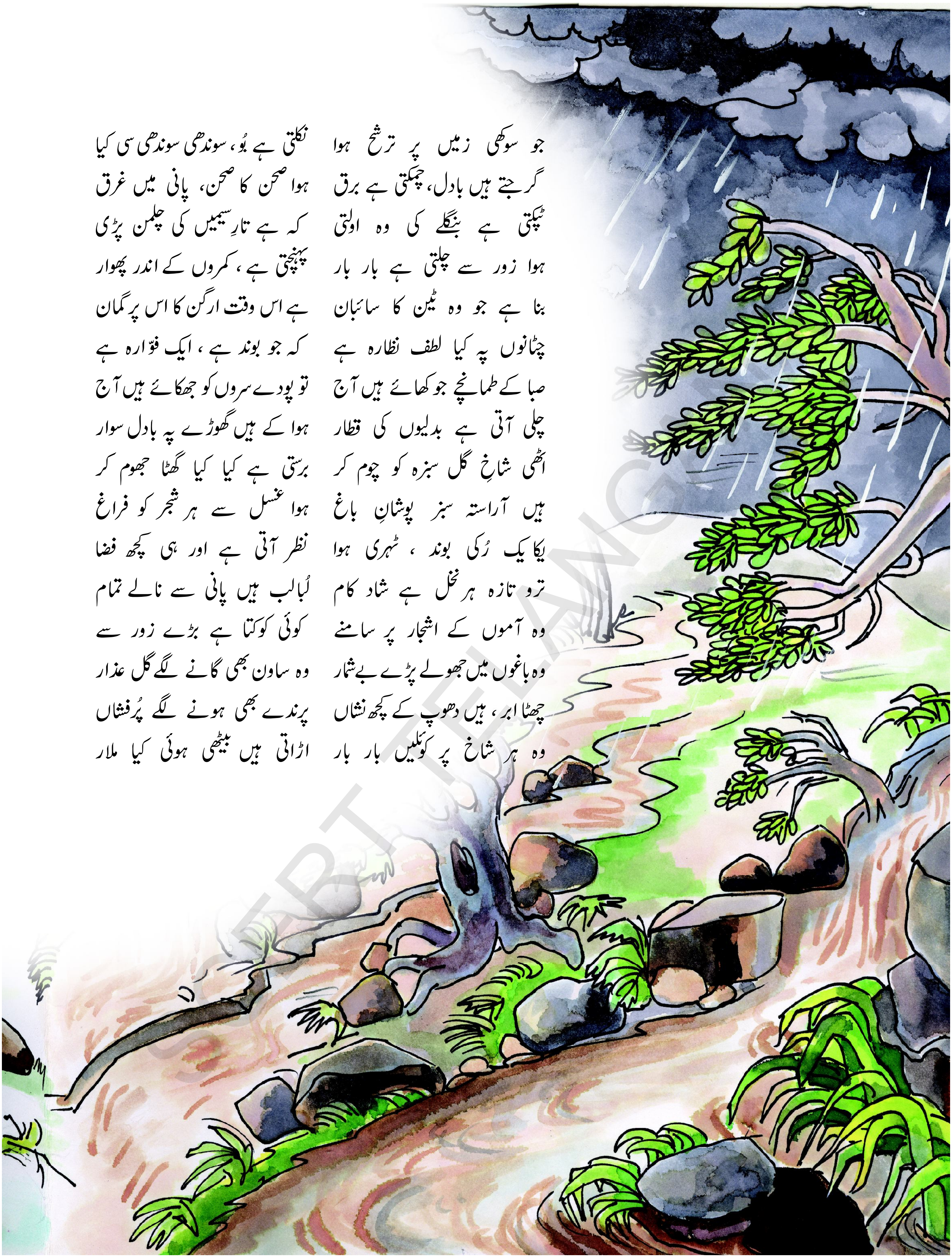

SCERT TELANGANA

اِدھر سے اٹھا لو پپیہوں کا شور
اُدھر تانیں کیا کیا لگاتے ہیں مور

ہے قوسِ قزح چرخ پر جلوہ گر
ابھی تک نہیں آتا سورج نظر

ہوئی شوخ ہر رنگ کی اب بہار
دھنک میں شعاعیں ہوئیں آشکار

ہوا سے ہٹی ابر کی جو نقاب
یکا یک ہوا جلوہ گر آفتاب

ہوئی رونقِ تازہ ہر کار میں
نکلنے لگے لوگ بازار میں

کسان اور دہقان بیک دِگر
کدال اور ہل رکھ کے خود دوش پر

وہ بیلوں کو اپنے ہنکاتے ہوئے
چلے نٹ ملاری وہ گاتے ہوئے

وہ تالاب اُڑتی تھی کل جس میں گرد
نکل آئے مینڈک وہاں زرد زرد

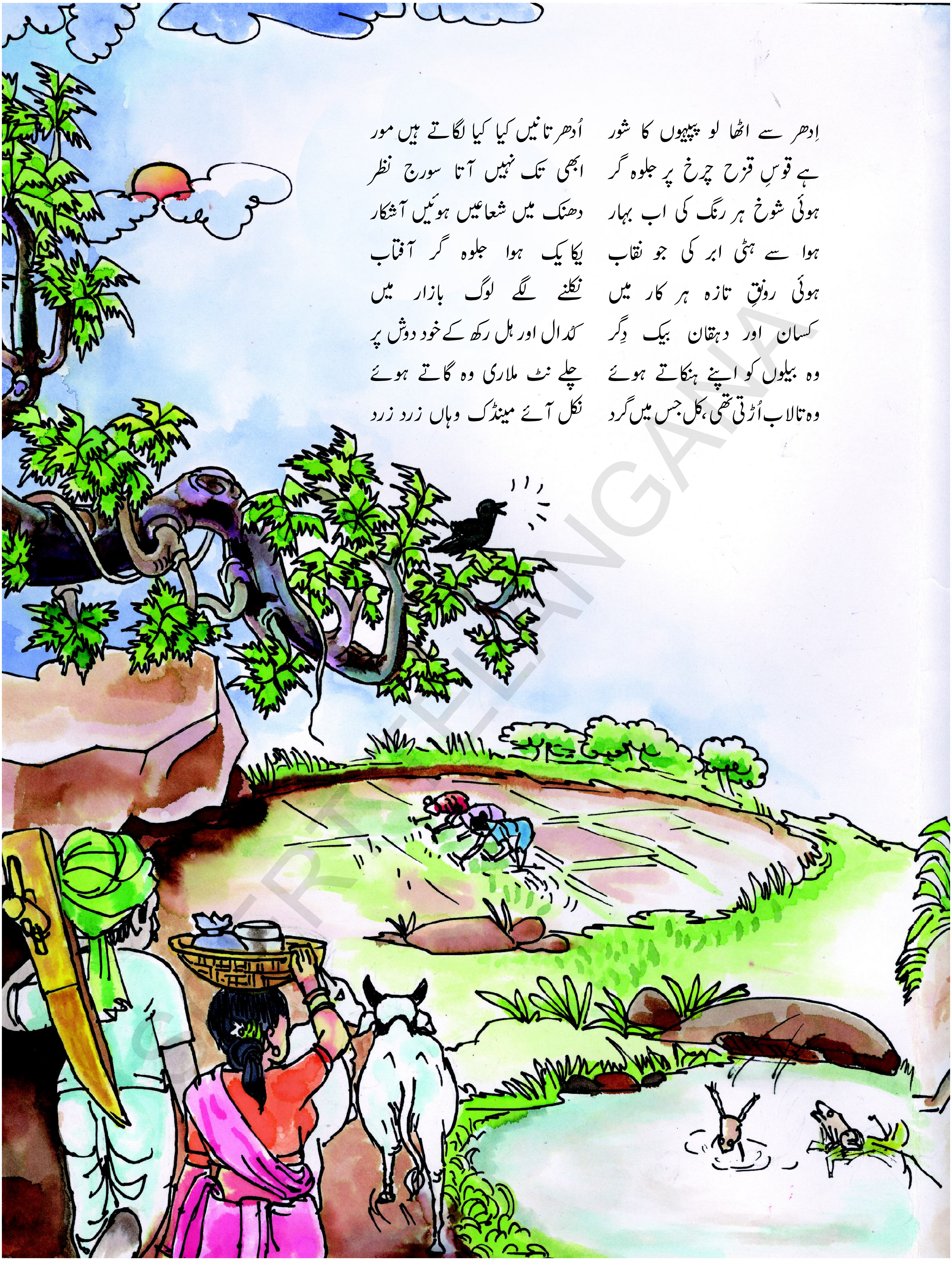

SCERT TELANGANA

شاعر کا تعارف

بےنظیر شاہ کا پورا نام سید صدیق احمد بےنظیر شاہ وارثی ہے۔ ان کی پیدائش 1863ء کوکرہ، مانک پور، ضلع الہ آباد میں ہوئی۔ زندگی کا آخری حصہ حیدرآباد میں بسر ہوا۔ والد کی نگرانی میں تعلیم ہوئی۔ روحانی تربیت والد کے علاوہ سید وارث علی شاہ نے کی اسی لیے اپنے نام کے ساتھ وارثی کا لاحقہ بھی لگاتے ہیں۔ شاعری میں وحیدؔ الہ آبادی اور امیرؔ مینائی کے شاگرد تھے۔

بےنظیر شاہ عربی اور فارسی کے عالم تھے۔ انھوں نے علم طب کی بھی تحصیل کی۔ تصوف کے رنگ میں رنگے ہوئے بزرگ تھے۔ حیدرآباد اور شمالی ہند میں ان کے مرید اور عقیدت مند بڑی تعداد میں تھے۔

ان کی ایک مثنوی ''الکلام'' ان کی زندگی ہی میں شائع ہوکر مقبول ہوئی۔ ایک دیوان خود انھوں نے دوران سفر کھودیا اور دوسرا ان کے ایک دوست کے ہاتھوں گم ہوا۔ بچا کچا کلام ان کے انتقال کے پچیس چھبیس سال بعد اکبرالدین صدیقی نے مرتب کر کے شائع کیا۔ مناظر قدرت پر انھوں نے بہت خوب صورت نظمیں کہی ہیں جو ''کلامِ بےنظیر'' میں شامل ہیں۔ ان کے ہاں مشاہدے کی گہرائی، شگفتگی اور سادگی پائی جاتی ہے۔

صنف کی تعریف: نظم کے لغوی معنی دھاگہ میں موتی پرونا ہے۔ اصطلاح شعر میں کسی ایک موضوع پر اشعار کو منظّم کرنے کا نام نظم ہے۔ نظم کے تمام اشعار ایک دوسرے سے دھاگے میں موتی کی طرح منظّم و مربوط ہوتے ہیں اسی لیے اُس کو نظم کہتے ہیں۔

خلاصہ

شاعر بےنظیر کی نظم برسات، موسم برسات کی بڑی خوبصورت تصویر کشی کرتی ہے۔ دراصل برسات کا موسم، موسمِ بہار کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ موسم برسات سے مردہ زمین میں زندگی کونپلوں کی طرح پھوٹتی ہے۔ موسم برسات کی مختلف کیفیات اور برسات کے مختلف مناظر نے اس نظم میں الفاظ کے پیکر میں بڑے خوبصورت خاکے بنائیں ہیں۔ نظم پڑھتے ہوئے لگتا ہے جیسے ابھی ہمارے سامنے گویا برسات کا موسم اپنی رم جھم سے مسرور کر رہا ہے۔ موسم برسات بچے بوڑھے سبھی کا پسندیدہ موسم ہوتا ہے۔ اس کی پہلی بوندیں جب زمین پر گرتی ہیں تو مٹی سے سوندھی سوندھی سی بو نکلتی ہے اور جب بارش لگاتار برستی ہے تو گھر کے صحن پانی میں ڈوب جاتے ہیں اور اولتی سے پانی گرنے لگتا ہے تو گویا مسلسل پانی کے گرنے سے ایک چاندی کے تار کی چلمن بن گئی ہے اور ٹین پر مسلسل بارش ہونے سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کوئی ارگن بجا رہا ہو اور چٹانوں پر بوندیں پڑتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے فوارہ اُڑ رہا ہے اور پودے صبا کے چلنے سے گویا طمانچے کھا کھا کر اپنے سروں کو جھکائے پڑے ہیں۔ باغوں میں جھولے پڑتے ہیں، پرندے چہچہانے لگتے ہیں، کوئلیں کوکتی ہیں۔ پپیہے شور مچاتے ہیں۔ قوسِ قزح کھلی ہوئی آسمان پر نظر آنے لگی ہے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بارش تھم جاتی ہے۔ لوگ بازاروں میں نکل پڑتے ہیں اور کسان کدال اور ہل لئے کھیتوں کی جانب نکل پڑتے ہیں۔ موسم گرما میں کھیت کھلیان، کنویں اور تالابوں میں پانی کے خشک ہوجانے سے جہاں دھول اڑتی تھی وہیں بارش کے آجانے سے یہ بھر جاتے ہیں اور ان میں مینڈک ٹرانے لگتے ہیں۔

نظم برسات کے پڑھنے سے جہاں ایک لطف سا پیدا ہوتا ہے وہیں طبیعت میں تروتازگی کا احساس جاگتا ہے۔ سہل الفاظ کا استعمال، اظہار کی سادگی، نظم کی سادگی، روانی اور منظر کشی اس تخلیق میں چار چاند لگا دیتی ہے۔

SCERT TELANGANA

یہ کیجیے

I۔ سنیے - بولیے:

(1) شاعر نے برسات سے متعلق کیا کیا کہا؟

(2) جب بارش ہوتی ہے تو آپ کیا محسوس کرتے ہیں اور آپ کو کیا کیا کرنے کو دل چاہتا ہے؟

(3) اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے؟

II۔ پڑھیے - لکھیے :

الف : نظم پڑھ کر اِن سوالوں کے جواب دیجیے۔

(1) شاعر نے نظم برسات میں کن کن باتوں کا ذکر کیا ہے؟

(2) پرندے پُرفشاں ہونے کی وجہ کیا ہے؟

(3) اس نظم میں شاعر نے بنگلے کی اولتی کو کس سے تشبیہ دی ہے؟

(4) بارش کے تھم جانے کے بعد کے منظر کو شاعر نے کس طرح بیان کیا؟

(5) بارش کے دنوں میں کسان کیا کیا کرتے ہیں؟

(6) آپ نے نظم برسات پڑھی۔ پڑھنے کے بعد آپ کو کیسا لگا؟ اپنے احساسات قلمبند کیجیے؟

(7) شاعر نے نظم میں کون کونسے جانوروں اور پرندوں کا ذکر کیا ہے؟

ب : شاعر نے اس نظم میں موسم کی مختلف تبدیلیوں کا منظر پیش کیا ہے انہیں جدول میں لکھیے۔

سلسلہ	بارش سے پہلے	بارش کے دوران	بارش کے بعد
.1	بادل چھاتے ہیں	سوندھی سوندھی سی بو آتی ہے	نالوں میں پانی بہتا ہے
.2			
.3			
.4			
.5			

SCERT TELANGANA

ج : ذیل کے جملے پڑھ کر نظم سے متعلقہ اشعار لکھیے۔

1. بارش کے برسنے سے گھر کا آنگن پانی سے بھر جاتا ہے۔
2. آم کے درخت پر کوئل کوکتی ہے۔
3. بارش میں مورنا چنے لگتا ہے۔
4. بارش کے دنوں میں مینڈک ٹرانے لگتے ہیں۔
5. تیز ہواؤں کے چلنے سے پودے جھک جاتے ہیں۔

د : نظم پڑھ کر دیے گئے سوالوں کے صحیح جواب کا انتخاب کیجیے اور قوسین میں لکھیے۔

وہ دیکھو اٹھی کالی کالی گھٹا
ہے چاروں طرف چھانے والی گھٹا

گھٹا کے جو آنے کی آہٹ ہوئی
ہوا میں بھی اک سنسناہٹ ہوئی

گھٹا آن کر مینہ جو برسا گئی
تو بے جان مٹی میں جان آ گئی

زمیں سبزے سے لہلہانے لگی
کسانوں کی محنت ٹھکانے لگی

ہر اک پیڑ کا اک نیا ڈھنگ ہے
ہر اک پھول کا اک نیا رنگ ہے

1. اس نظم کا موزوں عنوان کیا ہونا چاہیے ( )

(a) بادل (b) بہار (c) برسات (d) باغ

2. کالی گھٹا سے مراد ..... ( )

(a) سفید بادل (b) سیاہ بادل (c) نیلا بادل (d) ان میں کوئی نہیں

SCERT TELANGANA

3. زمیں سبزے سے لہلہانے لگی کا مطلب ...... ( )

(a) کھیت ہرے بھرے ہیں (b) کھیت سوکھے پڑے ہیں

(c) زمیں پر گھاس لہراتی ہے (d) کھیتوں میں پانی بھرا ہوا ہے

4. برسات سے کسان کو ہونے والا فائدہ ( )

(a) فصل لہلہا اٹھتی ہے (b) اناج پیدا ہوتا ہے

(c) پھل پھول نکل آتے ہیں (d) یہ تمام

5. شعر مکمل کیجیے ( )

''ہر اک پیڑ کا اک نیا ڈھنگ ہے ....

(a) ہر اک آدمی دیکھ کر دنگ ہے (b) ہر اک پھل پر نکھرا رنگ ہے

(c) ہر اک پھول کا اک نیا رنگ ہے (d) چمکنے لگا ہر ایک سنگ ہے

III۔ خود لکھیے :

مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل سوالوں کے جواب تین یا چار جملوں میں لکھیے

(1) پانی قدرت کا ایک بیش بہا تحفہ ہے۔اس کی اہمیت پر چند جملے لکھیے؟

(2) بارش کے موسم کی اہمیت کو واضح کیجیے؟

(3) قوسِ قزح سے متعلق آپ کیا جانتے ہیں لکھیے؟

طویل جوابی سوالات

(1) اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(2) شاعر نے اس نظم میں برسات کے منظر کی کس طرح عکاسی کی ہے؟ بیان کیجیے۔

(3) اگر برسات نہ ہو تو ماحول پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(4) برسات کے علاوہ دیگر کونسے موسم ہوتے ہیں؟ ان کے بارے میں مختصر نوٹ لکھیے۔

SCERT TELANGANA

IV۔ لفظیات :

الف : مناسب الفاظ کو جوڑتے ہوئے جملے بنایئے۔ (ایک مثال آپ کے لیے دی گئی ہے)

پھول	سوندھی سوندھی	پھول پر تتلی بیٹھی ہوئی ہے
باغ	ہل	
کوئل	گرج	
بادل	تتلی	
کسان	سریلی	
بو	سیر	

ب : مثال کے مطابق دیے گئے الفاظ سے نئے الفاظ بنایئے :

مثال : چارہ چارہ گر چارہ گری

(1) جلوہ ....

(2) جادو ....

(3) بازی ....

(4) سودا ....

(5) کار ....

ج : ان الفاظ کے معنی لکھ کر انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

(1) ترشح ....

(2) برق ....

(3) تارسیمیں ....

(4) شادکام ....

(5) فراغ ....

(6) سائباں ....

SCERT TELANGANA

V۔ تخلیقی اظہار

(1) اس نظم میں شاعر نے موسم برسات کو جس انداز میں بیان کیا ہے۔اسی طرح آپ بھی موسم بہار کی منظر کشی کیجیے۔

(2) موسم سرما اور گرما اپنی اپنی خوبیاں بیان کر رہے ہیں۔ان کی گفتگو کو مکالموں کی شکل میں لکھیے۔

VI۔ توصیف

(1) بڑھتی ہوئی آبادی نے پانی کی قلت پیدا کر دی ہے۔اس لیے پانی کے مناسب ذخیرہ کے لیے آپ کے دوست نے چند طریقوں کو اختیار کیا ہے۔اسکی تعریف کرتے ہوئے اخبار میں اس کی اشاعت کے لیے ایڈیٹر کے نام خط لکھیے۔

VII۔ زبان شناسی

ان الفاظ کو بار بار پڑھیے اور ''ال'' کے بعد کے حروف، حروف شمسی ہے یا قمری جدول کے مطابق لکھیے۔

الفاظ	حرف	حروف شمسی / حروف قمری
مثال: نور العین	ع	حرفِ قمری
اظہر من الشمس		
رب العالمین		
امیر المومنین		
بیت المال		
ابوالحسن		
علاؤالدین		
عبدالوہاب		
عید الاضحی		
اقبال الدولہ		
امۃ التواب		
ماہر القادری		
امام الہند		
المختصر		

SCERT TELANGANA

منصوبہ کام

(1) بارش سے متعلق مختلف تصاویر، گیت اور نظموں کو جمع کیجیے۔ انہیں پڑھیے۔ کمرہ جماعت میں آویزاں کیجیے۔ (یا)

(2) بارش ہونے اور نہ ہونے پر ماحول کس طرح ہوتا ہے۔ تصویر اتاریئے ان میں رنگ بھریئے۔ کمرہ جماعت میں آویزاں کیجیے۔

کیا میں یہ کرسکتا/کرسکتی ہوں؟

1. نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کرسکتا/ کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
2. برسات کے فوائد بیان کرسکتا/ کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
3. دیگر موسموں کے بارے میں بیان کرسکتا/ کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
4. پانی کی اہمیت بیان کرسکتا/ کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

SCERT TELANGANA

4. دریائے نیل کے کنارے کنارے

محمود الرحمٰن فاروقی

پڑھیے - سوچیے - بولیے

خاموش ہے چاندنی قمر کی — شاخیں ہیں خموش ہر شجر کی
وادی کے نوا فروش خاموش — کہسار کے سبز پوش خاموش
فطرت بے ہوش ہوگئی ہے — آغوش میں شب کے سوگئی ہے
خاموش ہیں کوہ دشت و دریا — قدرت ہے مراقبے میں گویا

سوالات

(1) ان اشعار میں کونسا منظر پیش کیا گیا ہے؟
(2) قمر، شجر، وادی، کہسار کے معنی کیا ہیں؟
(3) ''خاموش ہیں کوہ دشت و دریا'' اس مصرعہ کا مطلب کیا ہے؟
(4) آپ نے کبھی دریا یا ندی کا نظارہ کیا ہے تو آپ کو کیسا لگا؟
(5) صبح اور شام کے وقت سمندر اور دریا کا منظر کیسا ہوتا ہے؟

مدعا

اس سبق میں مصر کے مختلف شہروں کے بارے میں بیان کیا گیا ہے یعنی طلباء کو وہاں کی تہذیب و تمدن، جغرافیائی حالات، رہن سہن، غذا موسم آب و ہوا کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہی اس سبق کا اہم مقصد ہے۔

ماخذ: یہ سبق محمود الرحمٰن فاروقی کے سفرنامہ ''دریائے نیل کے کنارے کنارے'' سے اخذ کیا گیا ہے۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- موقع ومحل کی مناسبت سے معنی اخذ کرتے ہوئے تصاویر کی مدد سے سبق کو سمجھیے۔
- ناقابل فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیال کے ذریعہ سمجھئے اور اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

SCERT TELANGANA

صبح جب آنکھ کھلی تو ہمارا جہاز جنوب کی طرف رواں دواں تھا۔اس کا رخ جنوبی مصر کے مشہور شہر ''اَسوان'' کی طرف تھا۔اسوان گویا ہماری آخری منزل تھی لیکن درمیان میں آنے والے مختلف شہروں میں وقفے وقفے سے ہمیں رک کر سیر کرنی تھی۔اب کسی ہوٹل کے بجائے اگلے چار روز کے لیے جہاز ہی ہماری قیام گاہ تھا۔

صبح کے وقت ہم عرشے پر آکر موسم اور اطراف کے ماحول سے لطف اندوز ہورہے تھے۔یہاں سے آگے ہمیں قریب دس بجے 'اسنا' نامی مقام پر ایک باندھ کو پار کرنا تھا۔

جب ہم اس باندھ کے مقام پر پہنچے تو کئی جہاز قطار میں کھڑے تھے۔سبھی کو اونچی سطح کی طرف جانا تھا۔یہاں ایک عجیب وغریب خوش گوار تجربہ ہوا۔اس سے قبل ''تھائی لینڈ'' کے دورے کے وقت میں نے پانی پر تیرتا ہوا سبزی اور پھل وغیرہ کا بازار دیکھا تھا۔وہاں لوگ ندی یا جھیل میں چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر اپنی دکانیں سجائے پانی میں چلتے پھرتے ہیں اور خریدار بھی کشتیوں میں سوار ہوکر خریداری کرتے ہیں۔اُس بازار میں چائے والے کے پاس بھی کشتی ہوتی ہے،وہ سارا ساز وسامان لے کر کشتی سے چائے فروخت کرتا ہے۔

یہاں بھی کچھ اسی طرح کا نظارہ تھا لیکن قدرے مختلف کیونکہ تاجر یہاں چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر تھے اور خریدار چار پانچ منزلہ جہازوں پر۔یہ ایک بڑا بنیادی فرق تھا۔ویسے یہاں تاجروں کے پاس صرف مصری شالیں اور کپڑے تھے۔یہاں سبزی،ترکاری یا پھل بیچنے کا کوئی موقع نہ تھا۔اب سنیے دلچسپ بات۔اُن بیچاروں نے اپنے اور ہماری درمیانی سطح کا حل یہ نکالا کہ وہ شال کو ایک لاٹھی میں لپیٹ کر بڑی مہارت سے ہماری طرف اچھال دیتے۔کیا مجال جو شال اِدھر اُدھر پانی میں گر جائے اور پھر جب اوپر عرشے سے ہی بھاؤ تاؤ کے مراحل طے ہو جاتے تو وہ لوگ ایک چھوٹی سے تھیلی اُچھال دیتے جس میں پیسہ رکھ کر واپس پھینک دیا جاتا۔بہرحال یہ بڑی عجیب وغریب خرید وفروخت تھی جہاں ایک طرف خریدار اور دوسری طرف تاجر اور دونوں کے درمیان چالیس پچاس فٹ سے زیادہ اونچ نیچ کا معاملہ!

ان کشتیوں میں فروخت کرنے والوں کے پاس مصر کا خاص لباس ''جلابیہ'' بھی خوب تھا۔ یہ میکسی کی طرح کا ایک ڈھیلا ڈھالا لباس ہوتا ہے جو عام طور پر مصر اور دیگر عرب ممالک میں پہنا جاتا ہے۔ خواتین کے لیے بنے اس لباس میں زردوزی کا کام بھی بہت عمدہ قسم کا ہوتا ہے۔ ہمارے کشمیر میں جس طرح خواتین کا خوبصورت کشیدہ کاری کا لباس مشہور ہے، ٹھیک ویسا ہی یہاں کا یہ جلابیہ کافی مشہور ہے۔ رفقاء میں سے بیشتر لوگوں نے اپنے اہلِ خانہ کے لیے اسے خریدا۔ زیادہ مہنگا بھی نہیں تھا، دوسو سے لے کر چارسو ہندوستانی روپیے تک بہت عمدہ قسم کا ''جلابیہ'' مل رہا تھا۔

''اسنا'' کو پار کرنے کے بعد ہماری اگلی منزل تھی 'اِدفو'۔ یہ نیل کے مشرقی ساحل پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں ہمیں ایک مَعبَد دکھایا جانے والا تھا جس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ اس وقت مصر کے قدیم معابِد میں سے سب سے اچھی حالت میں ہے اور دیکھنے کے لائق ہے۔ البتہ وہ یہاں سے تھوڑے فاصلے پر واقع تھا اور وہاں جانے کے لیے گھوڑا گاڑیاں کھڑی تھیں۔ بے شمار سیاحوں کا ہجوم اور گھوڑا گاڑی والوں کا شور۔ بہرحال طے یہ ہوا کہ چار چار کا گروپ بنا کر ایک ایک گھوڑا گاڑی حوالے کردی جائے گی۔ ہم بھاگم بھاگ گھوڑا گاڑی میں سوار ہوئے۔

کسی طرح اُس معبد تک رسائی ہوئی۔ اب جو شمار کر رہے ہیں، تو نصف ساتھی غائب۔ ظاہر ہے بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے یہ تو ہونا ہی تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں سب اکٹھا ہو گئے کیونکہ وہ کوئی بہت بڑی جگہ نہیں تھی۔

معبد واقعی بہت وسیع وعریض تھا۔ اس کے ستونوں کا قطر اس قدر زیادہ تھا کہ شاید دو آدمیوں کے آپس میں ہاتھ ملا کر کھڑے ہونے پر بھی وہ درمیان میں نہ سما سکے۔ اس کے علاوہ تمام ستونوں کے اوپری حصہ میں طرح طرح کے نقش ونگار بنے ہوئے تھے۔ ہم لوگ وہاں سے نکل کر واپس اسی طرح گھوڑا گاڑیوں سے ساحل تک پہنچے۔ ہمارا جہاز اب خراماں خراماں بڑھا چلا جا رہا تھا۔ موسم نہایت خوش گوار تھا۔ دھوپ کھلی ہوئی تھی۔ نہ گرمی تھی نہ سردی۔ ہوا کے مست جھونکے موسم اور ماحول کو اور بھی خوش گوار بنا رہے تھے۔

وہ مناظر جو آدمی کوشش کے باوجود دیگر ذرائع سے شاید نہ دیکھ سکے، وہ یہاں کھلی آنکھوں دیکھنے کے لیے میسّر تھے، چھوٹے چھوٹے دیہات، ہل چلاتے کسان، کنویں پر پانی کے ڈول کھینچتی عورتیں، کھیلتے ہوئے معصوم بچے، صبح کی اُجلی کرن، شام کا ڈھلتا سایہ، اپنے ٹھکانوں کو لوٹتے چرند پرند، نیل کے شفاف پانی سے اٹکھیلیاں کرتی مچھلیاں، دور کہیں شور مچاتی کوئل کی کوک، بکریوں کے ممیانے کی آواز، غرض وہ سب کچھ جو ہم شہری عام زندگی میں سوچ بھی نہیں سکتے۔

کہاں میں اور کہاں پاک پروردگار کی یہ بیش بہا عنایتیں! سر تشکّر کے جذبے سے جھکا جا رہا تھا۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 19-2018

مضمون نگار کا تعارف

محمودالرحمان فاروقی کا تعلق اورنگ آباد (مہاراشٹرا) سے ہے۔انہوں نے ندوۃ العلماء (لکھنو) سے عالم کی سند حاصل کی۔مراٹھواڑہ یونیورسٹی (اورنگ آباد) سے انگریزی ادب میں یم۔اے۔کیا۔وہ عربی،انگریزی ترجمے کے ماہر ہیں۔ محمودالرحمان فاروقی ندوی کو مصر کی سیاحت کا موقع ملا۔انہوں نے اس سیاحت کے مشاہدات اور تجربات اپنے سفرنامے دریائے نیل کے کنارے کنارے میں پیش کیے ہیں۔یہ سبق اسی کتاب سے ماخوذ ہے۔اس سے پہلے ان کا سفرنامہ ''ناقابل یقین جاپان وچین'' بھی شائع ہو چکا ہے۔

صنفِ سخن: نثر کی ایک صنف سفرنامہ ہے جس میں مصنف اپنے سفر کے تجربے بیان کرتا ہے۔

دریائے نیل

دریائے نیل دنیا کا سب سے طویل دریا ہے جو براعظم افریقہ میں واقع ہے یہ دو دریاؤں ''نیل ابیض''، اور ''نیل ازرق'' سے مل کر تشکیل پاتا ہے یہ دونوں دریا سوڈان کے دارالحکومت خرطوم کے قریب آپس میں ملتے ہیں۔جنوبی مصر میں اس دریا پر مشہور ''اسوان باندھ'' تعمیر کیا گیا ہے۔جو 1971 میں مکمل ہوا اس باندھ کے باعث ایک عظیم جھیل تشکیل پائی جو جھیل ناصر کہلاتی ہے۔مصر کا موجودہ دارالحکومت قاہرہ دریائے نیل کے کنارے اور اُس کے جزائر پر عین اُس مقام پر واقع ہے جہاں دریا صحرائی علاقے سے نکل کر دو شاخوں میں تقسیم ہوتا ہوا ڈیلٹائی خطہ میں داخل ہوتا ہے۔ دریائے نیل 6695 کلو میٹر (4160 میل) کا سفر طئے کرنے کے بعد اس ڈیلٹائی علاقے سے ہوتا ہوا بحر روم میں گرتا ہے۔

یہ کیجیے

I. سنیے - بولیے

(1) لوگ مشہور مقامات کی سیر کیوں کرتے ہیں۔اس سے انہیں کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟

(2) کیا آپ نے کسی مقام کی سیر کی ہے؟اس مقام کی خصوصیات بیان کیجیے۔

(3) سیاحت کے فوائد بیان کیجیے؟

SCERT TELANGANA

II. پڑھیے - لکھیے

الف : حسب ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

(1) اس سفرنامے میں کن کن ممالک کا ذکر کیا گیا ہے؟

(2) مصنف نے کن کن قدرتی مناظر کو بیان کیا ہے؟

(3) مصنف نے اِدفو کے معبد کی سیر کیسے کی؟

(4) اس سفرنامے میں تیسرے مقام کا نام کیا ہے؟اس کی خصوصیات کے بارے میں لکھیے۔

(5) مصر کے خاص لباس ''جلابیہ'' کے بارے میں لکھیے۔یہ ہمارے لباس سے کس طرح مختلف ہوتا ہے؟

ب : سبق کا چھٹواں پیراگراف پڑھ کر ذیل میں دی گئی خالی جگہوں کو پُر کیجیے۔

(1) عبادت گاہ	(2) دریا کا نام ....
(3) سمت کا نام.....................	(4) ملک کا نام ....
(5) ذرائع حمل ونقل	(6) گاؤں کا نام ....

ج : درج ذیل پیراگراف پڑھ کر سوالوں کے جواب قوسین میں درج کیجیے۔

شہر حیدرآباد ریاست تلنگانہ کا صدر مقام ہے۔ یہاں کئی تاریخی، قدیم اور خوب صورت عمارتیں ہیں۔ ان میں ایک عمارت چار مینار ہے۔ محمد قلی قطب شاہ نے اسے 1591ء میں تعمیر کروایا۔ چار مینار کے چاروں جانب چار بڑی بڑی خوب صورت کمانیں ہیں۔ صحن کی چھت پر ایک مسجد اور ایک خانقاہ ہے۔

چار مینار کے جنوب میں مکّہ مسجد ہے جس کا سنگ بنیاد محمد قطب شاہ نے رکھا تھا۔اس کی تعمیر 1693ء میں مکمل ہوئی۔ چار مینار کے مغرب میں لاڑ بازار ہے یہاں کی چوڑیاں ساری دنیا میں مشہور ہیں۔شادی بیاہ کے سامان، اگربتی، عود اور عنبر کی خوشبو سے سارا بازار مہکتا ہے۔

موسیٰ ندی کے دائیں جانب سالار جنگ میوزیم ہے۔اس میوزیم کا شمار دنیا کے مقبول ترین عجائب گھروں میں ہوتا ہے۔ سالار جنگ میوزیم کے مقابل اسٹیٹ سنٹرل لائبریری ہے۔ شہر حیدرآباد کے مغرب میں چھ میل کے فاصلہ پر قلعہ گولکنڈہ واقع ہے۔ یہ ایک پہاڑ کی چٹان پر واقع ہے۔اس قلعہ کے قریب ہی ہفت گنبد واقع ہے جو قطب شاہی خاندان کے مقبرے ہیں۔ یہ بڑی بڑی پرشکوہ عمارتیں ہیں۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2018-19
SCERT TELANGANA

آیئے اب جدید حیدرآباد کی سیر کریں گے۔ یہ باغ عامہ ہے۔اس میں کئی خوب صورت عمارتیں، مصنوعی جھیلیں اور اسمبلی کی عمارت بھی ہیں۔ باغ عامہ کے روبرو نوبت پہاڑ ہے۔اس پر برلا پلانی ٹوریم نامی عمارت ہے۔قریب ہی پہاڑ پر برلا مندر واقع ہے۔ یہاں سے جب ہم شمال کی طرف جاتے ہیں تو ایک خوب صورت عمارت سکریٹریٹ نظر آتی ہے اس کے دامن میں حسین ساگر نامی تالاب ہے۔ یہ حیدرآباد کی سب سے بڑی تفریح گاہ ہے۔

1. چار مینار کی تعمیر کس نے کروائی تھی؟ ( )

(a) محمد قطب شاہ (b) عبداللہ قطب شاہ

(c) محمد قلی قطب شاہ (d) ابوالحسن تاناشاہ

2. مکہ مسجد کی تعمیر کس سن میں ہوئی؟ ( )

(a) 1591ء (b) 1691ء

(c) 1693ء (d) 1593ء

3. سالار جنگ میوزیم کے مقابل یہ عمارت ہے ( )

(a) عدالت عالیہ (b) دواخانہ عثمانیہ

(c) برلا مندر (d) اسٹیٹ سنٹرل لائبریری

4. گنبدانِ قطب شاہی کی عمارتیں ہیں ( )

(a) پُرفریب (b) پُرخوب

(c) پُرتکلف (d) پُرشکوہ

5. نوبت پہاڑ پر واقع عمارت ( )

(a) برلا مندر (b) جامعہ عثمانیہ

(c) برلا پلانیٹوریم (d) سکریٹریٹ

6. حیدرآباد کی بڑی تفریح گاہ ( )

(a) گولکنڈہ (b) حسین ساگر

(c) سالار جنگ میوزیم (d) نہرو زوالوجیکل پارک

SCERT TELANGANA

ج : ذیل میں دیے گئے ورقیے کو غور سے پڑھیے۔

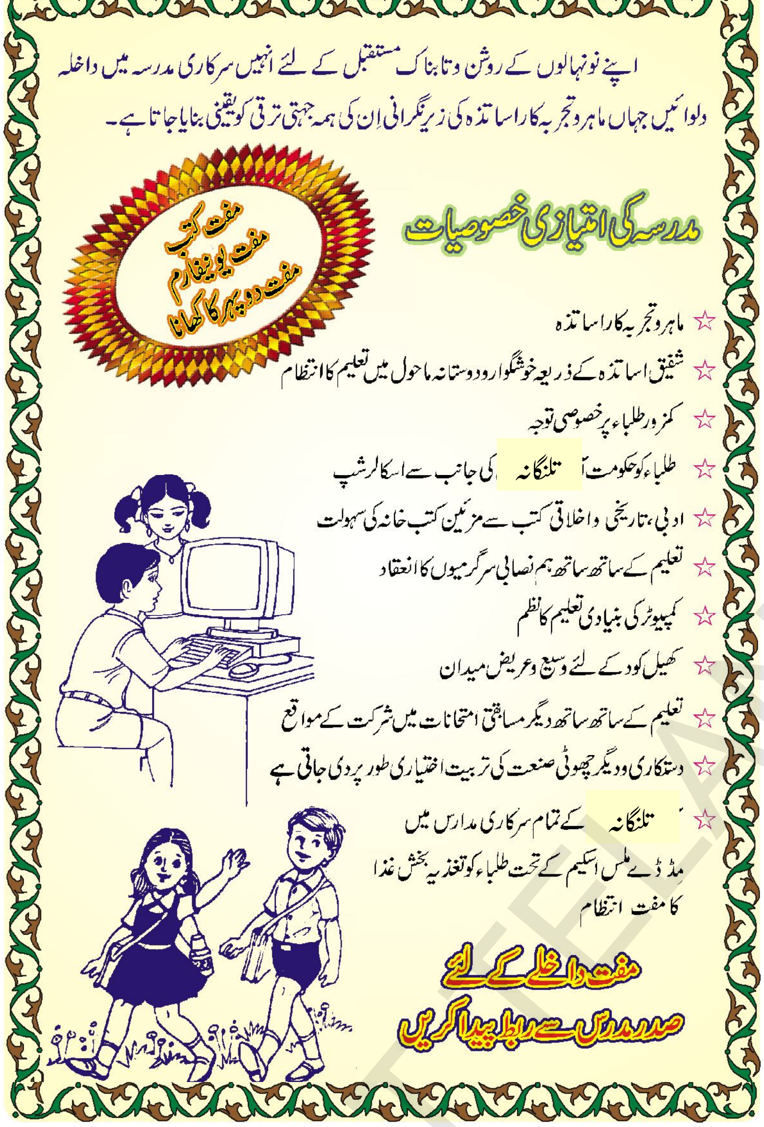

درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

(1) ورقیہ کس سے متعلق ہے؟

(2) ورقیہ میں کونسی معلومات فراہم کی گئی ہیں؟

(3) تعلیم کے بارے میں ورقیہ کیا ظاہر کرتا ہے؟

(4) کیا آپ نے اس طرح کے دوسرے ورقیے دیکھے ہیں؟ ان کے بارے میں لکھیے

(5) ورقیہ کس کی جانب سے شائع کیا گیا ہے؟

III. خود لکھیے

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب 4 یا 5 جملوں میں لکھیے۔

(1) مصنف نے جہاز کو ہوٹل کے بجائے قیام گاہ کیوں کہا؟

(2) آپ کسی مقام کی سیر کے لیے جاتے وقت کن کن باتوں کو ملحوظ رکھو گے؟

(3) کسی مقام کی سیر کرتے وقت ایک سیاح کی حیثیت سے آپ کی ذمہ داریاں کیا ہیں بیان کیجیے؟

(4) سیاح حیدرآباد کے کن کن مقامات کو دیکھنا پسند کرتے ہیں اور کیوں؟

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19
SCERT TELANGANA

(ب) حسب ذیل سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے۔

(1) ہماری ریاست کے قابل دید مقامات کے بارے میں لکھئے۔

(2) ''سیاحتی مقامات ہماری ریاست کے لیے معیشت کا ذریعہ ہیں'' اس عنوان کے تحت ایک مضمون لکھیے۔

(3) سیاحتی مقامات پر لوگوں کی آمد ورفت سے کئی ایک نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ وہ کیا ہیں بیان کیجیے۔

IV. لفظیات

(الف) لاحقے ''کاری'' اور ''نگاری'' کا استعمال کرتے ہوئے چند لاحقے لکھیے۔

سلسلہ	.... کاری	سلسلہ	.... نگاری
.1	دست کاری	.1	
.2		.2	
.3		.3	
.4		.4	
.5		.5	
.6		.6	
.7		.7	
.8		.8	

(ب) حسب ذیل اشاروں کی مدد سے الفاظ لکھیے۔

ملکوں کی سیر کرنے والا	سیاح	ہدایت کرنے والا		گیت گانے والا	
پڑھانے والا		خطبہ دینے والا		مچھلی پکڑنے والا	
علم حاصل کرنے والا		حج کرنے والا		دعوت دینے والا	
تجارت کرنے والا		راستہ بتانے والا		مدد کرنے والا	
بات کرنے والا		لکھنے والا		مشورہ دینے والا	
تقریر کرنے والا		شعر کہنے والا		سفر کرنے والا	
کشتی چلانے والا		نظامت کرنے والا		علاج کرنے والا	
کپڑے بننے والا		پانی پلانے والا		نشر کرنے والا	

SCERT TELANGANA

(ج) حسب ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

(1) رواں دواں ہونا　　(5) خراماں خراماں

(2) لطف اندوز ہونا　　(6) بھیڑ بھاڑ

(3) وسیع و عریض　　(7) بھاگم بھاگ

(4) رسائی　　(8) بے اعتنائی

V. تخلیقی اظہار

(1) بچو ! آپ جان چکے ہیں کہ ورقیہ کیا ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی ایک مقام کی تفریحی خصوصیات کو بتانے والا ایک ورقیہ تیار کیجیے۔

VI. توصیف

(1) اپنے آس پاس کے کسی تفریحی مقام کی سیر کے لئے آپ اپنے دوست کو خط کے ذریعہ کس طرح مدعو کرو گے۔

VII. زبان شناسی

یہ تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حروف کے با معنی مجموعہ کو لفظ کہتے ہیں۔

حسب ذیل الفاظ آپ نظم برسات میں پڑھ چکے ہیں۔ ان پر غور کیجیے۔

حصہ الف	معنی	حصہ ب	معنی
قوس	(کمان)	قوس قزح	(دھنک)
گُل	(پھول)	گل عذار	(نرم رخسار)
شاد	(خوشی)	شادکام	(اچھا کام)

حصہ الف کے الفاظ مفرد ہیں جو اپنا مکمل معنی دے رہے ہیں جبکہ حصہ ب کے الفاظ دو لفظوں سے مرکب ہیں۔ دونوں لفظ ملکر ایک مکمل معنی دے رہے ہیں۔

مفرد لفظ : با معنی واحد لفظ کو مفرد لفظ کہتے ہیں۔

مرکب لفظ : دو لفظوں کا با معنی مرکب لفظ کہلاتا ہے۔

اس طرح لفظ کی دو قسمیں ہیں۔ (1) مفرد لفظ (2) مرکب لفظ

مشق 1 : ان میں سے مفرد اور مرکب الفاظ کو جدول کے مطابق لکھیے۔

گلستان ۔ گلبدن ۔ سنہری کرن ۔ شخصیت ۔ مضمون ۔ نمودار ۔ شادان ۔ اساتذہ

مفرد الفاظ				
مرکب الفاظ				

SCERT TELANGANA

مشق 2 : کوئی دس مفرد اور دس مرکب الفاظ کو کتاب سے تلاش کر کے لکھیے ۔

منصوبہ کام

(1) گروہی طور پر مختلف اضلاع کے سیاحتی مقامات کے بارے میں معلومات اکھٹا کیجیے۔ ہر ایک ضلع کے بارے میں کم از کم ایک عبارت لکھیے ۔

(2) مختلف موضوعات پر تیار کئے گئے ورقیوں کو جمع کیجیے اُن میں درج تحریر کے فرق کو واضح کیجیے۔

کیا میں یہ کر سکتا / کر سکتی ہوں

1. مختلف علاقوں کے تہذیب و تمدن کے فرق کو بہتر طور پر سمجھ سکتا / سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
2. سیر و سیاحت سے حاصل ہونیوالے فائدے بیان کر سکتا / سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
3. کسی دیکھے ہوئے مقام کے بارے میں اپنے الفاظ میں بیان کر سکتا / سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
4. ورقیہ تیار کر سکتا / سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

SCERT TELANGANA

5. مزدور کی بانسری

میر کاظم علی جمیل مظہری

پڑھیے - سوچیے - بولیے

بچو! تم نے دیکھا ہوگا کہ شہراور گاؤں میں سڑکیں بنتی ہیں، عمارتیں تعمیر کی جاتی ہیں۔ان سارے مقامات پر کچھ لوگ کام کرتے ہیں۔ صبح سے شام تک مٹی اٹھاتے ہوئے سبّل سے زمین کھودتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایسے لوگ جو یومیہ اجرت پر کام کرتے ہیں ''مزدور'' کہلاتے ہے۔انگریزی میں انہیں Labour کہا جاتا ہے۔مزدوروں کے بغیر سماج یا ملک میں کوئی چیز تعمیر نہیں کی جاسکتی۔ ان ہی ''مزدوروں'' نے مشہور زمانہ اجنتا، ایلورا کی مورتیاں، حیدرآباد کا چار مینار، دلی کا لال قلعہ اور آگرہ کا تاج محل اور الہ آباد کا قصر باغ بنایا جنھیں دیکھنے کے لیے دور دور سے سیاح آتے ہیں۔ تاج محل اور چار مینار کی تعمیر میں سینکڑوں مزدوروں نے کئی سال تک مسلسل کام کرنے کے بعد یہ عمارتیں مکمل ہوئیں۔اس لیے ہمیں چاہیے کہ ان مزدوروں کا احترام کریں۔ بقول شاعر

ان ہاتھوں کی تعظیم کرو ان ہاتھوں کی تکریم کرو
دنیا کے چلانے والے ہیں ان ہاتھوں کو تسلیم کرو

مدعا

اس سبق کا مقصد طلباء میں محنت کے جذبے کو اجاگر کرنا، محنت کرنے والوں کی قدر کرنا اور محنت سے جی نہ چرانے کی تلقین کرنا ہے۔

سوالات

1. اس عبارت میں کن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے؟
2. کیا مزدور کے بغیر کسی کارخانہ یا فیکٹری کا چلنا ممکن ہے؟
3. مزدوروں کی کیا اہمیت ہوتی ہے؟

ماخذ: یہ نظم جمیل مظہری کے مجموعہ کلام ''فکرِ جمیل'' سے لی گئی ہے۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- موقع و محل کی مناسبت سے معنی اخذ کرتے ہوئے نظم کو سمجھیے۔
- ناقابل فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیال کے ذریعہ سمجھیے اور اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

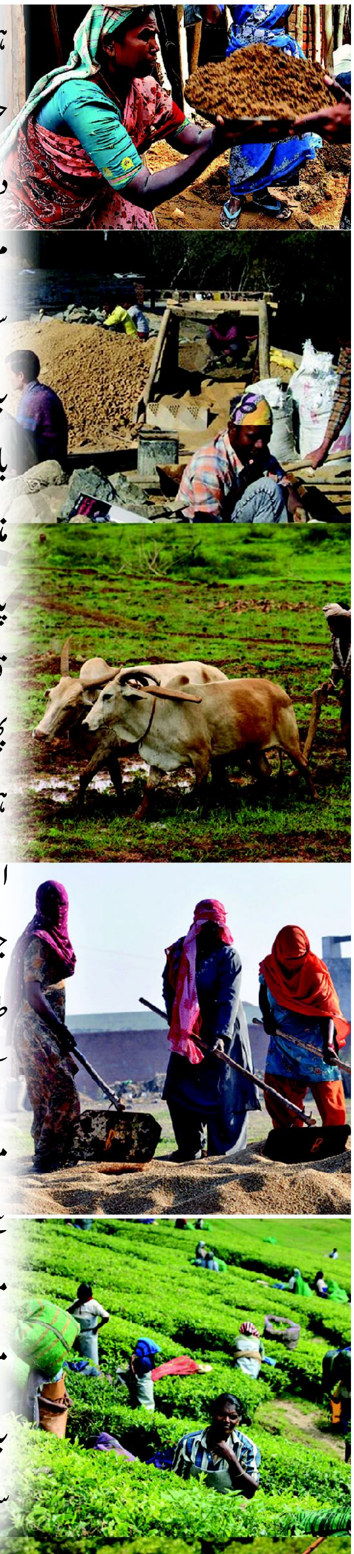

ہم سے بازار کی رونق ہے، ہم سے چہروں کی لالی ہے
جلتا ہے ہمارے دل کا دیا، دنیا کی سبھا اجیالی ہے
دولت کی سیوا کرتے ہیں ٹھکرائے ہوئے ہم دولت کے
مزدور ہیں ہم، مزدور ہیں ہم سوتیلے بیٹے قسمت کے
سونے کو چٹائی تک بھی نہیں ہم ذات کے اتنے ہیٹے ہیں
یہ سیجوں پر سونے والے شاید بھگوان کے بیٹے ہیں
بازارِ تمدن بھی ان کا، دنیائے سیاست بھی ان کی
مذہب کا ادارہ بھی ان کا، عادل کی عدالت بھی ان کی
پابند ہمیں کرنے کے لیے سو راہیں نکالی جاتی ہیں
قانون بنائے جاتے ہیں، زنجیریں ڈھالی جاتی ہیں
پھر بھی آغاز کی شوخی میں انجام دکھائی دیتا ہے
ہم چپ ہیں لیکن فطرت کا انصاف دکھائی دیتا ہے
احساسِ خودی مظلوموں کا اب چونک کے کروٹ لیتا ہے
جو وقت کہ آنے والا ہے دل اُس کی آہٹ لیتا ہے
طوفان کی لہریں جاگ اٹھیں سوکر اپنے گہوارے سے
کچھ تنکے شوخی کرتے ہیں سیلاب کے سرکش دھارے سے
مندیل سروں سے گرتی ہے اور پاؤں سے روندی جاتی ہے
سینے میں گھٹاؤں کے بجلی بے چین ہے کوندی جاتی ہے
منظر کی کدورت دھو دے گی، دھرتی کی پیاس بجھائے گی
موسم کے اشارے کہتے ہیں یہ بدلی کچھ برسائے گی
یہ ابر جو گِھر کر آتا ہے، گر آج نہیں کل برسے گا
سب کھیت ہرے ہوجائیں گے، جب ٹوٹ کے بادل برسے گا

شاعر کا تعارف

سید کاظم علی نام، جمیل مظہری تخلص تھا، جمیل مظہری کے نام سے مشہور ہیں (1904) سہارن پور، بہار میں پیدا ہوئے۔ مدرسۂ عالیہ کلکتہ اور سینٹ زیویر کالج میں تعلیم پائی۔ 1931ء میں ایم۔اے۔کیا صحافت اور سرکاری ملازمت سے وابستہ رہے۔ آزادی کی جدوجہد میں حصہ لیا اور جیل گئے۔ آخر میں پٹنہ کالج میں اردو کے پروفیسر ہو گئے تھے۔1974ء میں انہیں غالب ایوارڈ سے نوازا گیا۔23؍جولائی 1980ء کو مظفر پور میں ان کا انتقال ہوا۔

جمیل مظہری کسی صنف میں بند نہ تھے۔ ہر صنف میں ان کا کلام ملتا ہے۔ وہ قوم پرست، انسانیت دوست اور ترقی پسند شاعر تھے۔ آزادی کی تحریک سے متاثر ہو کر انہوں نے بڑی خوبصورت اور جان دار نظمیں کہی تھیں۔ ان کے ہاں فنی تقاضوں کا بڑا احترام ملتا ہے۔ شاعری میں انہیں حضرت وحشت کلکتوی سے تلمذ تھا۔ ان کے کلام کے مجموعے ''نقشِ جمیل'' اور ''فکرِ جمیل'' بہت مقبول ہوئے۔

صنف کی تعریف: نظم کے لغوی معنی دھاگہ میں موتی پرونا ہے۔ اصطلاحِ شعر میں کسی ایک موضوع پر اشعار کو منظّم کرنے کا نام نظم ہے۔ نظم کے تمام اشعار ایک دوسرے سے دھاگے میں موتی کی طرح منظّم و مربوط ہوتے ہیں اسی لئے اُس کو نظم کہتے ہیں۔

خلاصہ

جمیل مظہری ایک ترقی پسند شاعر تھے۔ اس نظم میں غریب اور محنت کش طبقہ کی نمائندگی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مزدور و محنت کش طبقہ کی وجہ سے ہی اس دنیا کی رونق ہے۔ محنت کش طبقہ کی وجہ سے ہی اس دنیا میں روشنی ہے۔ یہ مزدور دولت مندوں کی خدمت کرتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسمت کے سوتیلے بیٹے ہیں۔ ان کو سونے کے لیے ایک چٹائی تک میسر نہیں۔ لیکن یہ دولت مند جو عالی شان محلوں میں نرم نرم بستر پر سوتے ہیں وہ شاید بھگوان کے بیٹے ہیں۔ اسی لیے طرزِ معاشرت پر بھی ان ہی کا قبضہ ہے اور سیاست کی دنیا بھی انہیں کی ہے۔ مذہب کے اداروں پر بھی ان ہی کا قبضہ ہے، عدالت بھی انہی کی ہے۔ ان غریبوں کو پابند کرنے کے لیے طرح طرح کے قانون بنائے جاتے ہیں اور انہیں قید رکھنے کے لیے زنجیریں بنائی جاتی ہیں۔

لیکن یہ سب اب ختم ہونے والا ہے کیونکہ ہر آغاز کا ایک انجام ہوتا ہے۔ یہ مزدور اگرچہ کہ چپ ہیں لیکن اب فطرت کے انصاف کا وقت آ گیا ہے۔ کیونکہ اب مظلوم جاگ گئے ہیں اور ان میں احساسِ خودی کا جذبہ جاگ گیا ہے۔ اب یہ مزدور بھی علمِ بغاوت بلند کرنا شروع کر چکے ہیں۔ یعنی اپنا حق مانگنا شروع کر چکے ہیں۔ اب وہ وقت آنے والا ہے کہ سرمایہ دار آہستہ آہستہ ختم ہو جائیں گے۔ ایک نیا انقلاب آنے والا ہے۔ یہ انقلاب تمام ناانصافیوں کو ختم کر کے ایک نیا سماج بنانے کی طرف آگے بڑھ رہا ہے اور جب یہ انقلاب آئے گا تو تمام غریب بھی آسودہ حال ہو جائیں گے۔

SCERT TELANGANA

یہ کیجیے

I. سنیے ۔ بولیے

(1) یہ نظم کس کے بارے میں لکھی گئی ہے۔اس نظم کے ذریعہ شاعر کیا پیغام دینا چاہتا ہے؟

(2) شاعر نے ایسا کیوں کہا کہ مزدوروں کی وجہ سے ہی دنیا میں رونق ہے؟

(3) اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے؟

(4) اس مہنگائی کے دور میں مزدوروں کو جو اُجرتیں دی جارہی ہیں کیا وہ زندگی گذارنے کے لیے کافی ہیں۔ بحث کیجیے۔

II. پڑھیے ۔ لکھیے

الف : نظم پڑھیے اور حسب ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

(1) ہم سے بازار کی رونق ہے، ہم سے چہروں کی لالی ہے
جلتا ہے ہمارے دل کا دِیا ، دنیا کی سبھا اجیالی ہے
اس شعر کی تشریح کیجیے۔

(2) نظم کے کن اشعار میں امراء کے حالات کا ذکر کیا گیا ہے وہ اشعار لکھیے۔

(3) اس نظم کے وہ اشعار لکھیے جس میں مزدوروں کی امید بیان کی گئی ہے۔

(4) سیاسی اور مذہبی اداروں میں کس کا سکہ چلتا ہے؟

(5) آنے والے وقت کی خبر کون دیتا ہے؟

(6) مزدوروں کے حق میں کس کا انصاف دکھائی دیتا ہے؟

(7) دولت مندوں کا کن کن چیزوں پر قبضہ ہے اور مزدوروں کو پابند کرنے کے لیے وہ کیا حربے اختیار کرتے ہیں؟

(8) طوفان کے لہروں کے جاگنے سے کیا ہوگا؟

ب : نظم کے ایسے اشعار پڑھیے جن میں ذیل کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

(1) سبھا (2) سیوا (3) چٹائی (4) بھگوان (5) عدالت

(6) مذہب (7) آہٹ (8) دھرتی (9) گھر کر (10) مندیل

SCERT TELANGANA

ج : ذیل میں دیا گیا بند پڑھیے اور عبارت کی خالی جگہوں کو پُر کیجیے۔

نہیں کام کرنے سے ہم تھکنے والے
جہاں جانتا ہے کہ ہم ہیں جیالے
اندھیرے کی دنیا میں ہم ہیں اجالے
کہ ہیں ہم بڑی سخت محنت کے پالے
نشاں بھوک کا ہم مٹاتے چلیں گے
زمانے کی بگڑی بناتے چلیں گے

کسان اور مزدور اس کائنات کے ایسے................ہیں جو ہمیشہ انسانیت کی خدمت کرتے ہیں۔مزدور کبھی اپنے کام سے................نہیں اور اس بات کو سارا................جانتا ہے۔یہ مزدور بڑے................ہیں۔وہ اپنے محنت اور جیالے پن سے اس................میں اجالے،روشنی کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس لیے کہ یہ وہ مزدور ہیں جو بڑی................کے عادی ہیں۔یہ مزدور دنیا سے................کا نشان مٹانے کا عزم کیے ہوتے ہیں جن سے................سنور جایے گی۔

III. خود لکھیے

مختصر جوابی سوالات

(1) شاعر نے اس نظم کا عنوان ''مزدوروں کی بانسری'' کیوں رکھا۔اس نظم کے اور کیا عنوانات ہو سکتے ہیں؟
(2) شاعر نے اس نظم کو کیوں لکھا ہوگا؟ سوچ کر لکھیے۔
(3) مزدور اپنے آپ کو قسمت کے سوتیلے بیٹے اور امراء کو بھگوان کے بیٹے کیوں کہتے ہیں؟
(4) دولت مندوں کا کن کن چیزوں پر قبضہ ہے اور مزدوروں کو پابند کرنے کے لیے وہ کیا کیا حربے استعمال کرتے ہیں؟

طویل جوابی سوالات

(1) اگر مزدور نہ ہوتے تو ہمیں کن کن مسائل سے دوچار ہونا پڑتا؟
(2) مالدار لوگ غریبوں کے حقوق کس طرح سلب کرتے ہیں؟
(3) مزدوروں کو کونسی سہولتیں اور مراعات فراہم کی جانی چاہیے؟ لکھیے۔
(4) اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

SCERT TELANGANA

IV. لفظیات

(الف) مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کرو۔

(1) عادل (2) رونق (3) چٹائی (4) آغاز

(5) مظلوم (6) سرکش (7) کدورت (8) دھرتی

(ب) ذیل میں چند ہم آواز الفاظ کے معنی کو بے ترتیب دیا گیا ہے۔انھیں صحیح لفظ سے جوڑ کر جملے بنائیے۔

لفظ	معنی	جملہ
صدا	ناکام	
سدا	آواز	
جال	کام	
جعل	دھوکا	
فعل	پھندا	
فیل	ہمیشہ	

V. تخلیقی اظہار

(1) مزدور اکثر حادثات کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔حادثات سے محفوظ رہنے کے لیے چند نعرے لکھیے۔

(a) تعمیری کاموں میں حصہ لینے والے مزدوروں کے لیے۔

(b) کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے لیے۔

(c) کھیتوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے لیے۔

(2) اس نظم میں آپ نے مزدوروں کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔اسی طرح درجہ ذیل اشاروں کی مدد سے کسانوں سے متعلق نظم لکھنے کی کوشش کیجیے۔

مثلاً بادل جب گھر آتے ہیں کسان خوش ہو جاتے ہیں

....

....

....

....

....

....

SCERT TELANGANA

VI. توصیف

(1) آپ کو مزدوروں کے حقوق کے بارے میں ایک تقریر کرنی ہے۔مزدوروں کی محنت اور اُن کے کام کی تعریف کرتے ہوئے اپنی تقریر کے لیے اہم نکات تیار کیجیے۔

(2) اس نظم میں سیوا، دھرتی، بھگوان، سبھا، جیسے ہندی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ان الفاظ کے معنی اُردو، تلگو اور انگریزی میں لکھیے۔

ہندی	اردو	تلگو	انگریزی
سیوا			
بھگوان			
دھرتی			
سبھا			

VII. زبان شناسی

آپ نے درج ذیل الفاظ اس نظم میں پڑھے ہیں۔ان کے معنی پر غور کیجیے۔

حصہ الف	حصہ ب
جدوجہد	دل کا دیا
قوم پرست	عادل کی عدالت
ترقی پسند	منظر کی کدورت
انسانیت دوست	دھرتی کی پیاس

حصہ الف کے الفاظ دو لفظوں سے مرکب ہیں،ایک مکمل معنی ومفہوم کی ادائیگی کے لیے بعض وقت دو یا دو سے زائد الفاظ کا سہارا لیتے ہیں۔

مرکب غیر اضافی : دو یا دو سے زائد الفاظ کو ایک ہی معنی ومفہوم کے لیے جوڑنا مرکب غیر اضافی کہلاتا ہے۔اس کو مرکب امتزاجی بھی کہتے ہیں۔

جبکہ حصہ (ب) کے الفاظ میں دیا کا تعلق دل سے اور عدالت کا عادل سے،کدورت کا منظر سے اور پیاس کا تعلق دھرتی کے ساتھ ظاہر کیا گیا ہے۔ایسے تعلق کو جو دو اسموں یا اسم ضمیر کے درمیان واقع ہو اضافت کہتے ہیں اور جس کے ساتھ تعلق ظاہر کیا جائے اسے **مضاف الیہ** اور جس کا تعلق ظاہر کیا جائے اسے **مضاف** کہتے ہیں۔اوپر کے مثالوں میں دل، عادل، منظر اور دھرتی مضاف الیہ ہے جبکہ دیا، عدالت، کدورت اور پیاس مضاف ہے۔

SCERT TELANGANA

مرکب اضافی: ایک اسم کا تعلق دوسرے اسم، صفت یا فعل سے جوڑنے کو مرکب اضافی کہتے ہیں۔
(مضاف اور مضاف الیہ کے مجموعہ کو مرکب اضافی کہتے ہیں)

مضاف : جس کا تعلق جوڑا جائے اسے مضاف کہتے ہیں۔
مضاف الیہ: جس کے ساتھ تعلق جوڑا جائے مضاف الیہ کہتے ہیں۔

مشق 1 : ذیل میں سے کونسا لفظ مرکب اضافی ہے اور کونسا غیر اضافی ہے۔قوسین میں لکھیے۔

1.	خوشگوار	( )	2.	اِدھراُدھر	( )
3.	مسجد کے مینار	( )	4.	اللہ کی عبادت	( )
5.	اسکول کے بچے	( )	6.	محنتی بچے	( )
7.	قومی پرچم	( )	8.	حیدرآباد کی چوڑیاں	( )
9.	شہر کے لوگ	( )	10.	کشمیر کا میوہ	( )

مشق 2 : کتاب سے دس دس مرکب اضافی اور غیر اضافی الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

منصوبہ کام

(1) موجودہ زمانے میں مزدوروں کے حقوق / مسائل وغیرہ کے متعلق اخباری تراشے جمع کیجیے۔انہیں کمرۂ جماعت میں پڑھ کر سنایئے۔

(2) یکم مئی کو مزدوروں کا دن منایا جاتا ہے۔مزدوروں کی عظمت کو ظاہر کرتے ہوئے ایک تصویر اتار کر رنگ بھریئے اور چند جملے لکھیے۔

کیا میں یہ کرسکتا / کرسکتی ہوں؟

1. نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کرسکتا / کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
2. محنت کر کے زندگی میں ترقی کرسکتا / کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
3. محنت سے متعلق مزید نظمیں لکھ سکتا / لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
4. محنت کشوں کے تئیں ہمدردی کرسکتا / کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

SCERT TELANGANA

6. مہینہ کی پہلی تاریخ

مرزا فرحت اللہ بیگ

پڑھیے - سوچیے - بولیے

ان مکالموں کو پڑھیے۔

بیوی : اجی ! اخبار والا آیا ہے، پیسے مانگتا ہے۔
شوہر : اس سے کہو کہ وہ کل آئے۔
بیوی : آخر کس کس کو ٹالتے رہیں گے۔ کل ہی کی بات ہے کہ دودھ والے کو بھی آپ نے اسی طرح ٹال دیا تھا۔
شوہر : ہاں بھئی میں کیا کرسکتا ہوں۔ ان سے کہہ دو کہ تنخواہ ملے تب اُسے پیسے ادا کریں گے۔
بیوی : اجی ! آپ کو پتہ ہے کہ آج کیا تاریخ ہے۔
شوہر : (سٹپٹاتے ہوئے) ارے ہاں! آج پہلی تاریخ ہے۔ (خوشی سے چونک پڑتا ہے)

سوالات

1. میاں اور بیوی کے درمیان کیا گفتگو ہوئی ؟
2. اکثر ملازمین کو کونسی تاریخ کا انتظار رہتا ہے اور کیوں؟

مدعا

طلباء میں میانہ روی ، کفایت شعاری اور قناعت پسندی کے جذبہ کو فروغ دینے کے لیے طنز و مزاح پر مبنی اس سبق کو رکھا گیا ہے۔ طلباء میں طنز و مزاح کے ذوق کو فروغ دینے اور طنزیہ و مزاحیہ تحریروں کو پڑھنے اور لکھنے کی جستجو پیدا کرنا اس سبق کا مقصد ہے۔

ماخذ: اس مضمون کو مرزا فرحت اللہ بیگ کی کتاب ''مضامینِ فرحت'' سے اخذ کیا گیا ہے۔

طلبا کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- موقع و محل کی مناسبت سے معنی اخذ کرتے ہوئے سبق کو سمجھیے ۔
- ناقابل فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیال کے ذریعہ سمجھیے اور اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

SCERT TELANGANA

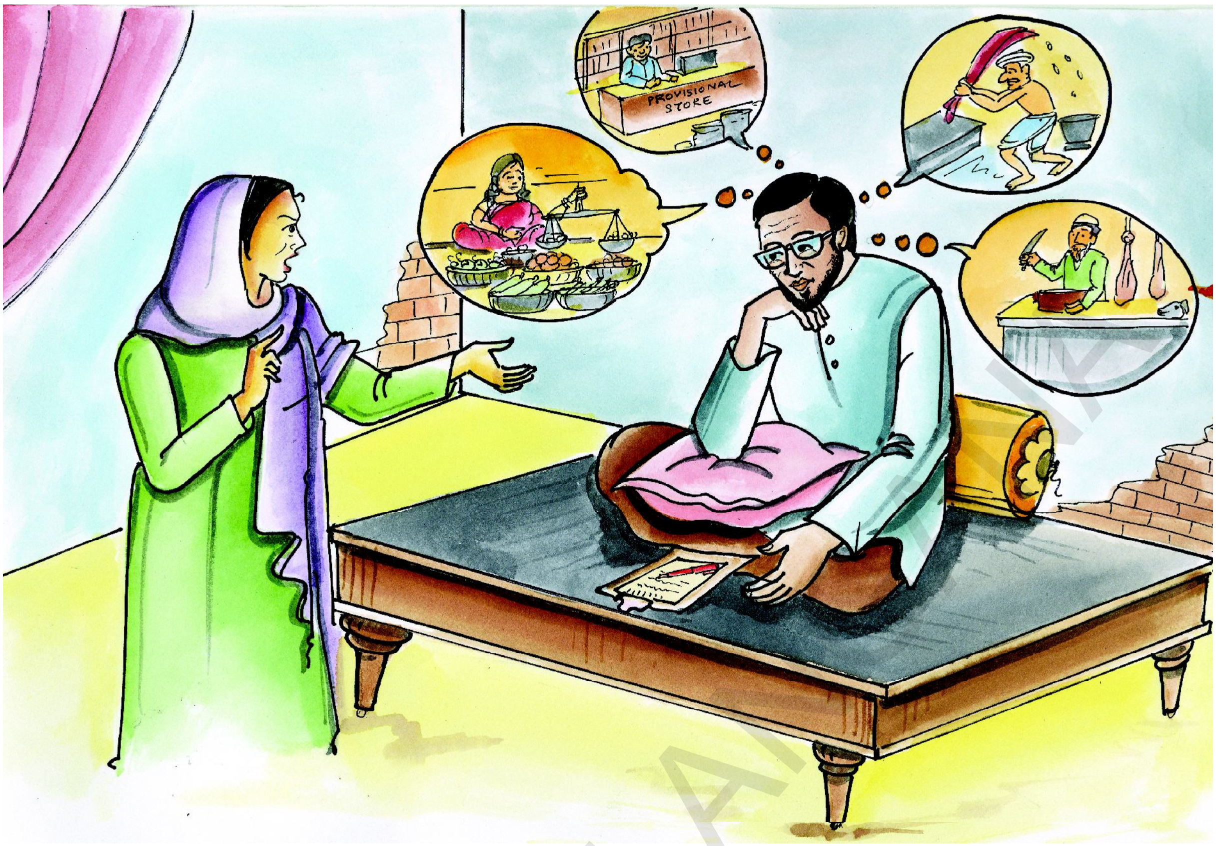

دنیا میں میاں دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو ساری کی ساری تنخواہ چپکے سے لاکر بیوی کے ہاتھ میں دھر دیتے ہیں۔ دوسرے وہ جو خود حساب کرتے ہیں اور حساب سے زیادہ ایک کوڑی بھی بیوی کو نہیں دیتے۔

دوسری صورت کو لیجیے۔ پہلی تاریخ ہوئی۔ میاں تنخواہ لائے اور حساب کرنے بیٹھے۔ بیوی سامنے آکر کھڑی ہوگئیں۔ کاغذ آیا۔ میاں نے پنسل نکالی اور لکھائی شروع ہوئی۔

میاں : ہاں صاحب، تو اب حساب بولیے۔

بیوی : میں کیا بولوں، آخر پچھلے مہینے کا پرچہ کیا ہوا؟ جہاں مہینہ ختم ہوا اور تم نے کہا، ہاں صاحب اب بولو حساب۔ آخر پرچہ سنبھال کر کیوں نہیں رکھتے؟ دس برس سے حساب کر رہے ہو اور اب تک یہ نہیں معلوم کہ گھر میں کیا خرچ ہوتا ہے۔ خیر لکھیے، مکان کا کرایہ بائیس روپے۔

میاں : افوہ، خدا غارت کرے اس مکان دار کو ظالم کرایہ تو پہلی تاریخ کو آکر وصول کر لیتا ہے اور مرمّت کو کہو تو جواب تک نہیں دیتا۔ سامنے کی دیوار کو دیکھو، اُدھر کھڑی ہے۔ اب کی برسات میں نہ آپڑے تو میرا ذمہ۔ خدا معلوم کون کون اس کے نیچے دب کر مرنے والا ہے۔ چھتیں ہیں تو ان کی یہ حالت ہے کہ دن کو اس میں تارے دکھائی دیتے ہیں۔ غسل خانہ ہے تو ماشاءاللہ اور ڈیوڑھی ہے تو سبحان اللہ! تو ہاں مکان کے بائیس روپے، آگے چلو۔

بیوی : امیرن کے نو روپے۔

میاں : امیرن کے آٹھ روپے۔

بیوی : آٹھ نہیں نو۔

میاں : اچھا آگے چلو۔

بیوی : گوشت والے کے سات روپیے ۔

میاں : اس کو تو میں ایک پیسہ بھی نہیں دوں گا۔ بدمعاش نے سارے مہینے کتّوں کا راتب کھلایا ہے۔ ذرا تم ہی ایمان سے کہنا ایک دن بھی گوشت گلا۔ روپے کا دو سیر گوشت دیتا ہے اور اُٹھا کر دیکھو تو نرے چھیچھڑے ہوتے ہیں۔

بیوی : نہ دو میرا کیا جاتا ہے ، وہ جانے اور تم جانو۔

میاں : گوشت والے کے سات روپیے ، اور؟

بیوی : ترکاری والی کے پانچ روپیے۔

میاں : ترکاری والی کے پانچ روپیے۔

بیوی : بنیے کے ستّر روپیے۔

میاں : ستّر روپیے ، غضب خدا کا ! ہم دو میاں بیوی اور یہ دو بچے ، مہینے بھر میں ستّر روپیے کا اناج کھا گیے!

بیوی : کھا گیے یا نہیں کھا گیے ، یہ تو میں جانتی نہیں۔ لو یہ بنیے کا پرچہ ہے ، خود دیکھ لو ، ستّر روپیے ہوتے ہیں یا نہیں؟

میاں : (پرچہ دیکھ کر) گیہوں ایک من دس سیر۔ دس روپیے کے، کیا بھاؤ ہوئے؟ روپیے کے پانچ سیر ہیں۔ تمام دنیا میں غل مچ رہا ہے کہ غلّہ سستا ہو گیا ہے، غلّہ سستا ہو گیا ہے اور ہمارے ہاں وہی پرانا بھاؤ چلا جاتا ہے۔ یہاں محنت کرتے کرتے ہم ادھ موئے ہو جاتے ہیں اور بیوی صاحبہ ہیں کہ مالِ مفت دلِ بے رحم سمجھ کر اندھا دھند لٹائے چلی جاتی ہے۔

بیوی : یہ بھی اچھی کہی کہ میں آپ کا روپیہ لٹا رہی ہوں۔ کبھی حساب سے ایک پیسہ زیادہ بھی مجھے دیا ہے جو یہ طوفان اٹھائے جا رہے ہیں؟ اپنے روپیے خود ہی کماؤ اور خود ہی اٹھاؤ، میں بیچ میں پڑ کر مفت میں بُری کیوں بنوں؟

میاں : اچھا آگے چلو۔

بیوی : دھوبی کے تین روپیے ۔

میاں : قسم خدا کی ، دھوبی سے تو میری جان بے زار ہو گئی! اب یہی دیکھو کہ میں جو کُرتا پہنے بیٹھا ہوں اس کا کیا حال ہے۔ دو دھوپ میں نامعقول نے دھجیاں کر دیا ہے!

بیوی : لکڑیاں چھے روپیے۔

میاں : کیا کہا ، لکڑیاں چھے روپیے کی! ایک مہینہ میں اکٹھی چھے روپیے کی لکڑیاں جلا ڈالیں۔

بیوی : خدا جھوٹ نہ بلوائے۔ صبح کے چار بجے سے جو چولہا سلگتا ہے تو کہیں رات کے بارہ بجے جا کر ٹھنڈا ہوتا ہے۔ آپ ہیں کہ منہ دھوئیں تو گرم پانی سے ، وضو کریں تو گرم پانی سے ، نہائیں تو گرم پانی سے۔ جب سارے دن چولہا دھڑ دھڑ جلے گا تو لکڑی نہ اٹھے گی تو کیا ہوگا؟

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 19-2018

میاں : اچھا صاحب تم سچّی اور ہم جھوٹے، لو لکھے لیتے ہیں۔لکڑیاں چھے روپے کی۔

بیوی : قرضے کے اٹھارہ روپے۔

میاں : خدا کے لیے بیوی تم سب کچھ کرو، مگر للہ قرضہ نہ کرو۔قرضے کے نام سے میرا دم نکلتا ہے۔آخر میں بھی تو سنوں کہ یہ قرضہ ہوا کاہے میں؟

بیوی : تم بہت دن سے کہہ رہے تھے کہ مجھے چکن کے کُرتے بنا دو۔پرسوں رام لال بازار آیا تھا اس سے دو کُرتوں کی چکن لے لی، کہو تو واپس کردوں۔

میاں : تو کیا یہ دو کُرتوں کی چکن اٹھارہ روپے کی ہوگئی؟

بیوی : باقی کا میں نے پاجاموں کا کپڑا لیا۔

میاں : کیوں، پہلے کے پاجامے کیا ہوئے؟ دو ہی مہینے تو ہوئے کہ چھے پاجاموں کا کپڑا لا کر دیا تھا تمھیں، وہ کیا ہوگیا ہے؟ جہاں کوئی چیز دیکھی اور لٹ گئیں۔ضرورت ہو یا نہ ہو۔تم کو خرید لینا ضرور ہے۔

بیوی : تو میں نے کب کہا کہ خدا کے لیے یہ گھر داری میرے سپرد کرو۔غضب خدا کا کہ گھر کے خرچ تو خود بڑھائیں اور بیوی پر آنکھیں نکالیں؟ جاؤ میں تمہارا روپیہ دو روپیہ نہیں لیتی۔تم جانو اور تمہارا گھر جانے۔

میاں : ناراض کیوں ہوتی ہو؟ تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہم لوگ ”جتنی چادر دیکھو اتنے پاؤں پھیلاؤ“ پر عمل کریں تو تنخواہ میں پوری پڑنی کیسی، انشاءاللہ کچھ بچت ہی ہو!

مصنف کا تعارف

مرزا فرحت اللہ بیگ 1884ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم مکتب میں ہوئی بعد میں سینٹ اسٹیفنز کالج، دہلی سے 1905ء میں بی۔اے۔ پاس کیا۔ 1907ء میں حیدرآباد گئے اور مختلف ملازمتوں پر مامور رہے۔وہ مولوی ڈپٹی نظیر احمد کے شاگرد رہے۔ملازمت کا سلسلہ حیدرآباد دکن سے شروع کیا، پہلے ہائی کورٹ میں مترجم کی حیثیت سے کام کیا پھر مجسٹریٹ اور بعد میں جج کے عہدے پر ترقی حاصل کی، عمر کے آخری ایام میں اسسٹنٹ ہوم سکریٹری کے عہدے تک پہنچے۔انہوں نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔تنقید، افسانہ، سوانح حیات اور اخلاقیات سب پر لکھا ہے۔لیکن ان کے مزاحیہ مضامین بے حد مقبول ہوئے۔

ان کے مضامین سات جلدوں میں ”مضامین فرحت“ کے نام سے شائع ہوچکے ہیں۔ان کا انتقال 17/اپریل 1947ء کو ہوا۔مرزا صاحب کی تحریروں میں جو علمی اور ادبی شوخیاں ہیں اس سے انہیں مزاح نگاروں میں ایک خاص جگہ حاصل ہے۔ان کے مضامین پڑھنے کے بعد ایک خاص فرحت حاصل ہوتی ہے۔ان کی لطیفہ پسند طبعیت اور ان کی رنگین بیانی مضمون کے بیچ میں وہ واقعات لاتی ہے جو لطف پیدا کرنے کے ساتھ مفہوم کو واضح بنانے میں مدد دیتے ہیں۔

ان کی تحریروں میں دلی کی زبان اور محاورات کا لطف آتا ہے۔اسلوب میں روانی الفاظ خوب صورت اور مضمون خیال کا گہرا تال میل ہونا ان کی تحریر کی خصوصیات ہیں۔

صنف کی تعریف : یہ نثر کی ایک صنف طنز و مزاح پر مبنی مضمون ہے

SCERT TELANGANA

I. سنیے - بولیے

(1) معاشرے میں مہینے کی پہلی تاریخ کی کیا اہمیت ہے؟

(2) اگر ملازمین کو وقت پر تنخواہ نہ ملے تو کون کون سے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے؟

(3) آمدنی سے زائد خرچ کرنا بے وقوفی کی علامت ہے۔ بحث کیجیے۔

(4) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ گفتگو کتنے سال پرانی ہوگی۔ میاں کی ایک مہینے کی آمدنی کیا ہوگی اور کل اخراجات کتنے ہونگے اور آج کے زمانے سے تقابل کرتے ہوئے بحث کیجیے۔

II. پڑھیے - لکھیے

الف : سبق کی مناسبت سے اخراجات کی رقم کی تفصیل لکھیے۔

سلسلہ نمبر	اخراجات کی تفصیل	خرچ کی رقم
.1	مکان کا کرایہ	
.2	نوکرانی کی تنخواہ	
.3	گوشت والے کا حساب	
.4	ترکاری والی کا حساب	
.5	کرانہ دکان کا خرچ	
.6	دھوبی کی تنخواہ	
.7	لکڑیوں کا خرچ	
.8	کپڑوں کی خریدی	
	کُل اخراجات	

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

ب : حسب ذیل جملوں کو پڑھیے اور متعلقہ خانے میں (✓) کا نشان لگائیے۔

سلسلہ نشان	جملے	میاں نے کہا	بیوی نے کہا
.1	دس برس سے حساب کر رہے ہو اب تک یہ نہیں معلوم کہ گھر میں کیا خرچ ہوتا ہے۔		
.2	غسل خانہ ہے ماشاءاللہ اور دیوڑھی ہے تو سبحان اللہ		
.3	میں نے کب کہا ہے کہ خدا کے لیے یہ گھر داری میرے سپرد کر دو۔		
.4	کیا کہا لکڑیاں چھ روپے کی! ایک مہینے میں اکٹھی چھ روپے کی لکڑیاں جلا ڈالیں		
.5	تم جانو تمہارا گھر جانے		

(ج) دی گئی عبارت پڑھیے اور درج ذیل جدول مکمل کیجیے

موجودہ دور میں پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے روزمرہ کی استعمال کے اشیاء پر اس کا اثر بہت زیادہ پڑ رہا ہے اور قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ ہو رہا ہے۔(پٹرول کی قیمت 75 روپیے ، ڈیزل کی قیمت 51 روپیے)۔

اشیاء خوردنوش اور ترکاریوں کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے جو ایک غریب اور متوسط خاندان کے لیے بوجھ ہے۔آج عام آدمی مہنگائی کی وجہ سے پریشان ہے اور اس کا جینا محال ہوتا جا رہا ہے۔چاول کی قیمت دیکھو تو پتہ چلے گا کہ مہنگائی میں کتنا اضافہ ہوا۔ایک کلو چاول کی قیمت 30 تا 40 روپۓ اور خوردنی تیل 100 تا 120 روپۓ فی کلو اور ترکاریوں کی قیمت آسمانوں کو چھو رہی ہیں۔یہاں تک کہ فی انڈا 4 روپۓ ہو گیا ہے۔

سلسلہ نشان	اشیاء کا نام	قیمت	اثرات
.1	پٹرول		
.2	ڈیزل		
.3	چاول		
.4	خوردنی تیل		
.5	انڈا		

SCERT TELANGANA

(د) حسب ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

(1) مصنف نے میاں کی کتنی قسمیں بتائی ہیں اور اس سبق میں کس قسم کے میاں کا ذکر کیا گیا ہے؟

(2) پہلی تاریخ کو میاں کا کیا معمول تھا؟

(3) مصنف کی بیوی کو کپڑا خریدنے کے لیے قرض کیوں لینا پڑا؟

(4) لکڑیوں پر زیادہ خرچ کرنے کی بیوی نے کیا وجہ بتائی؟

(5) مصنف کے مکان کے چھت کی حالت کیسی تھی؟

(6) میاں نے گھر کے خرچ کی ذمہ داری بیوی کو دینا چاہا تو بیوی نے کیا کہا؟

(7) میاں کی کس بات پر بیوی ناراض ہوگئیں؟

(8) میاں نے بچت کرنے کی کیا راہ سمجھائی؟

III. خود لکھیے

مختصر جوابی سوالات

(1) میاں کو مکان دار، گوشت والے، بنیے اور دھوبی سے شکایت کیوں ہے۔ اسے اپنے الفاظ میں لکھیے؟

(2) میاں نے ایسا کیوں کہا کہ للہ قرض نہ کرو؟ قرض کرنے سے کونسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(3) آمدنی سے زیادہ خرچ کرنے سے کیا کیا مسائل پیدا ہوتے ہیں اور ان مسائل کو حل کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟

(4) '' جتنی چادر دیکھو اتنے پاؤں پھیلاؤ '' اس ضرب المثل کی وضاحت کیجیے۔

(5) اس سبق میں میاں نے کرایہ دار اور دکان دار کی شکایت کی، اس کے برعکس ایک اچھے مکاندار اور دکان دار کی خصوصیات کیا ہونی چاہیے؟

(6) گھر کے اخراجات کم کرنے کے لیے آپ کیا کر سکتے ہیں اپنے والدین کے لیے چند مشورے تجویز کیجیے؟

طویل جوابی سوالات

(1) ''موجودہ دور میں معاشی خوشحالی کے لیے ہر ایک کو بچت کرنا ضروری ہے'' کیوں؟

(2) فضول خرچی کیا ہے؟ اس سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟ آپ اپنے کن کن اخراجات پر روک لگانا چاہتے ہیں؟

(3) اگر آپ کو جیب خرچ کے لیے ماہانہ -/200 روپئے ملتے ہیں۔ آپ نے اسے کس طرح خرچ کیا اور کتنی بچت کی گوشوارہ تیار کیجیے۔

IV. لفظیات

(الف) ذیل میں دیے گیے جملوں کی طرح آپ اپنی طرف سے مزید جملے لکھیے ۔

(1) اگر آپ کی حکومت ہوتی تو آپ مہنگائی کو روکنے کے لیے کیا کرتے؟ لکھیے ۔

(2) میری حکومت ہوتی تو ....

(3) ....

(4) ....

(5) ....

ب : مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کی ضد استعمال کرتے ہوئے جملے دوبارہ لکھیے ۔ یاد رکھیے جملے کا مفہوم پہلے جملے کے مفہوم کو ادا کرتا ہو۔

1. حاتم طائی ایک سخی بادشاہ تھا ....

2. احمد ایک نیک لڑکا تھا ....

3. جامع مسجد کا صحن بہت وسیع ہے ....

4. حیدر آباد سے کشمیر کی مسافت بہت طویل ہے ....

5. فرعون ایک ظالم بادشاہ گزرا تھا ....

ج: ان فقروں کا مطلب لکھیے ۔

(1) خدا غارت کرے ....

(2) مال مفت دلِ بے رحم ....

(3) خدا جھوٹ نہ بلوائے ....

V. تخلیقی اظہار

(1) ذیل کی کہاوت کے متعلق ایک مضمون لکھیے ۔

” قطرہ قطرہ دریا باشد “

SCERT TELANGANA

(2) آپ نے گھر کے اخراجات اور بجٹ سے متعلق آپ کے والدین کے درمیان ہوئی گفتگو کو سنا ہوگا۔ اس گفتگو کو مکالموں کی شکل میں پیش کیجیے۔

امّی : ....

ابا : ....

امّی : ....

ابا : ....

امّی : ....

VI. توصیف

(1) آپ کے دوستوں میں جو جیب خرچ کی رقم کو کفایت شعاری سے خرچ کرتے ہوئے بچت کرتے ہیں، انہیں سراہتے ہوئے چند توصیفی کلمات لکھیے اور انہیں دعائیہ اجتماع میں سنائیے۔

VII. زبان شناسی

ذیل کے جملوں پر غور کیجیے۔

حصہ (الف)	حصہ (ب)
● آزادی کا دن	● یومِ آزادی
● تعمیر کا فن	● فنِ تعمیر
● ذکر کے قابل	● قابلِ ذکر
● مغفرت کی دعا	● دعاے مغفرت

حصہ الف اور حصہ ب کے تمام الفاظ مرکب اضافی ہیں اور معنی و مفہوم کے لحاظ سے یکساں ہیں۔ فرق یہ ہے کہ حصہ الف کے الفاظ میں دن کا آزادی سے، فن کا تعمیر سے، ذکر کا قابل سے اور دعا کا مغفرت سے تعلق ظاہر کرنے کے لیے کا، کی، کے، کے وغیرہ الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ جبکہ حصہ ب کے الفاظ میں مضاف اور مضاف الیہ کے تعلق کو ظاہر کرنے کے لیے زیر کا استعمال کیا گیا ہے جو کا، کی، کے، کے معنی پیدا کرتے ہیں۔

ترکیب اضافی کے لئے 'کا' 'کی' 'کے' کا استعمال حروف اضافت کہلاتا ہے اور زیر کا استعمال علامت اضافت کہلاتا ہے۔ علامت اضافت یعنی زیر کو علامت کسرہ بھی کہتے ہیں۔

مشق -1 : درسی کتاب سے حروفِ اضافت اور علامت اضافت یعنی کسرہ والے کوئی دس دس الفاظ شناخت کیجیے اور دی گئی جدول میں لکھیے۔

حروفِ اضافت والے الفاظ		علامت کسرۂ والے الفاظ	

مشق -2 : ان مرکب اضافی علامت کسرۂ والے الفاظ کو حروفِ اضافت کا استعمال کرتے ہوئے دوبارہ لکھیے

طرزِ تعمیر	تعمیر کا طریقہ	ترانۂ ہندی	
ماہِ رمضان		وادیِ سندھ	
مسجدِ قرطبہ		یومِ آزادی	
احساسِ خودی		شبِ معراج	

منصوبہ کام

(1) آپ کے گھر کے اخراجات سے متعلق ایک فہرست تیار کیجیے اور بچت کے لیے ایک منصوبہ تیار کیجیے۔

(2) آپ کے گھر/ مدرسہ کا گذشتہ 6 مہینوں کی برقی بل (Electricity Bill) کے تفصیلات کا ایک جدول بنائیے۔ برقی بل میں کمی کے لیے کیا تدابیر اختیار کروگے لکھیے۔

کیا میں یہ کرسکتا/ کرسکتی ہوں؟

1. کفایت شعاری کے ساتھ زندگی بسر کرسکتا / کرسکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
2. کفایت شعاری، قناعت پسندی پر مضمون لکھ سکتا / لکھ سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
3. بہتر زندگی کس طرح گذاری جاسکتی ہے جان سکتا / جان سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں
4. بجٹ پر ایک مضمون لکھ سکتا / لکھ سکتی ہوں۔ ہاں / نہیں

SCERT TELANGANA

7. جگنو

علامہ شیخ محمد اقبالؔ

پڑھیے - سوچیے - بولیے

سناؤں تمہیں بات اک رات کی ۔۔۔ کہ وہ رات اندھیری تھی برسات کی
چمکنے سے جگنو کے تھا اک سماں ۔۔۔ ہوا میں اُڑیں جیسے چنگاریاں
پڑی ایک بچے کی اُن پر نظر ۔۔۔ پکڑ ہی لیا ایک کو دوڑ کر
چمک دار کیڑا جو بھایا اُسے ۔۔۔ تو ٹوپی میں جھٹ پٹ چھپایا اُسے
وہ جھم جھم چمکتا اِدھر سے اُدھر ۔۔۔ پھرا کوئی رستہ نہ پایا مگر
تو غمگین قیدی نے کی التجا ۔۔۔ کہ چھوٹے شکاری مجھے کر رہا
خدا کے لیے چھوڑ دے چھوڑ دے ۔۔۔ میری قید کی جال کو توڑ دے

سوالات

1. شاعر کیسی رات کا قصہ سنا رہا ہے؟
2. اندھیری رات کیوں خوبصورت نظر آرہی ہے؟
3. شاعر نے چنگاریاں کس کو کہا ہے اور کیوں؟
4. جگنو نے کیا فریاد کی؟

مدعا

اللہ کی مخلوق میں ہر ایک کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اللہ کے سامنے نہ کوئی چھوٹا اور نہ کوئی بڑا بلکہ سب برابر ہیں۔ جگنو ایک حقیر کیڑا ہے لیکن ماحول کو منور کر دیتا ہے۔ اس بات سے طلباء کو واقف کروانا ہی اس نظم کا مقصد ہے۔

ماخذ: اس نظم کو سر محمد اقبال کے مجموعہ کلام ''بانگ درا'' سے اخذ کیا گیا ہے۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- موقع و محل کی مناسبت سے معنی اخذ کرتے ہوئے نظم کو سمجھیے۔
- ناقابل فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیال کے ذریعہ سمجھیے اور اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں — یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں
آیا ہے آسماں سے اڑ کر کوئی ستارہ — یا جان پڑ گئی ہے مہتاب کی کرن میں
یا شب کی سلطنت میں دن کا سفیر آیا — غربت میں آکے چمکا، گمنام تھا وطن میں
تکمہ کوئی گرا ہے مہتاب کی قبا کا — ذرّہ ہے یا نمایاں سورج کے پیرہن میں
حسنِ قدیم کی یہ پوشیدہ اک جھلک تھی — لے آئی جس کو قدرت خلوت سے انجمن میں
چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی — نکلا کبھی گہن سے آیا کبھی گہن میں

پروانہ اک پتنگا جگنو بھی اک پتنگا
وہ روشنی کا طالب یہ روشنی سراپا

ہر چیز کو جہاں میں قدرت نے دلبری دی — پروانہ کو تپش دی جگنو کو روشنی دی
رنگیں نوا بنایا مرغانِ بے زباں کو — گل کو زبان دے کر تعلیم خامشی دی
نظارۂ شفق کی خوبی زوال میں تھی — چمکا کے اس پری کو تھوڑی سی زندگی دی
رنگیں کیا سحر کو بانکی دلہن کی صورت — پہنا کے لال جوڑا شبنم کی آرسی دی
سایہ دیا شجر کو، پرواز دی ہوا کو — پانی کو دی روانی موجوں کو بے کلی دی

یہ امتیاز لیکن اک بات ہے ہماری
جگنو کا دن وہی ہے جو رات ہے ہماری

SCERT TELANGANA

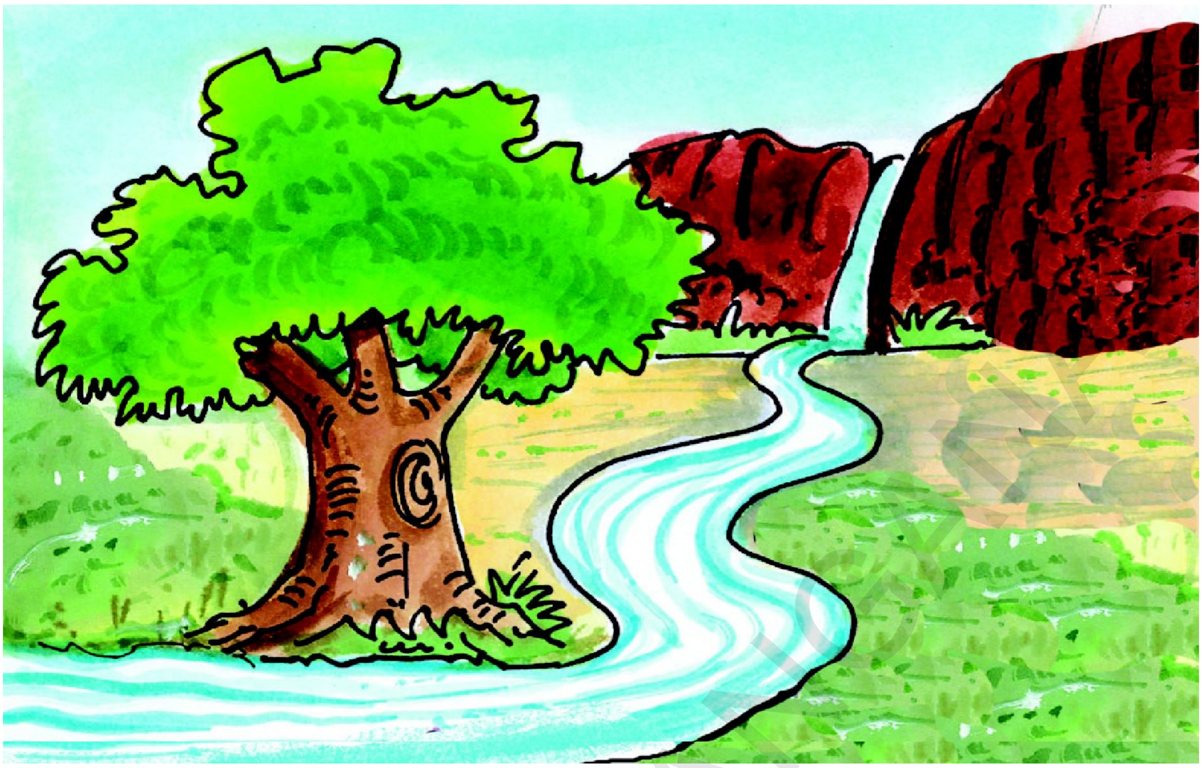

حسن ازل کی پیدا ہر چیز میں جھلک ہے   انساں میں وہ سخن ہے غنچہ میں وہ چٹک ہے

یہ چاند آسماں کا شاعر کا دل ہے گویا   واں چاندنی ہے جو کچھ یاں درد کی کسک ہے

انداز گفتگو نے دھوکے دیے ہیں ورنہ   نغمہ ہے بوئے بلبل بو پھول کی چہک ہے

کثرت میں ہوگیا ہے وحدت کا راز مخفی   جگنو میں جو چمک ہے وہ پھول میں مہک ہے

یہ اختلاف پھر کیوں ہنگاموں کا محل ہو

ہر شے میں جب کہ پنہاں خاموشی ازل ہو

SCERT TELANGANA

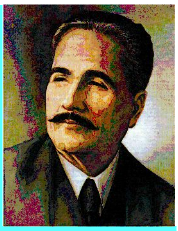

شاعر کا تعارف

شیخ محمد اقبال نام اور اقبالؔ تخلص ۔ 9/ نومبر 1877ء میں سیال کوٹ (پنجاب) میں پیدا ہوئے ۔ان کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا جنہیں ''صوفی مشرب'' کہا جاتا تھا۔اقبال نے ابتدائی تعلیم مکتب میں حاصل کی۔ سیال کوٹ کے اسکاچ مشن کالج سے ایف۔اے۔کا امتحان پاس کیا۔سیال کوٹ کالج میں مولوی سید میر حسن سے عربی اور فارسی سیکھی اور انہیں کے فیض سے زبان کا صحیح ذوق پیدا ہوا۔پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے 1895ء میں لاہور کالج کا رُخ کیا اور گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے جہاں سے 1897 میں بی.اے.میں امتیازی کامیابی حاصل کی۔یہیں سے 1899ء میں فلسفہ میں ایم.اے.کامیاب کیا،1903ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں فلسفہ کے اسسٹنٹ پروفیسر ہوے۔

علامہ اقبال کو بچپن ہی سے شاعری سے بے حد لگاؤ تھا۔ابتداء میں انہوں نے حضرت داغؔ دہلوی سے اصلاح لی۔آپ کا حافظہ بہت تیز تھا۔جتنے شعر زبان سے نکلتے وہ اسی ترتیب سے دوسرے دن بھی دہراتے تھے۔اردو کا یہ مایہ ناز شاعر طویل علالت کے بعد 21/اپریل 1938ء میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہوگیا۔ علامہ اقبال کے اردو کلام کے مجموعے چار ہیں۔''بانگ درا''، '' ضرب کلیم'' ''بال جبریل'' اور''ارمغان حجاز'' وغیرہ۔''بانگ درا'' پہلا مجموعہ کلام ہے اور ان کا شاہکار مجموعہ کلام''بال جبریل'' ہے۔1923ء میں علامہ اقبال کو برطانوی حکومت کی جانب سے'' سر'' کا خطاب ملا۔اس کے علاوہ آپ کو''شاعرِ مشرق'' اور''فلسفی شاعر'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

صنف کی تعریف: نظم کے لغوی معنی دھاگہ میں موتی پرونا ہے۔اصطلاح شعر میں کسی ایک موضوع پر اشعار کو منظّم کرنے کا نام نظم ہے۔نظم کے تمام اشعار ایک دوسرے سے دھاگے میں موتی کی طرح منظّم و مربوط ہوتے ہیں اسی لئے اُس کو نظم کہتے ہیں۔

خلاصه

علامہ اقبال نے نظم جگنو میں ایک چھوٹے سے پرندے کے ذریعہ زندگی کی حقیقت کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔کہتے ہیں کہ جگنو کی روشنی چمن میں ایسی لگ رہی ہے جیسے پھولوں کی محفل میں کسی نے چراغ جلا دیا ہے یا آسمان سے کوئی ستارہ ٹوٹ کر گرا ہے یا چاند کی کوئی کرن ہے جس میں جان پڑ گئی ہے یا اندھیرے کی حکومت میں اُجالے کا نمائندہ آیا ہے جو اپنے مسکن میں یہ گمنام تھا۔یا پھر چاند کے لباس کا کوئی بٹن ٹوٹ کر گرا ہے یا سورج کے لباس کا کوئی ذرہ ہے جو نمایاں ہوگیا ہے یہ خوبصورتی کی ایک چھپی ہوئی جھلک تھی جسے قدرت تنہائی سے محفل میں لے کر آئی ہے۔یہ ایک چھوٹا سا چاند ہے جو کبھی روشن ہو جاتا ہے اور کبھی بجھ جاتا ہے جیسے کبھی گہن لگا ہو اور کبھی گہن سے باہر آیا ہو۔پروانہ بھی ایک کیڑا ہے اور جگنو بھی ایک کیڑا ہے۔ایک روشنی کا محتاج ہے اور دوسرا خود ہی روشنی ہے۔

ہر چیز کو اللہ نے خوبصورتی دی ہے۔ پروانے میں اللہ نے گرمی رکھی اور جگنو میں روشنی رکھی بے زبان پرندوں کو خوبصورت آواز دی پھول کو زبان دی اور اسے خاموش رہنے کی ہدایت دی شفق کی خوبصورتی زوال کے وقت ہوتی ہے اس وقت آسمان کو ایک پری جیسا سجا دیا اور اس کی زندگی مختصر کر دی اور صبح کے وقت کو دلہن کی سی خوبصورتی دی اور اس کو لال جوڑا پہنا کر شبنم کے زیور سے آراستہ کیا۔درختوں کو اس نے سایہ دیا۔اور ہوا کو اڑنے کی طاقت دی۔اسی طرح پانی میں روانی رکھی۔اور اس کی موجوں کو بے قراری دے دی۔ یہ ایک دوسرے میں جو فرق ہے یہ ہمارے لیے ہے، جو ہماری رات ہے جگنو کے لئے وہی دن ہے۔

حسن ازل یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں اپنی جھلک رکھی ہے۔انسان میں بات کرنے کی خوبی ہے کلی میں چٹکنا ہے آسمان پر چاند شاعر کے دل کی طرح ہے، چاند میں جس طرح چاندنی ہے اُسی طرح شاعر کے دل میں درد کا احساس ہے۔یہ سب اظہار خیال کا فرق ہے ورنہ، بلبل کا نغمہ اس کی بو ہے جیسے پھول کی مہک بھی بو ہے، کثرت میں وحدت کا راز پوشیدہ ہے جگنو میں جو چمک ہے وہی پھول میں مہک ہے آخر میں شاعر کہتا ہے کہ جب کہ ہر شئے میں موت چھپی ہوئی ہے تو دنیا میں اختلافات کا شور کیوں مچا ہوا ہے۔

یہ کیجیے

I. سنیے - بولیے

(1) جگنو اور شمع میں کیا مناسبت پائی جاتی ہے؟ بحث کیجیے؟

(2) شاعر کہتا ہے کہ دنیا کی ہر شئے میں خدا کی جھلک ہے، سب کچھ خدا ہی کا بنایا ہوا ہے۔ شاعر نے ایسا کیوں کہا ہوگا؟ اپنے خیالات کا اظہار کیجیے؟

(3) اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

II. پڑھیے - لکھیے

الف : نظم پڑھیے اور حسب ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

(1) اس نظم میں شاعر نے جگنو کو کن ناموں سے مخاطب کیا ہے؟

(2) جگنو کو کس کا سفیر کہا گیا ہے؟ وہ سفیر بن کر کہاں آیا ہے؟

(3) شاعر اس نظم کے آخری شعر میں کیا پیغام دینا چاہتا ہے؟

(4) شاعر نے اس نظم میں آسمان پر پائی جانے والی چند چیزوں اور چند زمین پر پائی جانے والی چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ اس نظم کے کونسے اشعار میں ہیں ڈھونڈ کر لکھیے؟

(5) اس نظم میں حسنِ قدیم اور حسنِ ازل سے کیا مراد ہے؟ یہ الفاظ نظم کے کن اشعار میں استعمال ہوئے ہیں لکھیے؟

(6) چاند سے مراد کون ہے؟ وہ کونسا شعر ہے جس میں چاند کا ذکر کیا گیا ہے؟

(7) وہ شعر لکھیے جس میں متضاد الفاظ استعمال ہوئے ہیں؟

(8) عبارت پڑھیے اور اس سے متعلقہ شعر لکھیے۔

شاعر نے جگنو کو چھوٹا سا چاند کہا ہے۔ اس لیے کہ چاند میں چاندنی اور جگنو میں چمک ہوتی ہے اور بتایا ہے کہ جگنو کبھی چمکتا ہے کبھی نہیں۔ اس سے کبھی اجالا ہوتا ہے اور کبھی اندھیرا ہوجاتا ہے۔ اسی بات کو لے کر شاعر نے جگنو کو چاند کی طرح کبھی گہن میں اور کبھی گہن سے باہر بتایا ہے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

ب : نظم پڑھیے، اور دیا گیا جدول مکمل کیجیے۔

سلسلہ نشان	اشیاء/جاندار	خوبی	آپ نے کیا سبق سیکھا
1.	جگنو	چمک	راستہ بتانا
2.	شجر	سایہ	راحت پہنچانا
3.			
4.			
5.			
6.			
7.			

ج: نظم پڑھیے اور ذیل میں دیے گئے الفاظ کو جوڑ کر مرکب الفاظ بنائیے۔

شب		محل	....
مہتاب		انجمن	....
سورج	کا	روشنی	....
وحدت		کرن	....
دن	کی	سفیر	....
جگنو		کسک	....
درد	کے	راز	....
پھولوں		پیرہن	....
ہنگاموں		سلطنت	....

SCERT TELANGANA

د : نظم پڑھیے اور نیچے دیے گئے سوالات کے صحیح جواب کا انتخاب کیجیے اور قوسین میں لکھیے۔

کتنی راحت فزا ہوا ہے — گویا جنت کا در کھلا ہے
خوش خوش ہر ایک آدمی ہے — ہر شئے میں بلا کی دل کشی ہے
یہ صبح کا دل فریب منظر — یہ شام کا حسن روح پرور
یہ رات کو چاندنی کا عالم — اللہ رے! بے خودی کا عالم
کیسی دل چسپ چاندنی ہے — چادر اک نور کی تنی ہے
ہر دل میں اُمنگ کس کی ہے — سب پر ہی بہار کا اثر ہے

(1) اوپر دی گئی نظم کا عنوان کیا ہونا چاہیے۔ ( )
(a) صبح کا منظر (b) صبح کی آمد (c) بہار کا دن (d) چاندنی رات

(2) راحت فزا۔ دل کش۔ دل فریب۔ اور روح پرور۔ یہ الفاظ کیا کہلاتے ہیں ( )
(a) متضاد (b) مترادف (c) سابقے (d) لاحقے

(3) ''روح پرور'' کے معنی ہیں۔ ( )
(a) روح کو تڑپانے والا (b) دل کو بہلانے والا (c) روح نکالنے والا (d) روح کو خوش کرنے والا

(4) صبح کا منظر کیسا ہوتا ہے؟ ( )
(a) دل کش (b) دل چسپ (c) دل فریب (d) دل فگار

(5) ان میں سے کس کا حسن ''روح پرور'' ہے؟ ( )
(a) رات کا (b) دن کا (c) صبح کا (d) شام کا

(6) چاندنی کیسی ہے؟ ( )
(a) دل فگار (b) دل فریب (c) دلچسپ (d) دلکش

(7) ہر ایک شئے پر کس کا اثر ہوا ہے؟ ( )
(a) پھولوں کا (b) بہار کا (c) چاندنی کا (d) صبح کا

(8) پانچویں شعر میں کس صنعت کا استعمال ہوا ہے؟ ( )
(a) صنعت تضاد (b) صنعت مبالغہ (c) استعارہ (d) تشبیہ

III. خود لکھیے

مختصر جوابی سوالات

(1) اس شعر کی وضاحت کیجیے۔

چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی
نکلا کبھی گہن سے آیا کبھی گہن میں

(2) تتلیاں آپ کو کیسی لگتی ہیں؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(3) جگنو اور پتنگے میں کیا فرق ہے؟ واضح کیجیے۔

(4) آپ نے جگنو کو چمکتے دیکھا ہوگا۔ اس منظر کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(5) جگنو کی وہ کونسی صفت ہے جس سے وہ دیگر پروانوں میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے؟

(6) ''حسن ازل کی پیدا ہر چیز میں جھلک ہے'' اس مصرعہ کے ذریعہ شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

طویل جوابی سوالات

(1) اللہ تعالی نے جگنو کو چمک بخشی ہے۔ اسی طرح انسانوں میں انسانیت کا وصف بھی ہوتا ہے۔ آپ اس وصف کے پیش نظر کون کون سے سماجی بھلائی کے کام کرو گے؟

(2) اس نظم کا خلاصہ لکھیے۔

(3) اس نظم کی روشنی میں علامہ اقبال کی شاعرانہ عظمت بیان کیجیے۔

IV. لفظیات

(الف) ذیل میں دیے گئے الفاظ کے صحیح معنی منتخب کر کے دی گئی قوسین میں لکھیے۔

(1) کاشانہ = گھر ، گھونسلہ ، گودام (   )

(2) انجمن = محل ، محفل ، منزل (   )

(3) پنہاں = چمکا ہوا ، کھلا ہوا ، چھپا ہوا (   )

(4) پیرہن = لباس ، گلاس ، کلاس (   )

(5) تکمہ = تکیہ ، گھنڈی ، کنڈی (   )

(ب) مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کی ضد لکھیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

(1) چار مینار ایک <u>قدیم</u> عمارت ہے۔ ....

(2) فاطمہ کا چہرہ <u>ماہتاب</u> جیسا ہے ....

SCERT TELANGANA

(3) سورج کے ڈوبنے سے ظلمت چھا گئی ....

(4) کل شب بھر بارش ہوتی رہی ....

(5) احمد شیر دل لڑکا ہے ....

(ج) ذیل کے مصرعے پڑھیے۔ خط کشیدہ الفاظ کے واحد ؍ جمع بنائیے۔

(1) رنگیں نوا بنایا مرغانِ بے زباں کو

(2) سایہ دیا شجر کو، پرواز دی ہوا کو

(3) یہ چاند آسماں کا شاعر کا دل ہے گویا

(4) ہر شے میں جب کہ پنہاں خاموشیِ ازل ہو

(و) ذیل میں چند ہم معنی الفاظ دیے گئے ہیں۔ انہیں تلاش کیجیے اور مثال کے مطابق لکھیے۔

ظلمت - خورشید - فلک - شگوفہ - چاند - انجمن - گھر

تاریکی - پیرہن - غنچہ - مخفی - لباس - اندھیرا - سورج

پوشیدہ - پنہاں - آسمان - کاشانہ - قمر - قمیص - مجلس

مہتاب - محفل - محل - گگن - کلی - آفتاب

مثال : پنہاں = پوشیدہ = مخفی

.... = ... = ...

.... = ... = ...

.... = ... = ...

.... = ... = ...

.... = ... = ...

.... = ... = ...

.... = ... = ...

ھ : بے ترتیب الفاظ کو ترتیب میں لاتے ہوئے شعر مکمل کیجیے۔

اک پتنگا - جگنو بھی - پروانہ - اک پتنگا ....

سراپا - طالب - وہ روشنی کا - یہ روشنی ....

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19
SCERT TELANGANA

و : نظم پڑھ کر ہم آہنگ، متضاد اور مترادف الفاظ جدول میں لکھیے۔

ہم آہنگ الفاظ	متضاد الفاظ	مترادف الفاظ
چمن - انجمن	سورج - چاند	آفتاب - سورج

V. تخلیقی اظہار

ہر چیز کو جہاں میں قدرت نے دلبری دی
پروانے کو تپش دی، جگنو کو روشنی دی

شاعر نے اس شعر میں پروانے اور جگنو کے استعمال سے ایک معنی خیز شعر لکھا ہے۔اسی طرح آپ بھی تتلی ، کوئل ، شیر ، تارہ ، طوطا وغیرہ کی خصوصیات کے پیشِ نظر چند اشعار لکھیے۔

مثلاً : کوئل کی کوک نیاری دل کو لگے ہے پیاری
تتلی کے رنگ دیکھو اڑنے کے ڈھنگ دیکھو

....

....

....

....

....

VI. توصیف

(1) کائنات کی ہر چیز فائدہ مند ہے اور تمام جانداروں کو جینے کا حق بھی حاصل ہے اور یہ ایک دوسرے پر انحصار بھی کرتے ہیں۔آپ ان تمام مخلوقات کے تحفظ کے لیے کیا کرو گے؟

SCERT TELANGANA

VII. زبان شناسی

اعادہ: اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ ایک شعر میں لفظ اور اس کی ضد کا پایا جانا صنعت تضاد کہلاتا ہے۔

مشق I: ان اشعار میں صنعت تضاد کی نشاندہی کیجیے۔

یا شب کی سلطنت میں دن کا سفیر آیا
غربت میں آ کے چمکا گمنام تھا وطن میں

چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی
نکلا کبھی گہن سے آیا کبھی گہن میں

لفظ	ضد

☆ پچھلے اسباق میں آپ نے مرکب اضافی، مرکب غیر اضافی کی تعریف و مثالوں سے واقفیت حاصل کی ہے۔
جدول کے مطابق نظم جگنو سے الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

مرکب غیر اضافی / امتزاجی	مرکب اضافی (بغیر علامت / اضافت والے)	مرکب اضافی (علامت اضافت والے)

SCERT TELANGANA

منصوبہ کام

(1) چند پتنگوں ، پرندوں اور چرندوں کی تصاویر جمع کیجیے اور ان سے متعلق چند جملے لکھیے۔

کیا میں یہ کرسکتا/کرسکتی ہوں؟

1. نظم پڑھ کر مطلب بیان کرسکتا / کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
2. دنیا کی ہر شئے اہمیت کی حامل ہے اس کو بہتر طور پر سمجھ سکتا / سمجھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
3. مصیبت میں دوسروں کے کام آسکتا / آسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
4. کوئل، شیر، طوطا وغیرہ پر شعر کہہ سکتا / کہہ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

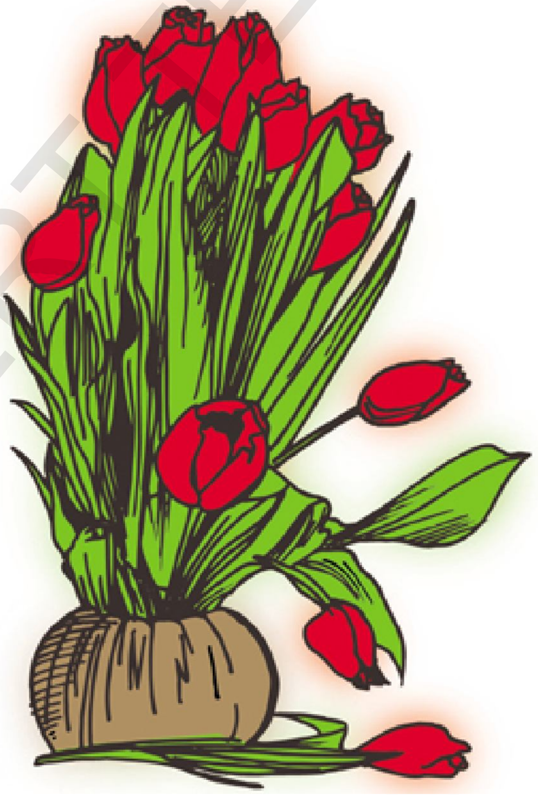

SCERT TELANGANA

8. پنچایت

منشی پریم چند

پڑھیے - سوچیے - بولیے

بچو ! آپ نے مغلیہ شہنشاہ جہانگیر کا نام سنا ہوگا ۔ وہ اپنے عدل و انصاف کے لیے کافی شہرت رکھتا ہے ۔ اسے اپنی ملکہ نور جہاں سے بہت محبت تھی ۔ یہاں تک کہ وہ حکومت کے معاملات میں بھی اس سے مشورے کیا کرتا تھا۔ لیکن جب ایک مرتبہ نور جہاں نے غصّے میں آکر ایک غریب آدمی کا قتل کر دیا۔ تو جہانگیر نے باوجود اپنی محبت اور چاہت کے نور جہاں کو قید کر دیا اور انصاف کے تقاضے پورے کیے۔

سوالات

1. جہانگیر کس خاندان کا شہنشاہ تھا؟
2. وہ کس بات کے لیے مشہور تھا؟
3. جہانگیر نے نور جہاں کو کیوں قید کر دیا؟

مدعا

منصف کی خصوصیات اور انصاف کرنے کے طریقے، غیر جانبدار انصاف کے جذبے کو طلباء میں فروغ دینا ہی اس سبق کا مقصد ہے۔

ماخذ: یہ افسانہ منشی پریم چند کے افسانوں میں سے ایک ہے جو دیہاتی معاشرہ پر مبنی ہے۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- موقع محل کی مناسبت سے معنی اخذ کرتے ہوئے تصاویر کی مدد سے سبق کو سمجھیے ۔
- ناقابل فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیال کے ذریعہ سمجھیے اور اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

SCERT TELANGANA

جمن کی بیوہ خالہ کے پاس کچھ تھوڑی سے مِلک تھی مگر کوئی قریبی وارث نہ تھا۔ جمن نے وعدے وعید کے سبز باغ دکھا کر خالہ اماں کی وہ مِلک اپنے نام کرالی۔ جب تک ہبہ نامہ کی رجسٹری نہ ہوئی تھی خالہ اماں کی خوب خاطر داریاں ہوتی تھی۔ لیکن رجسٹری پر مہر ہوتے ہی خاطر داریوں پر بھی مہر لگ گئی۔ آخر خالہ جان نے جمن شیخ سے کہا کہ تم مجھے روپیہ دے دیا کرو۔ میں اپنا الگ پکا لوں گی۔ جمن نے بے اعتنائی سے جواب دیا۔ خالہ جان نے پنچایت کی دھمکی دی۔ جمن ہنسا اور کہا ضرور پنچایت کرو۔

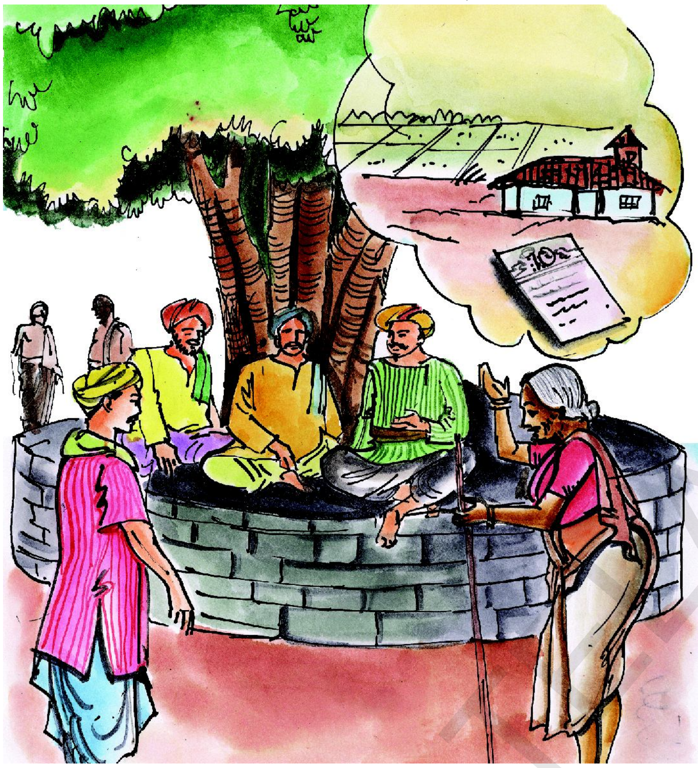

شام کو پیڑ کے نیچے پنچایت بیٹھی۔ ٹاٹ بچھا ہوا تھا۔ حقہ، پانی کا انتظام تھا۔ بڑھیا نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا پنچو! آج پورے تین سال ہوئے میں نے اپنی سب جائیداد اپنے بھانجے جمن کے نام لکھ دی تھی۔ جُمن نے تا حیات روٹی دینے کا وعدہ کیا تھا۔ سال چھ مہینے تو میں نے ان کے ساتھ کسی طرح رو دھو کے کاٹے مگر اب مجھ سے رات دن کا رونا نہیں سہا جاتا کہ مجھے پیٹ کی روٹیاں تک نہیں ملتیں بے کس بیوہ ہوں، تھانہ کچہری کر نہیں سکتی۔ تم جو راہ نکال دو اسی راہ چلوں۔

بڑھیا کی بات سن کر رام دھن مصر نے جمن سے پوچھا جُمن میاں! پنچ کسے بدتے ہو؟ ابھی سے طے کرلو۔ جمن نے یہ سن کر دلیرانہ انداز میں جواب دیا کہ خالہ جان جسے چاہیں پنچ بنائیں۔ مجھے کوئی عذر نہیں۔ اس پر بڑھیا چلّا اٹھی اور جمن سے کہا ارے اللہ کے بندے! تو پنچوں کے نام کیوں نہیں بتا دیتا؟ جمن اپنی بات پر مصر رہا اور غصہ سے بولا، اب اس وقت زبان نہ کھلواؤ۔ جسے چاہے پنچ بنا دو۔ جمن کی خالہ بڑھیا نے سمجھانے کے انداز میں کہا بیٹا خدا سے ڈرو، میرے لیے کوئی اپنا ایمان نہ بیچے گا۔ اتنے بھلے آدمیوں میں کیا سب تیرے دشمن ہی دشمن ہین اور سب کو جانے دے، الگو چودھری کو تو مانے گا۔ جمن کو یہ نام سن کر بے انتہا خوشی ہوئی۔ اس نے اپنی خوشی کو چھپاتے ہوئے کہا الگو چودھری ہی سہی، میرے لیے جیسے رام دھن مصر ویسے الگو۔ میرا کوئی دشمن نہیں۔ جمن کی رضا مندی دیکھ کر الگو چودھری نے بڑھیا سے کہا کہ بوڑھی اماں! تم جانتی ہو کہ میری اور جمن کی گاڑھی دوستی ہے۔ بڑھیا حق پسند تھی۔ اس نے کہا بیٹا! دوستی کے لیے کوئی اپنا ایمان نہیں کھوتا۔ پنچ کا حکم اللہ کا حکم ہے۔ پنچ کے منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ حکمِ خدا ہوتی ہے۔

الگو چودھری سر پنچ بنے

الگو چودھری: (جُمن سے) جُمن! ہم تم پرانے دوست ہیں، جب ضرورت پڑی ہے تم نے میری مدد کی ہے اور مجھ سے جو بن پڑا ہے

SCERT TELANGANA

تمہاری خدمت کرتا آیا ہوں مگر اس وقت نہ تم ہمارے دوست ہو، نہ ہم تمہارے۔ یہ انصاف اور ایمان کا معاملہ ہے۔
خالہ جان نے پنچوں سے اپنا حال کہہ سنایا۔تم کو بھی جو کچھ کہنا ہو کہہ دو۔

جُمن: پنچو ! میں خالہ جان کو اپنی ماں کی جگہ سمجھتا ہوں اور خدمت میں کوئی کسر نہیں رکھتا۔ ہاں عورتوں میں ذرا ان بن رہتی ہے۔اس سے میں مجبور ہوں۔عورتوں کی تو یہ عادت ہی ہے۔مگر ماہوار روپیہ دینا میرے امکان سے باہر ہے۔کھیتوں کی جو حالت ہے، وہ کسی سے چھپی نہیں۔آگے پنچوں کا حکم سر آنکھوں پر۔

الگو چودھری کو آئے دن عدالت سے سابقہ رہتا تھا، قانونی آدمی تھے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ کھیتوں سے شیخ جمن کو کتنی آمدنی ہوتی ہے؟ جُمن پر جرح کرنے لگے۔جرح ختم ہونے کے بعد الگو نے فیصلہ سنایا۔

الگو چودھری: شیخ جُمن ! پنچوں نے تمہارے معاملے پر اچھی طرح غور کیا، زیادتی سراسر تمہاری ہے۔کھیتوں سے معقول نفع ہوتا ہے تمہیں خالہ جان کے لیے ماہوار گذارے کا بندوبست کرنا ہوگا۔اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو ہبہ نامہ منسوخ ہو جائے گا۔
(جمن نے فیصلہ سنا اور سناٹے میں آ گئے)

جُمن: (احباب سے) بھئی !اس زمانے میں دوستی یہی ہے کہ جو اپنے او پر بھروسہ کرے اس کی گردن پر چھری پھیری جائے۔اسی کو نیرنگی روزگار کہتے ہیں۔

رام دھن مصر اور دوسرے: (فیصلے سے خوش ہو کر) اسی کا نام پنچایت ہے۔دودھ کا دودھ پانی کا پانی! دوستی دوستی کی جگہ ہے۔مقدم ایمان کا سلامت رکھنا ہے۔ایسے ستیہ وادیوں سے دنیا قائم ہے ورنہ کبھی کی جہنم میں مل جاتی۔

---- ---- ----

(الگو چودھری کے فیصلے نے الگو اور جُمن کی دوستی کی بنیادیں ہلا دیں)

جُمن کے دل سے دوست کی غداری کا خیال دور نہ ہوتا تھا اور انتقام کی خواہش چین نہ لینے دیتی تھی۔۔۔خوش قسمتی سے موقع بھی جلد ہی مل گیا۔پچھلے سال الگو میلے سے بیل مول لائے تھے۔پچھائیں نسل کے خوب صورت بیل تھے۔۔۔۔ پنچایت کے ایک مہینہ بعد بیل مر گیا، جوڑ خراب ہو گیا۔ الگو کو شبہ ہوا کہ جمن نے اسے زہر دلوا دیا۔۔۔ گاؤں میں ایک سمجھو سیٹھ تھے۔وہ یکہ گاڑی ہانکتے تھے۔گاؤں میں گڑ، گھی بھرتے اور منڈی لے جاتے۔منڈی سے تیل نمک لاد کر لاتے۔گاؤں میں بیچتے۔الگو کے بیل پر ان کی طبیعت لہرائی۔مول بھاؤ کیا اور اپنے دروازے پر لا کر باندھ دیا۔دام کے لیے ایک مہینے کا وعدہ ہوا۔سمجھو نے نیا بیل پایا تو پاؤں پھیلائے دن میں تین تین چار چار کھیوے کرتے۔نہ چارے کی فکر تھی نہ پانی کی۔بس کھیووں سے کام تھا۔۔۔ مہینے بھر میں بے چارے بیل کا کچومر نکل گیا۔ایک ایک قدم چلنا دوبھر تھا۔ایک دن چوتھے کھیوے میں سیٹھ جی نے دونا بوجھ لادا۔دن بھر کا تھکا ہوا جانور! پیر مشکل سے اٹھتے تھے۔اس پر سیٹھ جی کوڑے رسید کرنے لگے۔بیل زمین پر گر پڑا اور ایسا گرا کہ پھر نہ اٹھا۔رات سیٹھ جی نے راستے ہی میں بسر کی اپنی دانست میں تو وہ جاگتے ہی رہے مگر جب پو پھٹی تو معلوم ہوا کہ ساری نقدی اور کئی کنٹل تیل غائب تھے۔سر پیٹ لیا۔آخر بہ ہزار

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

خرابی گھر پہنچے۔۔۔اس واقعے کو کئی ماہ گذر گئے۔۔الگو اپنے بیل کی قیمت مانگنے گئے تو سمجھو سیٹھ ان سے الجھ پڑے۔

سمجھو سیٹھ: (الگو سے جھلا کر) یہاں تو سارے جنم کی کمائی مٹی میں مل گئی فقیر ہو گئے۔انہیں اپنے دام کی پڑی ہے۔

سٹھانی: (غصہ سے) مردہ منحوس بیل دیا تھا۔اس پر دام مانگتے ہیں۔

سمجھو سیٹھ: آنکھ میں دھول جھونک دی، مرا ہوا بیل گلے باندھ دیا۔۔۔نرا پونگا ہی سمجھ لیا ہے۔کسی گڈھے میں منہ دھو آؤ تب دام لینا!

دونوں میں جھگڑا ہونے لگا۔آخر لوگوں نے صلاح دی کہ اس طرح آپس میں سر پھٹول سے کام نہ چلے گا۔پنچایت بٹھاؤ۔اس میں جو کچھ طئے ہو جائے اسے مان لو۔۔۔دونوں نے ہامی بھری۔تیسرے دن اسی سایہ دار درخت کے نیچے پھر پنچایت بیٹھی۔

رام دھن مصر: الگو بتاؤ پنچ کسے بدتے ہو؟

الگو: (منکسرانہ انداز سے) سمجھو سیٹھ ہی چن لیں۔

سمجھو سیٹھ: (اکڑ کر) میری طرف سے شیخ جمن کا نام لکھ لو۔

رام دھن مصر: چودھری! تم کو تو کوئی عذر نہیں!

الگو چودھری: (مایوس انداز میں) مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے؟

گودر شاہ: سمجھو بھائی سر پنچ کسے بناتے ہو؟

سمجھو: (اکڑ کر) شیخ جمن کو۔۔۔

رام دھن مصر: (الگو سے) اگر تمہیں کوئی اعتراض ہو تو کہو۔

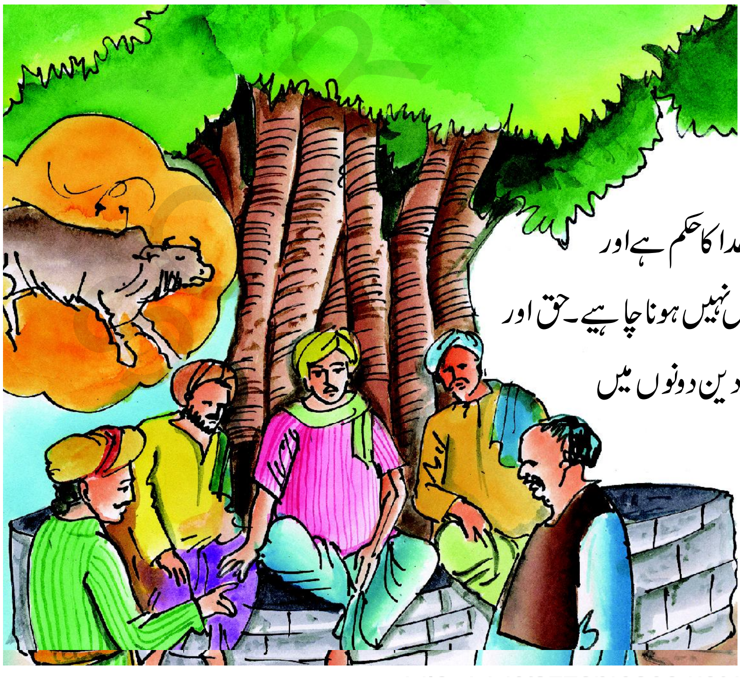

الگو: (قسمت پر شاکر ہو کر) نہیں! مجھے کچھ عذر نہیں۔

شیخ جُمن: (اپنے دل میں) میں اس وقت انصاف کی اونچی مندر پر بیٹھا ہوں۔میرا حکم خدا کا حکم ہے اور خدا کے حکم میں میری نیت کو مطلق دخل نہیں ہونا چاہیے۔حق اور راستی سے جو بھر پیچھے ہٹنا مجھے دنیا اور دین دونوں میں روسیاہ کرے گا۔

(پنچایت شروع ہوئی۔فریقین نے اپنے حالات بیان کیے۔جرح ہوئی، شہادتیں گزریں)

شیخ جُمن: (بیانات غور سے سننے کے بعد) سمجھوسیٹھ اورالگو چودھری! پنچوں نے تمہارے معاملے پر غور کیا۔ سمجھوسیٹھ کو بیل کی پوری قیمت دیناواجب ہے۔ جس وقت وہ ان کے گھر آیا، اسے کوئی بیماری نہ تھی۔ اگر قیمت اسی وقت دی گئی ہوتی تو سمجھو اس وقت اسے واپس لینے کا ہرگز تقاضہ نہ کر سکتے۔

رام دھن مصر: قیمت کے علاوہ کچھ تاوان بھی ان سے لینا چاہیے۔ سمجھو نے بیل کو دوڑادوڑا کر مار ڈالا۔

شیخ جُمن: اس کا اصل معاملے سے کوئی تعلق نہیں۔

گودر شاہ: سمجھو کے ساتھ کچھ رعایت ہونی چاہیے۔ انہوں نے بہت نقصان اٹھایا اور اپنے کیے کی سزا بھگت چکے۔

شیخ جمن: اس کا بھی اصل معاملہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ الگو چودھری کی بھلی منسی پر منحصر ہے۔ وہ چاہے کچھ رعایت کریں یا چاہے نہ کریں۔

(یہ فیصلہ سنتے ہی الگو چودھری پھولے نہ سمائے)

شیخ جُمن: (الگو سے گلے لگ کر) بھیا! اپنی پنچایت کے بعد میں تمہارا جانی دشمن تھا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ انصاف کی مسند پر بیٹھ کر نہ کوئی کسی کا دوست ہے نہ دشمن۔ آج مجھے یقین آگیا کہ پنچ کا حکم خدا کا حکم ہے۔ اس کی خلاف ورزی کرنا مشکل ہے۔

افسانہ نگار کا تعارف

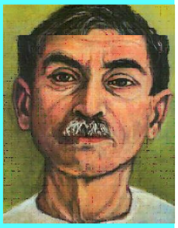

منشی پریم چند 1880ء میں بنارس میں پیدا ہوئے۔ والد نے نام دھن پت رائے رکھا۔ پہلے نواب رائے اور بعد میں پریم چند اپنا قلمی نام قرار دیا۔ بی۔ اے۔ تک تعلیم حاصل کی۔ کچھ دنوں تک معلم کی حیثیت سے تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد تصنیف وتالیف کا آغاز کیا۔ بے شمار افسانے اور ناولوں کی تخلیق کی۔ منشی پریم چند اردو اور ہندی کے مشہور ومعروف ادیب ہیں۔ ان کی تحریروں میں گاؤں کا ماحول اور سماجی و معاشی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اصلاح معاشرہ کا پیغام ملتا ہے۔ ان کی زبان سلیس، عام فہم اور پراثر ہوتی ہے۔ انداز بیاں دل نشیں ہوتا ہے پڑھنے والا یہ محسوس کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ایک سچی بات سچے انسان کے قلم سے کاغذ پر اتر گئی۔ انکی مشہور ناولیں پردہ مجاز، چوگانی ہستی، میدان عمل، نرملا، جلوۂ ایثار، گئودان اور غبن ہیں۔

صنف کی تعریف: اُردو ادب کے اصناف میں افسانہ کا مرتبہ بہت بلند ہے افسانہ اس کہانی کو کہتے ہیں جس میں زندگی کے کسی ایک واقعہ کا بیان ہوتا ہے یہ ایک نثری تخلیق ہے، افسانوں کے کردار ہماری زندگی اور تجربوں سے مطابقت رکھتے ہیں۔ افسانہ اختصار کے ساتھ زندگی کے کسی اہم گوشہ کو ہمارے سامنے پیش کرتا ہے، افسانہ نگار کا مشاہدہ اور انسانی نفسیات کا مطالعہ گہرا ہوتا ہے۔

SCERT TELANGANA

یہ کیجیے

I. سنیے - بولیے

(1) یہ افسانہ کس کے متعلق ہے۔ پنچایت کے علاوہ اس کے اور کیا عنوانات ہو سکتے ہیں؟

(2) پنچوں کے فیصلوں سے آپ کس حد تک متفق ہیں اور کیوں؟

(3) ایک اچھے پنچ کی کیا خصوصیات ہونی چاہیے؟

(4) قانون اور انصاف یہ دونوں اپنی اپنی جگہ اہم ہیں کیوں؟ بحث کیجیے۔

II. پڑھیے - لکھیے

الف (i) : سبق پڑھ کر حسب ذیل کرداروں سے تعلق رکھنے والے دو یا تین مکالمے لکھیے۔

سلسلہ نمبر	جُمن شیخ	الگو چودھری	بڑھیا	رام دھن مصر	سمجھو سیٹھ

(ii) : اس سبق میں کئی ایک محاورے استعمال ہوئے ہیں جیسے ''سبز باغ دکھانا'' سبق میں اور محاوروں کو تلاش کر کے لکھیے اور انہیں پڑھیے۔

(iii): ذیل کے جملے پڑھیے اور بتلایئے کہ یہ جملے کس نے کس سے کہے، ان کے نام جدول میں لکھئے۔

جملے	کس نے کہا	کس سے کہا
نہ تم ہمارے دوست ہو نہ ہم تمہارے، یہ انصاف اور ایمان کا معاملہ ہے۔		
اس زمانہ میں دوستی یہی ہے کہ جو اپنے پر بھروسہ کرے، اسی کی گردن پر چھری پھیری جائے۔		
دوستی دوستی کی جگہ ہے، مقدم ایمان کا سلامت رکھنا ہے۔ ایسے ہی ستیہ وادیوں سے دنیا قائم ہے ورنہ کبھی کی جہنم میں مل جاتی۔		
انصاف کی مسند پر بیٹھ کر نہ کوئی کسی کا دوست ہے نہ دشمن، آج مجھے یقین آ گیا کہ پنچ کا حکم خدا کا حکم ہے		
دوستی کے لیے کوئی اپنا ایمان نہیں کھوتا۔ پنچ کا حکم اللہ کا حکم ہے۔ پنچ کے منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ حکمِ خدا ہوتی ہے۔		

SCERT TELANGANA

ب : درج ذیل کہانی کی روشنی میں دیے گئے جملوں سے تعلق رکھنے والے صحیح بیانات کی نشاندہی کیجیے۔

ایک بادشاہ تھا۔اسے شعروشاعری سے بڑی دلچسپی تھی۔اس نے ایک دن سبھی شاعروں کو دربار میں بلایا اور کہا کہ میری تعریف میں جس نے جو کچھ لکھا ہے، سنائے۔ایک شاعر اٹھا اور آگے بڑھ کر اس نے اپنی نظم سنائی۔درباریوں نے اس کی بڑی تعریف کی۔بادشاہ نے اسے ایک ہیرا انعام میں دیا۔اس کے بعد دوسرے شاعر نے اپنی نظم سنائی۔درباریوں نے اس کی بھی تعریف کی۔بادشاہ نے اسے بھی ایک ہیرا انعام میں دیا۔اسی طرح سارے شاعروں نے اپنی اپنی نظمیں سنائیں اور ہیرے انعام میں لے کر خوشی خوشی بیٹھ گئے۔لیکن فیروز نامی ایک شاعر اپنی جگہ بیٹھا رہا۔اس نے کچھ نہیں سنایا۔بادشاہ نے پوچھا، تم نے کیا لکھا ہے؟ سناؤ۔فیروز نے کہا اگر بادشاہ سلامت میری جان بخش دیں تو سناؤں گا۔بادشاہ نے فوراً کہا جاؤ تمہاری جان بخش دی گئی، سناؤ۔تب اس نے کہا، اے بادشاہ سلامت آپ عالم اور عقل مند ہیں۔شاعروں کی عزت کرتے ہیں لیکن گھوڑے اور گدھے کو ایک ہی اصطبل میں باندھتے ہیں۔

اس طرح اس نے بادشاہ کی بہت سی کمزوریاں گِنا دی۔تمام درباریوں نے سوچا کہ اب اس شاعر کی خیر نہیں۔ضرور مارا جائے گا۔مگر تمام لوگ اس وقت حیران ہوے جب نظم سننے کے بعد بادشاہ نے فیروز کو بھی ایک انعام دیا۔دوسرے دن جب تمام شعراء اپنے ہیروں کو جوہری کے پاس لے گئے تو پتہ چلا کہ سب کے سب ہیرے نقلی اور صرف فیروز کا ہیرا اصلی ہے۔اگلے دن بادشاہ کی اجازت سے کسی نے دربار میں سوال کیا تو بادشاہ نے مسکرا کر جواب دیا اس میں تعجب کی کیا بات ہے جس نے جھوٹی تعریف کی اسے جھوٹا ہیرا اور جس نے سچی بات کہی اسے سچا ہیرا ملا۔

(1) بادشاہ کو شعروشاعری سے بڑی دلچسپی تھی۔ ( )

(a) بادشاہ عالم تھا (b) بادشاہ ان پڑھ تھا (c) بادشاہ ناسمجھ تھا (d) بادشاہ رحم دل تھا

(2) فیروز نے کہا کہ اگر بادشاہ سلامت میری جان بخش دیں تو سناؤں ( )

(a) فیروز ڈرپوک تھا (b) فیروز دلیر تھا

(c) فیروز کچھ سنانا ہی نہیں چاہتا تھا (d) فیروز نے جھوٹی تعریف کی

(3) فیروز نے کہا ( )

(a) بادشاہ کو شعراء کے پرکھنے میں تمیز نہیں (b) دربار میں شعراء کی قدر نہیں

(c) گھوڑے اور گدھے کو ایک ہی اصطبل میں باندھ دیتے ہو (d) میں کچھ کہنا نہیں چاہتا

(4) بادشاہ نے کہا ( )

(a) جس نے میری تعریف خوب کی اس کو دو ہیرے ملے

(b) جس نے جھوٹی تعریف کی اس کو اصلی ہیرا ملا

(c) جس نے سچی تعریف کی اسے نقلی ہیرا ملا

(d) جس نے سچی تعریف کی اسے اصلی ہیرا ملا

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2018-19

ج : حسب ذیل سوالات کے جوابات لکھیے۔

(1) جُمن کی خالہ نے پنچایت کیوں بٹھائی؟

(2) الگو چودھری پنچایت میں کیوں نہیں آنا چاہتے تھے؟ خالہ نے الگو چودھری کو کس طرح راضی کیا؟

(3) سرپنچ بننے کے بعد الگو چودھری نے جُمن سے کیا کہا؟

(4) جُمن نے پنچوں کے سامنے کیا بیان دیا؟

(5) الگو چودھری نے کیا فیصلہ سنایا؟

(6) الگو چودھری نے اپنا بیل کس کو فروخت کیا؟

(7) سرپنچ بننے کے بعد جُمن نے کیا فیصلہ کیا؟

(8) پنچایت ختم ہونے کے بعد جُمن نے الگو سے کیا کہا؟

(9) پریم چند نے اس افسانے میں کس ماحول کو پیش کیا اور ان کا مقصد کیا ہے؟

III. خود لکھیے

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب 4 یا 5 جملوں میں لکھیے۔

(1) اگر آپ ان کی جگہ ہوتے تو کیا کرتے (i) الگو چودھری (ii) جُمن

(2) پنچ کا حکم خدا کا حکم ہوتا ہے۔ کیسے؟

(3) اس افسانے کے کرداروں میں آپ کا پسندیدہ کردار کونسا ہے اور کیوں؟

(4) انصاف کی مسند پر بیٹھ کر نہ کوئی کسی کا دوست ہے نہ کسی کا دشمن۔ بحث کیجیے۔

(ب) حسب ذیل سوالات کے جواب تفصیل سے لکھیے۔

(1) اس افسانے کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(2) موجودہ زمانے میں ہم اپنے مسائل کو کس طرح حل کر رہے ہیں۔

(3) الگو چودھری کے فیصلے نے الگو اور جمن کی دوستی کی بنیاد ہلا دی، کیسے؟ وضاحت کیجیے۔

IV. لفظیات

(الف) ذیل کے جملوں کو پڑھیے اور خط کشیدہ الفاظ کے معنی قوسین میں لکھیے۔

(1) یہ بنگلہ راشد کی ملک ہے۔ (   )

(2) خالد اپنی کامیابی کی خبر سن کر فرطِ مسرت سے جھوم اُٹھا۔ (   )

(3) وکیل عدالت میں ملزم سے جرح کرتا ہے۔ (   )

(4) وقت مقررہ پر ٹیکس ادا نہ کیا گیا تو تاوان ادا کرنا پڑتا ہے۔ (   )

(5) رویت ہلال کی تصدیق کے لیے دو آدمیوں کی شہادت ضروری ہے۔ (   )

SCERT TELANGANA

(ب) حسب ذیل محاوروں کو جملوں میں استعمال کرتے ہوئے مطلب لکھیے۔

(1) ٹال مٹول کرنا (2) سبز باغ دکھانا (3) غم کھانا

(4) پانی میں آگ لگانا (5) اوسان خطا ہونا (6) آنکھ کا پانی مرنا

(ج) آپ نے پڑھا کہ خالہ کے پاس کچھ تھوڑی مِلک تھی۔ لفظ 'ملک' اعراب کی تبدیلی سے کئی معنی رکھتا ہے۔

واحد	جمع	معنی
مُلک	ممالک	دیش
مِلک	املاک	جاگیر۔ جائیداد
مَلک	ملائکہ	فرشتہ
مَلِک	ملوک	بادشاہ

مندرجہ بالا جدول میں دیے گئے واحد اور جمع کو ایک ہی جملے میں استعمال کیجیے۔

(1) ....

(2) ....

(3) ....

(4) ....

V. تخلیقی اظہار

(1) اس افسانے کے کرداروں کی اداکاری کیجیے۔

(2) آپ کے مدرسہ کے سالانہ جلسے کے موقع پر اس افسانہ کو ڈرامہ کی شکل میں پیش کیجیے۔

VI. توصیف

(1) آپ کے دادا جان نے گاؤں کی پنچایت میں ایک فیصلہ سنایا۔ ان کی ستائش کرتے ہوئے اسکول میگزین میں اشاعت کے لئے ایک مضمون لکھیے۔

VII. زبان شناسی

ان الفاظ کو پڑھیے۔

☆ شریف انسان ☆ نیک آدمی ☆ شریر لڑکا ☆ کالے کپڑے

اوپر کے مثالوں میں انسان کو شریف، آدمی کو نیک، لڑکے کو شریر اور کپڑے کو کالے کے ساتھ وصف بیان کرنے کے لیے جوڑا گیا ہے۔ یعنی شریف، نیک ، شریر اور کالے یہ تمام الفاظ صفات ہیں۔ انسان، آدمی، لڑکا اور کپڑے یہ تمام الفاظ موصوف ہیں۔

مرکبِ توصیفی : جو مرکب صفت اور موصوف سے مل کر بنے اس کو مرکب توصیفی کہتے ہیں

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

SCERT TELANGANA

مشق 1 : ان الفاظ میں موصوف اور صفت کی نشاندہی کیجیے۔

		موصوف	صفت
.1	خوشبودار پھول	( )	( )
.2	قدیم عمارت	( )	( )
.3	اونچی دیوار	( )	( )
.4	بوڑھا آدمی	( )	( )
.5	اچھی کتاب	( )	( )

مشق 2 : خالی جگہوں کو مناسب صفات سے پُر کیجیے۔

(1) حیدرآباد شہر میں .... عمارتیں پائی جاتی ہیں۔

(2) .... طلبہ ہمیشہ کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

(3) باغ میں ....پھول کھلے ہیں۔

(4) اچھا انسان........... کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے۔

(5) .... طلباء وقت پر اسکول آتے ہیں۔

منصوبہ کام

(1) دیانتداری، سچائی پر آپ نے کوئی واقعہ سنا یا دیکھا ہو تو لکھیے ۔جس سے آپ متاثر ہوے ہوں۔ یا

(2) آپ نے پنچایت دیکھی ہو تو اسکی تفصیل لکھیے ۔

کیا میں یہ کرسکتا/کرسکتی ہوں؟

.1 عدل وانصاف کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھ سکتا/سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
.2 سبق میں موجود مکالموں کو پیراگراف میں لکھ سکتا / سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
.3 سبق پنچایت کے کرداروں کو ادا کرسکتا / سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
.4 مزید افسانوں کو اکٹھا کرسکتا / کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

SCERT TELANGANA

9. غزل

سکندر علی وجدؔ

پڑھیے - سوچیے - بولیے

بچو ! آپ نے یہ مشہور مقولہ سنا ہوگا کہ ''گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں'' واقعی جو وقت گذر جاتا ہے وہ کبھی واپس نہیں آسکتا۔ اس لئے جو گذر چکا اس پر افسوس کرتے ہوئے بیٹھنے کے بجائے ہمیں آج کیا کرنا ہے۔اس کے متعلق عملی اقدام کرتے ہوئے آج کا کام آج ہی کریں۔آج کے کام کو کل پر نہ ڈالیں۔ہم اگر آج کے کام کو آج ہی کریں تو کوئی مسئلہ نہیں۔اس کے بجائے کل کروگے تو کئی مسائل اور مشکلیں پیدا ہوں گی اور کام کا بوجھ بڑھ جائے گا۔

شاعر نے کیا خوب کہا ----

آج کام اسی وقت مکمل کرلو : آج کے کام کو کل پر نہ اُٹھا کر رکھنا

سوالات :

(1) ''گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں'' کی وضاحت کیجیے؟

(2) ''آج کا کام کل پر مت ٹال'' سے کیا مراد ہے؟

(3) وقت کی قدر کیوں ضروری ہے؟

مدعا

غزل کے ذریعہ طلباء میں جمالیاتی ذوق کو اُجاگر کرنا، الفاظ کے خوبصورت استعمال کے علاوہ غزل میں استعمال شدہ تشبیہات، استعارے اور کنایئے وغیرہ کی صراحت کرنا ہی غزل کا مقصد ہے۔

ماخذ

یہ غزل سکندر علی وجدؔ کے مجموعۂ کلام سے ماخوذ ہے۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- موقع و محل کی مناسبت سے معنی اخذ کرتے ہوئے غزل کو سمجھیے۔
- ناقابل فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیال کے ذریعہ سمجھئے اور اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

SCERT TELANGANA

مسکراؤ خوشی کی بات کرو
رونے والو ہنسی کی بات کرو

یہ اندھیرے کے تذکرے کب تک
دوستو ! روشنی کی بات کرو

اہلِ محفل اداس بیٹھے ہیں
اب کوئی دل لگی کی بات کرو

بات جب ہے کہ دشمنوں سے بھی
جب کرو، دوستی کی بات کرو

پھول مرجھا گئے تو کیا غم ہے؟
کھلنے والی کلی کی بات کرو

کل کی باتیں کریں گے کل والے
وجؔد ! تم آج ہی کی بات کرو

RT TELANGANA

شاعر کا تعارف

سکندر علی نام، وجؔد تخلص تھا۔ 22/ جنوری 1914ء کو بیجاپور ضلع اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنی شاعری کا آغاز 1929ء میں کیا۔ 1935ء میں جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد سے بی۔اے۔ کیا۔ 1937ء میں سیول سرویس کا امتحان کامیاب کیا سرکاری ملازمت کے مختلف مراحل طے کئے آخر کار ڈسٹرک سیشن جج کے عہدے پر سبکدوش ہوئے 1983 میں ان کا انتقال ہوا۔

سکندر علی وجؔد غزل اور نظم دونوں کے شاعر تھے۔ ان کی شاعری کی ابتدا عثمانیہ یونیورسٹی کے ماحول میں ہوئی۔ قدرتی مناظر، انسانی پیکر، سیاسی کشمکش، حسن و عشق کا بیان ان کے خاص موضوع ہیں۔ ان کی شاعری کے چار مجموعے ''لہورنگ''، ''آفتاب تازہ''، ''اوراق مصور''، ''بیاض مریم'' ہیں۔ انتقال کے بعد ان کے سارے کلام کو ایک کر کے کلیات کی صورت میں ''جمالِ اجنتا''، جلالِ ہمالیہ''، کے نام سے شائع کیا گیا۔

صنف کی تعریف: غزل اردو شاعری کی وہ صنف ہے جس کے ہر شعر کا مضمون مختلف ہوتا ہے۔ غزل کے پہلے شعر کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہوتا ہے۔ اس شعر کو مطلع کہتے ہیں۔ غزل کے باقی اشعار کے صرف دوسرے مصرعے میں قافیہ استعمال کیا جاتا ہے۔ قافیہ کے بعد جو لفظ یا لفظوں کا مجموعہ ہوتا ہے اسے ردیف کہتے ہیں۔ غزل کے آخری شعر میں شاعر کا تخلص ہوتا ہے اس شعر کو مقطع کہتے ہیں۔

تشریح

مسکراؤ خوشی کی بات کرو　　　رونے والو ہنسی کی بات کرو

شاعر اس شعر میں زندگی سے مایوس لوگوں سے کہہ رہا ہے کہ رونے دھونے سے کام نہیں بنتے اس لیے کہ رونے والوں کے ساتھ کوئی نہیں روتا بلکہ ہنسنے والوں کے ساتھ سبھی ہنستے ہیں۔ اس لیے حالات کچھ بھی ہوں ہمیشہ مسکراتے رہنا چاہیے۔

یہ اندھیرے کے تذکرے کب تک　　　دوستو ! روشنی کی بات کرو

ہمیشہ اندھیرے یعنی دُکھ درد کی باتیں کرنے سے درد میں اضافہ ہوتا ہے اس کے بجائے آنے والے کل کو اُن دکھوں سے پاک کرنے کی کوشش کریں۔

اہلِ محفل اداس بیٹھے ہیں　　　اب کوئی دل لگی کی بات کرو

شاعر کہتا ہے کہ میرے ساتھی غمزدہ اور اُداس بیٹھے ہیں ان کے دل کو بہلانے کے لیے اور انہیں خوش کرنے کے لیے دل بہلانے والی باتیں کرنی چاہیے۔

بات جب ہے کہ دشمنوں سے بھی　　　جب کرو، دوستی کی بات کرو

بلند ہمت، بلند کردار آدمی غیر محسوس طریقے سے اپنے دشمنوں سے بھی گرم جوشی سے ملتا ہے۔ اس لیے دشمنوں سے بھی ملو تو دوست کی طرح ملو بات کرو تو خوش اخلاقی سے پیش آو۔

پھول مرجھا گئے تو کیا غم ہے؟　　　کھلنے والی کلی کی بات کرو

شاعر کہتا ہے کہ جب پھول مرجھا جاتے ہیں تو پودا سوکھ نہیں جاتا۔ اس میں دوسرے کونپل پھوٹتے ہیں اور نئے پھول لگتے ہیں اسی طرح تم بھی گزرے ہوئے دنوں کو یاد کر کے غم زدہ نہ ہوں بلکہ آنے والے کل کو خوبصورت بنانے کی کوشش کرو۔

کل کی باتیں کریں گے کل والے　　　وجؔد ! تم آج ہی کی بات کرو

گزری ہوئی باتوں کو اوروں کے لیے چھوڑ دو۔ وجد تم آج ہی کو خوبصورت بنانے کی کوشش کرو۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 19-2018

یہ کیجیے

I. سنیے - بولیے

(1) شاعر کہتا ہے کہ ہمیشہ خوشی کی بات کرنی چاہیے۔ شاعر کونسے احساسات کو اُجاگر کرنا چاہتا ہے؟

(2) شاعر کے خیال میں رونے والوں سے کون مراد ہیں؟

(3) غزل کے دوسرے شعر میں 'اندھیرے' اور 'روشنی' کا استعمال ہوا ہے۔ اسکی وضاحت کیجیے۔

(4) شاعر مسکرانے اور ہنسنے پر کیوں زور دے رہا ہے؟ مسکرانے کا معاملہ ہماری زندگی سے کیوں جُڑا ہوا ہے؟

(5) شاعر نے اس غزل میں پھول کے مرجھانے سے زیادہ کلی کے کھلنے کو اہمیت دی ہے۔ کیوں؟

II. پڑھیے - لکھیے

الف : غزل پڑھیے اور حسب ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

(1) شاعر اہل محفل سے کیا کہتا ہے؟

(2) پھول کے مقابلے میں شاعر کلی کو اہمیت دے رہا ہے۔ کیوں؟

(3) اس غزل کے مقطع میں شاعر نے کیا پیغام دیا ہے لکھیے۔

(4) ''گزرے ہوئے زمانے سے زیادہ آج کی بات کریں'' اس خیال کو شاعر نے کس شعر میں پیش کیا ہے؟

(5) وجدؔ کی شاعری کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ ان کے خاص موضوعات کیا ہیں؟

ب : صحیح جواب کا انتخاب کیجیے اور قوسین میں لکھیے۔

(1) مقطع کسے کہتے ہیں۔ (   )

(الف) وہ شعر جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔

(ب) وہ شعر جس میں کسی خاص واقعہ کا بیان ہو۔

(ج) وہ شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ورد یف ہو

(2) اس غزل کے شاعر کا اصل نام کیا ہے۔ (   )

(الف) علی سکندر (ب) علی حیدر (ج) سکندر علی

(3) شاعر ماضی کو کس سے تشبیہ دے رہا ہے۔ (   )

(الف) کلی (ب) پھول (ج) پتہ

SCERT TELANGANA

(4) حکومتِ ہند نے سکندر علی وجدؔ کو اس اعزاز سے نوازا ہے ( )

(الف) بھارت رتن (ب) پدما بھوشن (ج) پدم شری

(5) مطلع کہتے ہیں۔ ( )

(الف) اس شعر کو جس میں شاعر اپنا تخلص لکھتا ہے۔

(ب) اس شعر کو جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں۔

(ج) اس شعر کو جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوں۔

ج : غزل پڑھ کر ''ہم آہنگ الفاظ ، متضاد الفاظ اور واحد جمع کو جدول میں لکھیے۔

ہم آہنگ الفاظ	متضاد الفاظ	واحد / جمع

و : ذیل میں غالبؔ کی غزل سے چند اشعار دیے گئے ہیں انہیں پڑھیے اور نیچے دئے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔

ابن مریم ہوا کرے کوئی میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

نہ سنو گر بُرا کہے کوئی

نہ کہو گر برا کرے کوئی

روک لو گر غلط چلے کوئی

بخش دو گر خطا کرے کوئی

کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند کس کی حاجت روا کرے کوئی

1. ابن مریم سے مراد کون ہیں؟
2. اگر کوئی کسی کو برا کہے تو کیا کرنا چاہیے؟
3. اگر کوئی کسی کے ساتھ برائی کرے تو کیا کرنا چاہیے؟
4. غلط راہ پر چلنے والوں کو کیا کرنا چاہیے؟
5. کن لوگوں کو بخش دینا چاہیے؟
6. ان اشعار کے ذریعہ شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

III. خود لکھیے

مختصر جوابی سوالات

(1) غزل کا کونسا شعر آپ کو پسند آیا اور کیوں؟ لکھیے۔

(2) کل اور آج کی باتوں میں کیا فرق ہے؟ شاعر کے نزدیک آج کیوں اہم ہے؟

(3) ہم کو دشمنوں سے کیسی بات کرنی چاہیے اور کیوں؟

(4) ''کھلنے والی کلی'' سے کیا مراد ہے؟

(5) اگر آپ کا کوئی دشمن ہو تو اس کو اپنا دوست بنانے کے لیے کیا کرو گے؟

طویل جوابی سوالات

(1) کل کی باتیں کریں گے کل والے   وجدؔ تم آج ہی کی بات کرو

اس شعر میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟ تفصیل سے لکھیے۔

(2) زندہ دلی، ہمت اور شجاعت پر ایک مضمون لکھیے۔

(3) شاعر کہتا ہے کہ اہل محفل اداس بیٹھے ہیں ان کے لیے کیا کرنے کو کہہ رہا ہے؟

IV. لفظیات

(الف) اس غزل میں آپ نے ایک لفظ 'اہلِ محفل' پڑھا ہے۔ 'محفل' سے پہلے 'اہل' لگا کر 'اہلِ محفل' بناتے ہیں جس کے معنی ''محفل والے'' ہیں۔ آپ بھی اسی طرح مندرجہ ذیل الفاظ سے پہلے 'اہل' لگا کر ان کے معنی لکھیے۔

انجمن - دنیا - شہر - علم - مدرسہ - محلّہ - زبان - قلم - وطن

(ب) ''محفل'' اس لفظ کے ہم وزن الفاظ لکھ کر جملوں میں استعمال کیجیے۔

(ج) اس غزل سے قافیوں کی فہرست تیار کیجیے۔ انکے اضداد لکھ کر جملوں میں استعمال کیجیے۔

قافیے	انکے اضداد	اضداد کے جملے

(د) دی گئی مثال کو غور سے پڑھیے اور اسی طرح آپ بھی دیے گیے الفاظ سے دوسرے الفاظ بنایے اور معنی معلوم کیجیے۔

مثال : نظر   ناظر   منظور

قتل - خلق - ظلم - حکم - خدمت

SCERT TELANGANA

V. تخلیقی اظہار

(1) دیے گئے الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے غزل کو مکمل کیجیے۔ آپ کو طرحی مصرعہ دیا جاتا ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اشعار کے سلسلہ کو آگے بڑھائیے۔

بےاصول ۔ زندگی ۔ قبول ۔ گُل ۔ ببول ۔ درددل ۔ ملول ۔ وصول ۔ پھول ۔ دھول

کوئی دانستہ بھول مت کرنا

.... مت کرنا

....

.... مت کرنا

....

.... مت کرنا

....

.... مت کرنا

VI. توصیف

(1) اپنے ناکام اور مایوس دوست کی ہمت افزائی کے لیے حسب ذیل الفاظ استعمال کرتے ہوئے خط لکھیے، اور دوست کا جوابی خط کیا ہوگا؟ تصور کرتے ہوئے لکھیے۔

کامیابی ، مستقبل ، ناکامی ، زینہ ، باصلاحیت ، محنتی ، اعلیٰ نشانات

مایوسی ، کفر ، جی لگا کر پڑھیے ، امتحانات

(2) اس شعر کے اظہار کے لیے ایک تصویر بنائیے۔

یہ اندھیرے کے تذکرے کب تک دوستو روشنی کی بات کرو

VII. زبان شناسی

آپ نے غزل کے دوسرے شعر میں دو الفاظ پڑھے اندھیرا ، روشنی

چوتھے شعر میں دوست ، دشمن

پانچویں شعر میں کھلنا ، مرجھانا

اوپر کی ہر جوڑی ایک دوسرے کی ضد ہے

جب کسی مرکب لفظ میں دو الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہوں تو متضاد الفاظ کہلاتے ہیں

مشق 1 : الفاظ کی متضاد جوڑی بنایئے

بچے ، رات ، بیشی ، جیت ، کمی ، بوڑھے ، کالا ، دن ، گورا ، ہار ، سفید ، سیاہ

....

....

مشق 2 : متضاد الفاظ کی دس جوڑیاں کتاب سے تلاش کر کے لکھیے۔

اعادہ : صنعت تضاد کیا ہے آپ جانتے ہیں۔ مندرجہ ذیل اشعار میں صنعت تضاد کی نشاندہی کیجیے۔

یہ اندھیرے کے تذکرے کب تک   دوستو ! روشنی کی بات کرو
اہلِ محفل اداس بیٹھے ہیں   اب کوئی دل لگی کی بات کرو
بات جب ہے کہ دشمنوں سے بھی   جب کرو دوستی کی بات کرو
پھول مرجھا گئے تو کیا غم ہے   کھلنے والی کلی کی بات کرو

منصوبہ کام

(1) ''غزل'' اردو کی ایک مقبول و معروف صنف سخن ہے۔ چند غزلوں کو جمع کیجیے اور کمرۂ جماعت میں سنایئے۔ یا

(2) دوستی کے موضوع پر چند اشعار جمع کیجیے اور دیواری رسالہ پر آویزاں کیجیے۔ یا

(3) وجدؔ کے کلام سے آپ کی پسندیدہ غزلوں کا انتخاب کر کے کمرہ جماعت میں سنایئے۔

کیا میں یہ کر سکتا/کر سکتی ہوں؟

1. غزل کے اشعار کا مطلب بیان کر سکتا/ کر سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
2. نظموں میں مصرعے جوڑ سکتا/جوڑ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
3. دیگر شعراء کی غزلیں جمع کر کے پڑھ سکتا/پڑھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
4. صنف غزل کی تعریف بیان کر سکتا/ کر سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

SCERT TELANGANA

10. فقیر کی نصیحت

ڈاکٹر بانو سرتاج

پڑھیے - سوچیے - بولیے

ہر چیز مسبب سبب سے مانگو	منت سے خوشامد سے ادب سے مانگو
کیوں غیر کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہو	بندے ہو اگر رب کے تو رب سے مانگو

سوالات

(1) مسبب سبب سے کیا مراد ہے؟

(2) کیا اپنی حاجت کی تکمیل کے لیے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانا صحیح ہے؟

(3) اس رباعی میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

مدعا

عجز و انکساری، خدا کی بندگی و فرائض کو حسن و خوبی انجام دینے کے لیے طلباء میں تحریک پیدا کرنا اس سبق کا اہم مقصد ہے۔

ماخذ

یہ ڈرامہ بانو سرتاج کے نثری مجموعہ سے لیا گیا ہے۔

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- مناسب معنی اخذ کرتے ہوئے سبق کو سمجھیے۔
- نا قابل فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیال کے ذریعہ سمجھئے اور اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

SCERT TELANGANA

کردار: بادشاہ محمود غزنوی ، ایک فقیر ، وزیر و امراء

(پردہ اٹھتا ہے)

(دربار لگا ہوا ہے۔ امیر، اُمراء، وزیر اپنی جگہ بیٹھے ہیں۔ چوبدار بادشاہ کی آمد کا اعلان کرتا ہے۔)

چوبدار: شہنشاہوں کے شہنشاہ بادشاہ محمود غزنوی تشریف لا رہے ہیں ....

(محمود غزنوی شاہی تمکنت سے تخت پر تشریف فرما ہوتے ہیں، دربار میں موجود افراد انہیں تعظیم دیتے ہیں)

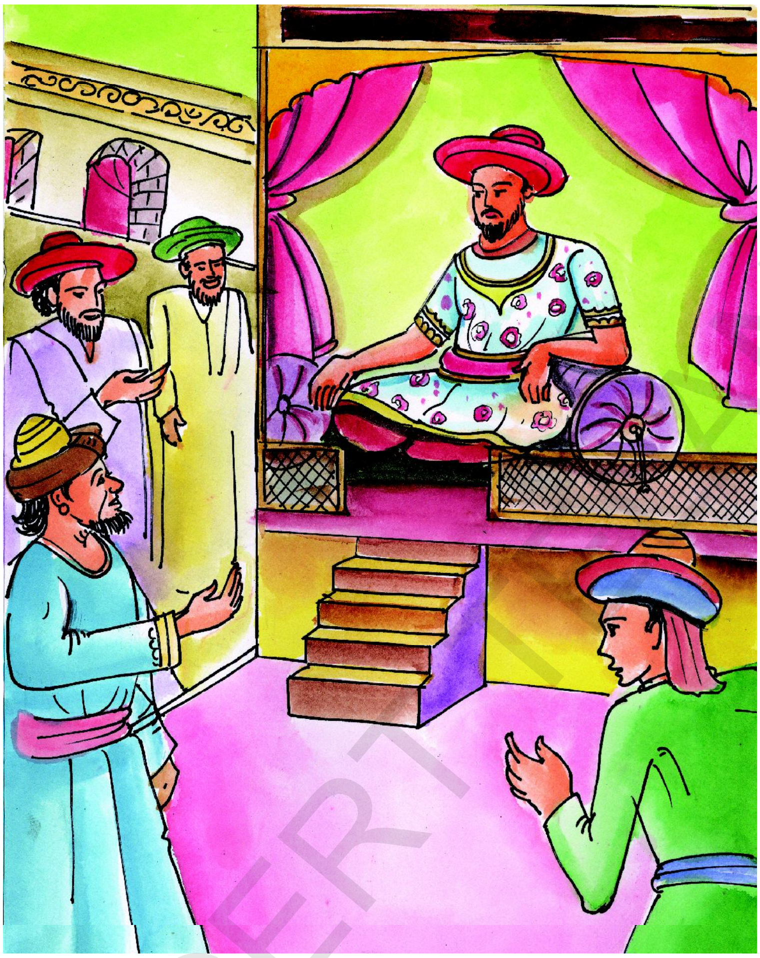

محمود غزنوی: آج ہم سب سے پہلے اپنی رعایا کے حال چال سے واقفیت حاصل کرنا پسند کریں گے۔

وزیر اعظم: حضور کا اقبال بلند ہو، آپ ہمیشہ اپنی رعایا کا خیال رکھتے ہیں۔

محمود غزنوی: ہماری رعایا کو کوئی خاص پریشانی تو درپیش نہیں ہے؟

وزیر اعظم: خاص تو کیا، عام پریشانی بھی نہیں ہے۔ آپ انصاف پرور ہیں۔ ایک مشفق باپ کی طرح رعایا کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں۔

محمود غزنوی: اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو ذمہ داری عائد کی ہے اسے پورا کرنے کی ہم کوشش کرتے ہیں۔ گاہے گاہے رعایا کی خبر گیری کرتے رہنا ہم مناسب خیال کرتے ہیں۔

ایک وزیر: آپ کی رعایا خوش حال ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء کی فراوانی ہے۔

دوسرا وزیر: ملک میں امن و امان ہے۔ رہزنوں، چوروں، ڈاکوؤں کا خوف نہیں ہے۔

تیسرا وزیر: بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ خواتین کی عزت کی جاتی ہے۔

چوتھا وزیر: دوسرے ملکوں سے تعلقات اچھے ہیں۔ سفیران کرام آتے رہتے ہیں۔

پانچواں وزیر: تجارت کے مواقع سب کو حاصل ہیں۔ صنعتی ترقی بھی اطمینان بخش ہے۔

SCERT TELANGANA

محمود غزنوی: یہ سب تو ٹھیک ہے مگر ہم جاننا چاہتے ہیں کہ سخت سردی کے اس موسم میں رعایا کو کوئی دشواری تو پیش نہیں آ رہی ہے۔

وزیر اعظم: موسم سرما کے آغاز میں غریبوں کو شاہی خزانے سے مفت کمبل تقسیم کیے گیے ہیں۔

ایک امیر: سردی سے کسی کی ہلاکت کی خبر ملی ہے، نہ کسی نے فریاد کی ہے۔

محمود غزنوی: کیا فقیروں، درویشوں کا بھی خیال رکھا گیا ہے؟

دوسرا امیر: ہاں، ان کی بھی حاجت روائی ہوئی ہے۔

تیسرا امیر: حضور! درویش، فقیر کی بات پر مجھے یاد آیا۔ ایک فقیر کو میں نے دیکھا ہے۔ پھٹے حالوں گھومتا ہے اور عجب بات کرتا ہے۔

محمود غزنوی: کیا کہتا ہے؟

امیر: (ہچکچاتے ہوئے) کہتا ہے میری آدھی رات بادشاہ کی طرح گذرتی ہے اور آدھی رات بادشاہ کی رات سے بہتر گذرتی ہے۔

محمود غزنوی: (دلچسپی سے) وہ ایسا کیوں کہتا ہے؟

امیر: یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ حالانکہ میں نے کئی مرتبہ اس سے پوچھنا چاہا، مگر وہ اپنے حال میں مست رہتا ہے۔ کبھی جواب دیتا ہے کبھی جواب نہیں دیتا۔

محمود غزنوی: کیا اسے دربار میں بلایا جا سکتا ہے؟

امیر: کیوں نہیں؟ وہ بس پہنچنے ہی والا ہوگا۔ دراصل آپ نے جب رعایا کے حالات سے واقف ہونے کی خواہش ظاہر کی اسی وقت میں نے ایک سپاہی کو اس فقیر کی تلاش میں روانہ کر دیا تھا۔

محمود غزنوی: تمھیں کیوں محسوس ہوا کہ اسے ہمارے حضور میں پیش ہونا چاہیے؟

امیر: وہ خود کو بادشاہ سے بہتر ٹھہراتا ہے۔ اس لیے ....

محمود غزنوی: تمھیں غلط فہمی ہوئی ہے وہ خود کو بادشاہ سے بہتر ہرگز نہیں کہتا ہے..... جو بھی ہو ہم اس فقیر سے ملنا پسند کریں گے۔ یہ فقیر درویش بڑے پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہوسکتا ہے اس کے قول میں کوئی راز ہو، جس کا جاننا ہمارے لیے مفید ثابت ہو۔

(ایک سپاہی فقیر کو ساتھ لے کر دربار میں پیش ہوتا ہے سپاہی جھک کر آداب بجالاتا ہے فقیر بھی بادشاہ کو سلام کرتا ہے)

محمود غزنوی: (چونک کر) ایسا لگتا ہے ہم نے تمھیں کہیں دیکھا ہے۔

فقیر: ضرور دیکھا ہوگا۔ میں آپ کی رعایا ہوں۔

محمود غزنوی: تم کیا کام کرتے ہو؟

فقیر: کوئی خاص نہیں، کوئی بھی کام ملے کر لیتا ہوں۔ پیٹ بھرنے لائق کچھ مل جائے تو کافی ہے اس کے بعد صبر کرتا ہوں۔

محمود غزنوی: کہاں رہتے ہو؟

فقیر: کہیں نہیں۔

محمود غزنوی: کیا مطلب؟ رات کو سوتے کہاں ہو؟

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

فقیر: ایک ہوٹل کے تنور کے پاس سوجاتا ہوں۔
فقیر کو جگہ ہی کتنی چاہیے؟

محمود غزنوی: ہمیں یاد آ گیا ہم نے ایک رات تمہیں تنور کے پاس سوتا ہوا دیکھا تھا۔ مگر اتنی سخت سردی میں تم کھلے آسمان کے نیچے کیسے سو لیتے ہو؟

فقیر: بس میں سو لیتا ہوں کسی طرح۔ آپ بھی تو رات میں بھیس بدل کر گشت کے لیے نکلتے ہیں کیا آپ کو سردی لگتی ہے؟

محمود غزنوی: ہم سردی سے حفاظت کے لیے گرم کپڑوں کا استعمال کرتے ہیں...... رعایا کی خبر گیری کرنا ہمارا فرض ہے۔

فقیر: تو آپ ان غریبوں کی خبر کیوں نہیں لیتے جن کے پاس سردی سے بچاؤ کے لیے گرم کپڑے نہیں ہوتے، گرمی اور برسات سے بچنے کے لیے چھت نہیں ہوتی..... آپ نے مجھے کڑکڑاتی سردی میں کھلے آسمان کے نیچے سوتا دیکھا مگر میرے لیے کچھ نہ کیا۔

محمود غزنوی: (شرمندہ ہوکر) واقعی ہم بھول گئے، ہم نے سوچا تھا کہ تمہیں دربار میں بلا کر تمہاری حاجت رفع کریں گے۔

فقیر: میں تھوڑے میں قناعت کرتا ہوں اور ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، آپ دوسروں پر نظر کرم کیجیے۔

امیر: (موضوع بدلنے کی غرض سے درمیان میں بول پڑتا ہے) عالم پناہ جاننا چاہتے ہیں کہ تم جو اکثر کہتے رہتے ہو کہ میری آدھی رات بادشاہ کی طرح گذری اور آدھی رات بادشاہ سے بہتر گزری تو اس کا راز کیا ہے؟

فقیر: راز تو کچھ نہیں ہے وضاحت کیا کروں؟ ویسے آپ نے مجھے سرد رات میں تنور کے پاس سوتا ہوا دیکھا ہے تو بات آپ کی سمجھ میں آنی چاہیے۔

محمود غزنوی: (سوچتا ہے پھر مسکرا کر) نہیں، ہم نہیں سمجھ سکے۔

فقیر: میں تنور کے پاس سوتا ہوں، آدھی رات تک تنور گرم رہتا ہے تو مجھے خوب مزے کی نیند آتی ہے۔ تو بتایئے میں اس وقت بادشاہ کی طرح ہوتا ہوں یا نہیں، مطلب یہ کہ میں آدھی رات تک بادشاہ کی طرح آرام کی نیند سوتا ہوں۔

محمود غزنوی: واہ کیا بات پیدا کی ہے۔ (امیر امراء بھی تحسین کے الفاظ کہتے ہیں)

SCERT TELANGANA

وہی امیر: لیکن رات کا دوسرا حصہ بادشاہ سے بہتر کیسے ہوتا ہے؟

فقیر: (بات کاٹ کر) بادشاہ سے بہتر نہیں، بادشاہ کی رات سے بہتر!

محمودغزنوی: خوب بہت خوب! لیکن معمے کو حل تو کرو۔

فقیر: جیسا کہ میں نے کہا آدھی رات تک تنور گرم رہتا ہے تو مجھے آرام کی نیند آتی ہے۔ تنور ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو سردی کے باعث میری آنکھ کھل جاتی ہے..... پھر جب نیند نہیں آتی تو میں وضو کر کے عبادت میں مصروف ہو جاتا ہوں۔

محمودغزنوی: گویا اسی لیے تم کہتے ہو........

فقیر: جی ہاں عالم پناہ! اسی لیے میں کہتا ہوں کہ میری آدھی رات بادشاہ سے بہتر گذرتی ہے...... کیونکہ آدھی رات کے بعد آپ خواب خرگوش کے مزے لیتے ہیں اور میں خدا کے حضور میں حاضر رہتا ہوں۔

محمودغزنوی: (کھوئے کھوئے سے لہجے میں) بہت اچھی بات کہی تم نے...... (چونک کر مسکراتے ہوئے) تم نے تو دربار میں آکر ہمیں انعام سے نواز دیا۔ اب بتاؤ ہم تمہاری کیا خدمت کر سکتے ہیں۔

فقیر: میری نصیحت کو اگر آپ انعام سمجھتے ہیں تو یہی میرا انعام ہے۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہیے..... جوانی کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہوتی ہے۔ اسے ہمیشہ یاد رکھیے..... اور اب مجھے اجازت دیجیے۔

محمودغزنوی: ہم یاد رکھیں گے۔ تمہاری نصیحت پر عمل کریں گے۔ خدا حافظ!

(پردہ گرتا ہے)

مصنفہ کا تعارف

ڈاکٹر بانو سرتاج 17 / جولائی 1945 ء کو بمقام پانڈھرکوڑا ضلع ایوت محل ، مہاراشٹرا میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد سید شاہ محمد ابراہیم حسامی الفاروقی الفریدی ایوت محل کے ڈپٹی کلکٹر تھے۔ ان کی والدہ ڈاکٹر میمونہ خاتون شاہ ایوت محل ہی میں میڈیکل آفیسر تھیں۔ وہ ایک علمی اور ادبی گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ انھوں نے اردو، ہندی اور تاریخ سے ایم۔ اے۔ کیا اور ایجوکیشن میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد سری سائی بابا کالج آف ایجوکیشن گڑ چرولی میں پروفیسر اور ہیڈ آف ڈپارٹمنٹ کی حیثیت سے کام کیا۔ ڈاکٹر بانو سرتاج اُردو کی ایک بہترین افسانہ نگار اور ڈرامہ نگار ہیں "دائروں کے قیدی"، "اپنے ہاتھوں میں تھاما ہوا میزان" اُن کے مشہور افسانوں کے مجموعے ہیں اُنھوں نے بچوں کے لئے بہت سی کہانیاں اور ڈرامے لکھے ہیں۔

صنف کی تعریف : ڈرامہ ادب کی ایک خوبصورت اور قدیم صنف ہے۔ ڈرامہ یونانی لفظ "ڈراؤ" سے ماخذ ہے۔ جس کے معنی عمل کے ہیں۔ ڈرامہ ادب کی صنف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ایسا فن ہے جسے اسٹیج پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ دراصل ڈرامہ میں قصہ یا کہانی کو کرداروں کے عمل اور مکالموں کے ذریعہ پیش کیا جاتا ہے۔ ڈرامے کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ (1) المیہ (2) طربیہ۔ المیہ میں رنج والم، ہمدردی اور طربیہ میں طنز و مزاح جیسے پہلوں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

SCERT TELANGANA

I. سنیے - بولیے

(1) اس ڈرامہ میں آپ کو کونسا کردار پسند آیا اور کیوں؟

(2) رعایا کی خوش حال زندگی کے لیے کون کونسی سہولتیں فراہم کرنا بادشاہ کی ذمہ داری ہے؟

(3) موسم کے بدلتے ہی بادشاہ نے رعایا کے مسائل جاننے کی کوشش کیوں کی؟

(4) فقیر نے ایسا کیوں کہا کہ میری آدھی رات بادشاہ کی رات کی طرح گزرتی ہے؟

(5) کیا آپ سمجھتے ہیں کہ فقیر بادشاہ سے بہتر ہے؟ کیوں؟

(6) سردی سے بچنے کے لیے لوگ کیا کیا طریقے اختیار کرتے ہیں؟

II. پڑھیے - لکھیے

الف: حسب ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

(1) وزراء نے بادشاہ کا استقبال کس طرح کیا؟

(2) محمود غزنوی کی سلطنت کے حالات کیسے تھے؟

(3) بادشاہ نے وزراء سے کس کے بارے میں دریافت کیا؟

(4) سردی کے موسم میں فقیر کہاں اور کیوں سویا کرتا تھا؟

(5) فقیر نے امیر کو کیا جواب دیا؟

(6) رات کے وقت بادشاہ بھیس بدل کر گشت کے لیے کیوں نکلا کرتا تھا؟

(7) فقیر کو دیکھتے ہی بادشاہ کو کیا محسوس ہوا؟

(8) بادشاہ نے فقیر سے کس بات کی وضاحت چاہی؟ اور کیوں؟

(9) فقیر نے بادشاہ کو کیا جواب دیا؟

ب: ذیل کے مکالمے پڑھیے اور بتائیے کہ کس نے کس سے کہا۔

(1) ملک میں امن وامان ہے۔

(2) گاہے گاہے رعایا کی خبر گیری کرتے رہنا۔

(3) ایک فقیر کو میں نے دیکھا۔

SCERT TELANGANA

(4) جوانی کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہوتی ہے۔

(5) واہ ! کیا بات پیدا کی ہے۔

(6) میں تھوڑے میں قناعت کرتا ہوں اور ہر حال میں اللہ کا شکرادا کرتا ہوں۔

ج : دی گئی عبارت پڑھیے، سوالوں کے جواب دیجیے۔

ہم بول چال میں ایسی کہاوتیں اور محاورے بولتے اور سنتے ہیں جن کا مطلب تو سمجھ لیتے ہیں مگر ہم کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کہاوتیں کس طرح ہماری زبان میں آئیں اور انہیں ہم کب سے بولتے چلے آرہے ہیں۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ان کہاوتوں میں بعض ایسی ہیں جن کے پیچھے بڑے دل چسپ لطیفے اور قصے چھپے ہوئے ہیں۔

ایک کہاوت ہے ''اونٹ کے گلے میں بلّی'' یہ مقولہ اس وقت بولا جاتا ہے جب انسان کسی مشکل میں پڑ جاتا ہے اور اس مشکل سے نکلنے کی فکر کرتا ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ ایک شخص کا اونٹ کھو گیا۔ بہت ساری کوششوں کے باوجود اونٹ نہ ملا تو اس نے قسم کھائی کہ اگر اونٹ مل جائے تو اسے ٹکے میں بیچ دے گا۔ اتفاق سے وہ اونٹ مل گیا۔ اس وقت یہ شخص گھبرا گیا کہ اب تو بہر حال اونٹ کو ایک ٹکے میں بیچ دینا پڑے گا۔ یہ دیکھ کر اس کے ایک دوست نے یہ صلاح دی۔ تم اس کے گلے میں ایک بلی باندھ دو اور اس طرح آواز لگاؤ کہ یہ ایک ٹکے کا اونٹ ہے اور سو روپے کی بلی، ان دونوں کو ایک ساتھ فروخت کیا جائے گا الگ الگ نہیں۔ اونٹ خریدنے والے کو بلی بھی ضرور خریدنا ہوگا۔ اس طرح اس شخص نے قسم بھی پوری کر لی اور نقصان سے بھی محفوظ رہا۔ اس طرح یہ کہاوت مشہور ہوگئی۔ ''اونٹ کے گلے میں بلی''

سوالات

(1) یہ عبارت کس کے متعلق ہے؟

(2) اونٹ کو بچانے کے لیے دوست نے کیا صلاح دی؟

(3) اونٹ فروخت کرنے والے نے یہ اعلان کیوں کیا کہ اونٹ اور بلی دونوں ایک ساتھ ہی فروخت کیے جائیں گے؟

III. خود لکھیے

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب 4 یا 5 جملوں میں لکھیے۔

(1) سرما اور بارش کے موسم میں لوگ زیادہ تر کن مشکلات کا سامنا کرتے ہیں؟ ان مشکلات کو دور کرنے کے لیے آپ کیا طریقے تجویز کریں گے؟

(2) اس ڈرامے کے لیے ممکنہ عنوانات تجویز کیجیے اور اس کی وجہ بیان کیجیے؟

(3) فقیر کی رات بادشاہ کی رات سے بہتر ہے۔ کیا آپ اس بات سے متفق ہیں؟ اگر ہیں تو اس کی وجوہات بیان کیجیے؟

(ب) حسب ذیل سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے۔

(1) اگر آپ کو کسی ملک کا وزیراعظم یا بادشاہ بنایا جائے تو آپ غربا و فقرا کے لیے کون کونسے بھلائی کے کام کرو گے؟

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19
SCERT TELANGANA

(2) اس ڈرامے کو اپنے الفاظ میں لکھیے؟

(3) آپ کی نظر میں بڑا آدمی کون ہے اور کیوں؟ (1) بادشاہ (2) وزیر (3) فقیر

(4) فقیر نے بتایا کہ جوانی کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے بہتر ہوتی ہے۔ کیسے؟

IV. لفظیات

(الف) ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ لفظ اگر واحد ہو تو جمع اور جمع ہو تو واحد لکھ کر جملے بنائیے۔

(1) کھانے پینے کی <u>اشیاء</u> کی <u>قیمتوں</u> میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے۔

(2) میں نے ایک <u>فقیر</u> کو سڑک کے کنارے کھڑا ہوا دیکھا۔

(3) ہمارے <u>ملک</u> میں مذہبی آزادی ہے۔

(4) <u>امیروں</u> کو چاہیے کہ وہ <u>غرباء</u> کا خیال رکھیں۔

(5) بیربل ایک عقلمند <u>وزیر</u> گزرا ہے۔

(6) علم دین حاصل کرنے والے کو <u>عالم</u> کہتے ہیں۔

(7) بعض اوقات سفر کے دوران ہمیں <u>مشکلات</u> کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) اس سبق میں ایک مرکب لفظ ''امن وامان'' استعمال ہوا ہے۔ آپ چند مزید الفاظ لکھیے۔

(1) .... و	(5) .... و ....
(2) .... و	(6) .... و ....
(3) .... و	(7) .... و ....
(4) .... و	(8) .... و ....

V. تخلیقی اظہار

(الف) اس واقعہ کو پڑھیے اور اسے مکالموں کی شکل میں لکھیے۔

کسی زمانے میں حجاج بن یوسف شہر بغداد کا گورنر تھا جو بڑا ہی ظالم تھا۔ ایک مرتبہ شہر میں ایک ایسا فقیر آیا جس کی ہر دعا قبول ہو جاتی تھی۔ لوگوں نے حجاج کو یہ خبر پہنچائی۔ حجاج نے اپنے وزیر سے کہا کہ فقیر کو اس کے دربار میں پیش کیا جائے۔ جب فقیر کو دربار میں پیش کیا گیا تو حجاج نے فقیر سے کہا کہ آپ میرے لیے بھلائی کی دعا کریں۔ فقیر نے دعا کی کہ اے خدا اس کی جان لے لے! حجاج گھبرا گیا اور فقیر سے کہا خدا کے لیے ایسی دعا مت کرو۔ یہ کیسی دعا ہے جو تم نے مانگی۔ فقیر نے جواب دیا یہ دعا تمہارے لیے بہت اچھی ہے اور تمہاری عوام کے لیے بھی۔ حجاج حیرت سے پوچھا وہ کیسے؟ فقیر نے جواب دیا، اے حاکم وقت کمزوروں کو ستانے والے طاقتور آدمی! بھلا یہ ظلم کا بازار تم کب تک گرم رکھو گے؟ بادشاہی تمہارے کس کام کی۔ تم لوگوں کو ہمیشہ ستاتے رہتے ہو اس لیے تمہارا مرنا ہی اچھا ہے۔ کیونکہ تمہارے مرنے سے ہزاروں آدمی ظلم سے نجات پائیں گے اور اس طرح خود

SCERT TELANGANA

بخود تمہارے گناہ کم ہو جائیں گے۔

(ب) کسی تقریب یا سالانہ جلسہ کے موقع پر اس ڈرامہ کو اسٹیج پر پیش کیجیے۔

VI. توصیف

(1) آپ اپنے ان ساتھیوں کے نام لکھیے جو غرباء اور فقراء کی مدد کرتے رہتے ہیں اُن کی تعریف کیجیے اور بتائیے کہ آپ غرباء کی کس طرح مدد کروگے۔

(2) رفیق نے ایک دن ایک اندھے آدمی کو گڑھے میں گرنے سے بچایا اور اس کو گھر تک چھوڑ آیا۔ آپ رفیق کی تعریف اپنے ساتھیوں کے سامنے کس انداز میں بیان کروگے، لکھیے۔

VII. زبان شناسی

ذیل کے مرکب الفاظ پر غور کیجیے

☆ خط پتر ☆ شبنم اوس

☆ ثمر پھل ☆ پیراہن لباس

اوپر کے ہر دو الفاظ کی جوڑی ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔

اگر ایک مرکب لفظ میں دونوں الفاظ ایک ہی معنی و مفہوم رکھتے ہوں تو ایسے الفاظ **ہم معنی** یا **مترادف** کہلاتے ہیں۔

ذیل کے الفاظ کے مترادف لکھیے۔

1. مرض .... 2. دکھ .... 3. مسند ....

4. جنگل................ 5. زلزلہ................ 6. زمین ....

7. فلک .... 8. چشمہ................

ان الفاظ پر غور کیجیے

- کام کاج
- رہن سہن
- چال چلن
- آن بان

اوپر کے ہر دو لفظ کی جوڑی سے صرف ایک مکمل معنی و مفہوم ادا ہوتے ہیں۔ اگر ان کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے تو دوسرے لفظ کا مکمل مفہوم ادا نہیں ہوگا۔

جب دو الفاظ مل کر ایک ہی مفہوم ادا کرتے ہوں اور دونوں قریب قریب کے معنی رکھتے ہوں تو **قریب المعنی** کہلاتے ہیں۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19
SCERT TELANGANA

مشق : قریب المعنی الفاظ لکھیے۔

1. ٹال	2. .... کھسوٹ
3. .... چال	4. آئے ....
5. .... بان	6. چال ....
7. رہن	8. رہی ....
9. .... میڑھی	10. سجی ....

منصوبہ کام

(1) آپ کے مدرسے کے کتب خانہ سے چند ڈراموں کے مجموعے حاصل کیجیے اور انہیں پڑھ کر اپنے دوستوں کو سنائیے۔

کیا میں یہ کرسکتا/کرسکتی ہوں؟

(1)	میں اس ڈرامہ کو روانی سے پڑھ سکتا / پڑھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
(2)	میں اس ڈرامے کو اپنے الفاظ میں بیان کرسکتا/ کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
(3)	اشاروں کے مطابق ڈرامہ لکھ سکتا/ لکھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
(4)	مکالموں کے مطابق ڈرامہ کو پیش کرسکتا/ کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

SCERT TELANGANA

11. نیا سورج

معین احسن جذبیؔ

پڑھیے - سوچیے - بولیے

خبر دن کے آنے کی میں لا رہی ہوں　　اجالا زمانے میں پھیلا رہی ہوں
بہار اپنی مشرق سے دِکھلا رہی ہوں　　پکارے گلے صاف چلّا رہی ہوں
اُٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

اذاں پر اذاں مرغ دینے لگا ہے　　خوشی سے ہر اک جانور بولتا ہے
درختوں کے اوپر عجب چہچہا ہے　　سُہانا ہے وقت اور ٹھنڈی ہوا ہے
اُٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

ہوئی مجھ سے رونق پہاڑ اور بن میں　　ہر ایک ملک میں، دیس میں اور وطن میں
کھلاتی ہوئی پھول آئی چمن میں　　بجھاتی چلی شمع کو انجمن میں
اُٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

سوالات

1. ''خبر دن کے آنے کی میں لا رہی ہوں'' اس مصرعے کا مطلب کیا ہے؟
2. ''مرغ اذاں دینے'' سے کیا مراد ہے؟
3. ''اٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں'' اس مصرعے میں 'میں' سے مراد کون ہے؟

مدعا

ہمیں آزادی ملنے کے باوجود عام آدمی کا کوئی بھلا نہیں ہوا جبکہ آزادی کے بعد خوشحالی ہمارے ملک میں آنی چاہیے تھی۔ لیکن ایسا نہیں ہو پایا، آزادی نے ہمیں کیا دیا اور کیا نہیں دیا طلباء جانیں گے۔

ماخذ

یہ نظم معین احسن جذبی کے مجموعہ کلام سے لی گئی ہے

طلباء کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- مناسب معنی اخذ کرتے ہوئے نظم کو سمجھیے۔
- ناقابل فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیال کے ذریعہ سمجھیے اور اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

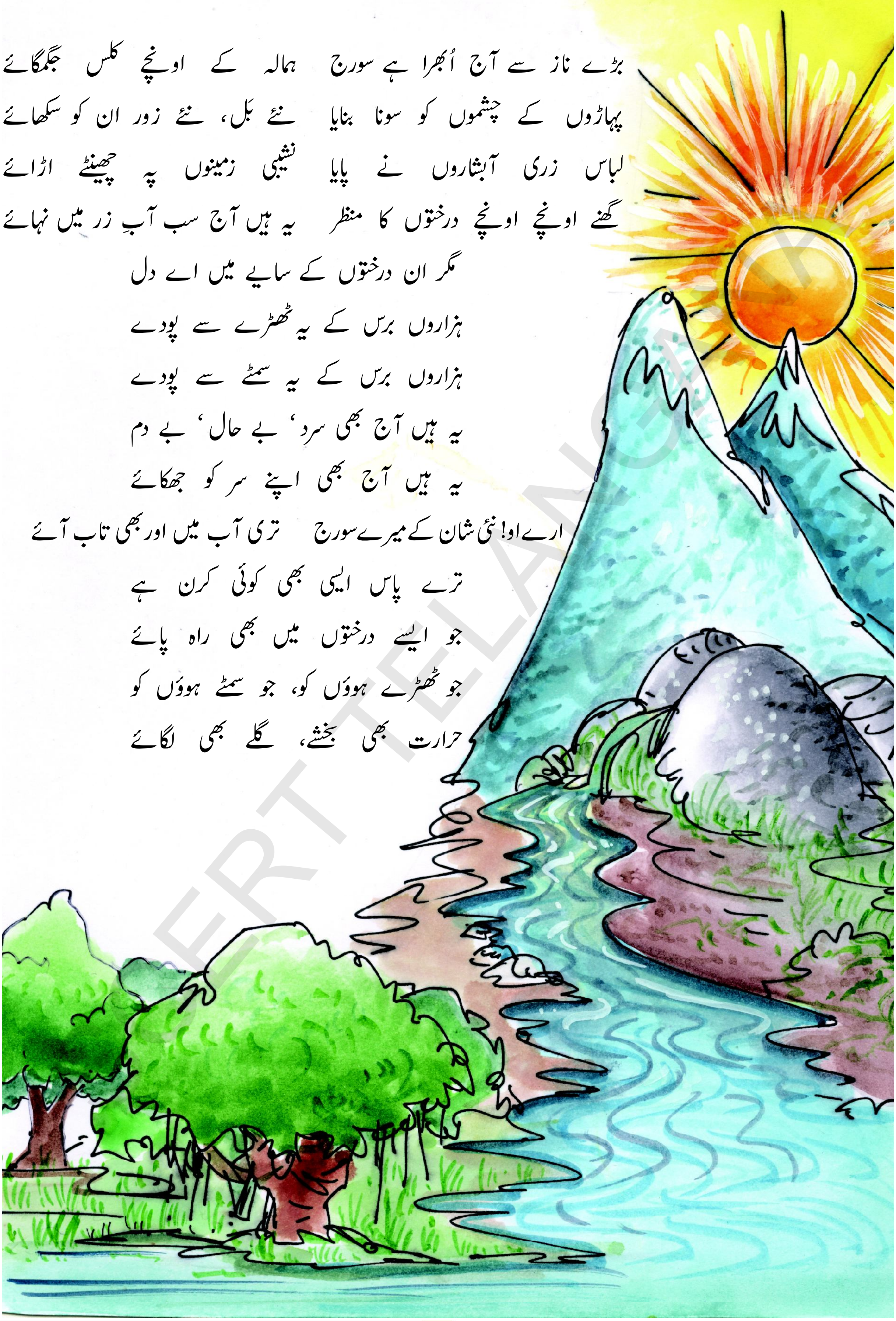

بڑے ناز سے آج اُبھرا ہے سورج　ہمالہ کے اونچے کلس جگمگائے
پہاڑوں کے چشموں کو سونا بنایا　نئے بَل، نئے زور ان کو سکھائے
لباس زری آبشاروں نے پایا　نشیبی زمینوں پہ چھینٹے اڑائے
گھنے اونچے اونچے درختوں کا منظر　یہ ہیں آج سب آبِ زر میں نہائے

مگر ان درختوں کے سایے میں اے دل
ہزاروں برس کے یہ ٹھٹھرے سے پودے
ہزاروں برس کے یہ سمٹے سے پودے
یہ ہیں آج بھی سرد، بے حال، بے دم
یہ ہیں آج بھی اپنے سر کو جھکائے

ارے او! نئی شان کے میرے سورج　تری آب میں اور بھی تاب آئے

ترے پاس ایسی بھی کوئی کرن ہے
جو ایسے درختوں میں بھی راہ پائے
جو ٹھٹھرے ہوؤں کو، جو سمٹے ہوؤں کو
حرارت بھی بخشے، گلے بھی لگائے

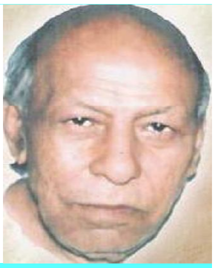

شاعر کا تعارف

معین احسن جذبؔی قصبہ مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، اتر پردیش میں 21/ اگست 1912ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ہائی اسکول جھانسی میں ہوئی۔ سینٹ جانسن کالج آگرہ اور اینگلو عربک کالج دہلی میں تعلیم پائی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم.اے. کی ڈگری حاصل کی اور وہیں سے 1956ء میں پی.ایچ.ڈی. کی۔ ماہ نامہ ''آج کل'' کی مجلسِ ادارت سے وابستہ ہو گئے۔

جذبؔی ترقی پسند شاعر ہیں۔ بہت کم لکھتے ہیں، لیکن جو لکھتے ہیں خاصے کی چیز ہوتی ہے۔ انہوں نے غزلیں بھی کہی ہیں اور نظمیں بھی۔ ان کی غزل کا اپنا منفرد رنگ ہے۔ سوز و گداز ان کے کلام کی نمایاں خصوصیت ہے۔ ان کے دو مختصر شعری مجموعے ''فروزاں'' اور ''سخنِ مختصر'' ہیں۔ ایک اور مجموعہ گدازِ شب کے نام سے منظرِ عام پر آیا۔ نثری تصانیف میں ''حالی کا سیاسی شعور'' اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے ''طلسمِ ہوش ربا'' پر بھی کام شروع کیا تھا جو نامکمل رہا۔

جذبؔی کو کئی انعامات سے نوازا گیا جیسے غالب ایوارڈ اور اقبال سمان وغیرہ۔ جذبؔی کا انتقال 2005ء میں علی گڑھ میں ہوا اور وہیں مدفون ہیں۔

صنف کی تعریف: نظم کے لغوی معنی دھاگہ میں موتی پرونا ہے۔ اصطلاحِ شعر میں کسی ایک موضوع پر اشعار کو منظّم کرنے کا نام نظم ہے۔ نظم کے تمام اشعار ایک دوسرے سے دھاگے میں موتی کی طرح منظّم و مربوط ہوتے ہیں اسی لئے اُس کو نظم کہتے ہیں۔

خلاصہ

معین احسن جذبؔی کی یہ نظم ترقی پسند شاعری کی غماز ہے۔ انہوں نے اس نظم میں اجارہ داری، سرمایہ داری، آزادی جیسے عنوانات کو بڑے ہی لطیف اور رومانی انداز میں پیش کیا ہے۔ اس نظم میں سورج کو انہوں نے آزادی کی علامت اور گھنے درختوں کو سرمایہ دارانہ نظام کی اور پودوں کو مزدوروں کی حیثیت سے استعمال کیا ہے۔

جب انگریزوں کی غلامی سے ہم آزادی کی کھلی فضا میں آئے تو ہمیں ایسا لگا جیسے ہمالیہ کے کلس یعنی اسکی چوٹیاں جگمگانے لگی ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں ابلتے چشموں نے ہمارے اندر نئی طاقت اور ایک نیاز ور پیدا کر دیا ہے۔ آبشار گویا زری کا لباس پہنے پہاڑوں کے نشیب یعنی ڈھلانوں میں چھینٹے اڑاتے کتنے بھلے لگ رہے ہیں۔ گھنے درخت بھی خوشی سے جھوم رہے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ انہیں گھنے درختوں کے سایہ میں پلنے والے پودے آج بھی بے حال بے دم ہیں۔ جس طرح سایہ دار درخت اپنے سایہ تلے کسی دوسرے درخت کو پنپنے نہیں دیتے اسی طرح سرمایہ دار لوگ بھی غریبوں کو ابھرنے نہیں دیتے ہیں۔ انہیں پھلنے پھولنے نہیں دیتے۔ اسی لیے شاعر آزادی کے سورج سے مخاطب ہو کر بڑے ہی دردمندی سے کہہ رہا ہے کہ کیا کوئی ایسا آدمی بھی ہے جو ان غریبوں کی مدد بھی کر سکے۔ آزاد ملک میں ان کو بھی جینے، زندہ رہنے اور ایک مسکراتی زندگی گذارنے کا حق بھی دے سکے۔ آزاد ملک میں آج بھی غریب غربت کا مارا ہے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 19-2018

یہ کیجیے

I. سنیے - بولیے

(1) شاعر نے اس نظم کا عنوان ''نیا سورج'' کیوں رکھا ہے۔ کیا آپ اس عنوان سے متفق ہیں۔ اس نظم کے اور کیا کیا عنوانات ہو سکتے ہیں؟ لکھیے اور وجوہات بتائیے۔

(2) یہ نظم آپ کو کیسی لگی، اس نظم کے ذریعہ شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

(3) موجودہ دور میں غریب طبقہ کے حقوق کی پامالی ہو رہی ہے۔ اس کی روک تھام کے لیے کس طرح کے اقدامات کیے جائیں۔ بحث کیجیے۔

(4) آپ نے ''غریبی ہٹاؤ'' کا نعرہ سنا ہوگا۔ ہمیں آزادی مل کر لگ بھگ 65 سال ہو چکے ہیں اس کے باوجود غریبی ہٹانے میں ہم ناکام کیوں ہیں۔ آپ اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

II. پڑھیے - لکھیے

الف : نظم پڑھیے اور حسب ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

(1) اس نظم کا پہلا بند کس کے متعلق ہے۔ شاعر اس میں کیا کہنا چاہتا ہے؟

(2) گھنے درختوں کے نیچے پودے کیوں ٹھٹھر جاتے ہیں؟

(3) ہمالیہ کے اونچے کلس کیوں جگمگا رہے ہیں؟

(4) مندرجہ ذیل شعر کی وضاحت کیجیے۔

یہ ہیں آج بھی سرد، بے حال، بے دم — یہ ہیں آج بھی اپنے سر کو جھکائے

(5) ہزاروں برس کے ٹھٹھرے اور سمٹے ہوئے پودے سورج سے کس بات کے متمنی ہیں؟

(6) اس نظم کے شاعر کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(7) ٹھٹھرے اور سمٹے ہوئے پودے سورج کو کن الفاظ میں دعاء دے رہے ہیں؟

(8) شاعر نے ایسا کیوں کہا کہ گھنے درخت آبِ زر میں نہانے لگے ہیں؟

(9) شاعر نے ہمالہ کی چوٹی کو کس چیز سے تشبیہ دی ہے؟

ب : ذیل میں دی گئی نظم پڑھیے۔

اگر نہ ہوتا سورج جگ میں دن ہی کہاں نکلتا
مرغا بھی سوتا ہی رہتا، بانگ کبھی نہ دیتا

SCERT TELANGANA

کبھی فلک پہ گھٹا نہ ہوتی، کبھی نہ بارش ہوتی
بارش کا موسم نہ ہوتا ، کیسے کوئل گاتی
اگر نہ ہوتا سورج جگ میں ، پودے کہاں پنپتے
سورج میں گرمی نہ ہوتی ، آم کہاں سے پکتے
ماہتاب روشن نہ ہوتا، موسم کہاں بدلتے
اس دنیا کے کام بِنا سورج کے کیسے چلتے
سورج گر نہ ہوتا تو اس دنیا کا کیا ہوتا
دریا میں پانی نہ ہوتا ، غلّہ کوئی نہ ہوتا

ذیل کے جملوں کو پڑھ کر صحیح جملہ کی نشاندہی کیجیے۔

(1) اگر جگ میں سورج نہ ہوتا............ ( )

(i) رات ہی رات ہوتی دن نہ نکلتا (ii) پودے نہیں پنپتے
(iii) مرغ بانگ نہ دیتا کبھی سوتا ہی رہتا (iv) یہ تمام

(2) اگر ماہتاب روشن نہ ہوتا............. ( )

(i) موسم بدلتے ہی رہتے (ii) موسم کبھی نہ بدلتے
(iii) آم ہرگز نہیں پکتے (iv) پودے نہیں پنپتے

(3) اگر سورج میں گرمی نہ ہوتی.......... ( )

(i) آم ہرگز نہیں پکتے (ii) موسم ہرگز نہیں بدلتے
(iii) کوئل ہرگز نہیں گاتی (iv) مور ہرگز نہیں ناچتا

(4) ماہتاب کے معنی ( )

(i) سورج (ii) چاند (iii) تارے (iv) موسم

(5) آسمان کا مترادف ہے۔ ( )

(i) جھلک (ii) پلک (iii) ملک (iv) فلک

(6) آفتاب کا متضاد ہے۔ ( )

(i) آب تاب (ii) ماہتاب (iii) کہکشاں (iv) درخشاں

(7) اس نظم کا عنوان کیا ہونا چاہیے ( )

(i) موسم (ii) سورج (iii) چاند (iv) کوئل

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19
SCERT TELANGANA

III. خود لکھیے

مختصر جوابی سوالات

(1) سورج کے طلوع ہونے کا جو منظر شاعر نے پیش کیا ہے؟ اسے اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

(2) گھنے درختوں کے نیچے پودے کیوں پھل پھول نہیں پاتے؟

(3) حسب ذیل شعر کے ذریعہ شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

ارے او، نئی شان کے میرے سورج   تری آب میں اور بھی تاب آئے

طویل جوابی سوالات

(1) اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(2) سورج کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے سورج سے شاعر اور کیا خواہش کر رہا ہے لکھیے؟

IV. لفظیات

(الف) مثال کے مطابق جدول میں دیے گئے ہر ایک لفظ کو دو، دو مرتبہ استعمال کرتے ہوئے جملے مکمل کیجیے۔

مثال : .... پر خطرہ ہے۔   قدم قدم پر خطرہ ہے۔

گلی	کھیل	ذرہ	قطرہ
گلشن	کلی	در	محفل
گھر	پتہ	پگ	لہر

1. .... بہار ہے۔   2. .... پر دھوکہ ہے۔

3. .... روشن ہے۔   4. .... چڑھا ہے۔

5. .... بھٹکا ہے۔   6. .... میں شور ہے۔

7. .... پر نکھار ہے۔   8. .... ہرا ہے۔

9. .... میں سیکھا ہے۔   10. .... سمندر ہے۔

11. .... روشنی ہے۔   12. .... روانی ہے۔

SCERT TELANGANA

ب : مثال کے مطابق ضد لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے۔

1. عروج کی ضد زوال
2. سزا × ....
3. جنت × ....
4. مختصر × ....
5. ترقی × ....
6. سنگ دل × ....
7. آغاز × ....

جملے

1. .... 2. ....
3. .... 4. ....
5. .... 6. ....
7. .... 8. ....

V. تخلیقی اظہار

(1) طلوع آفتاب کا منظر آپ نے ضرور دیکھا ہوگا۔ دیے گئے الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے اس کی منظر کشی کیجیے۔

گلاب کی پتیاں - پہاڑوں - پرندے - جانور - سرد ہوائیں - آسمان
طلوع - شبنم - چڑیوں کا چہچہانا - کھیتوں کا لہلہانا - سنہرا
درختوں - گھانس - کسان - تتلیوں کا منڈلانا

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

VI. توصیف

(1) قدرت کی صناعی کی تعریف بیان کرتے ہوئے طلوع آفتاب کے منظر پر ایک مضمون لکھئے اور کمرہ جماعت میں سنائیے۔

VII. زبان شناسی

ان مرکب الفاظ پر غور کیجیے۔

- بے حال
- بے دم
- ہم خیال
- ہم سفر
- خوش اخلاق
- خوش نصیب
- با حیا
- با وضو

اوپر کے تمام الفاظ مرکب ہیں اور مکمل معنی ومفہوم ادا ہورہے ہیں۔ خط کشیدہ الفاظ کو شروع میں جوڑ کر معنی میں وسعت پیدا کی جارہی ہے۔

> بامعنی لفظ یا اسم کے شروع میں دوسرا حرف یا لفظ جوڑا جاتا ہے تو وہ ''سابقہ'' کہلاتا ہے

مشق -1 : سابقہ جوڑیے

1. .... آمدید
2. .... نور
3. .... اخلاق
4. .... حس
5. .... محدود
6. .... پڑھ
7. .... سفر
8. .... دیکھا

مشق - 2 : ان سابقوں کے ساتھ مناسب لفظ جوڑ کر مکمل لفظ بنائیے۔

1. خوش ....
2. نیم ....
3. با ....
4. نا ....
5. پیش ....
6. پس ....
7. ہم ....
8. خوب ....
9. نیک ....
10. زیر ....

SCERT TELANGANA

ان مرکب الفاظ پر غور کیجیے

- دل دار
- شان دار
- کتب خانہ
- دیوان خانہ
- عقل مند
- دولت مند
- عطر فروش
- میوہ فروش

اوپر کے تمام مرکب الفاظ ہیں اور مکمل معنی و مفہوم ادا ہو رہے ہیں۔ اگر دل کو دار سے، کتب کو خانہ سے عقل کو مند سے مکان کو دار سے الگ کر دیا جائے تو مفہوم بالکل بدل جائے گا۔

لفظ یا اسم کے بعد دوسرا حرف یا لفظ جوڑا جاتا ہے تو وہ "لاحقہ" کہلاتا ہے

مشق : ان الفاظ کو جوڑ کر لاحقہ بنائیے۔

باز، فروش ، دان ، دار ، بر ، شناس ، مند

1. عطر ....
2. گل ....
3. سبزی ....
4. کتب ....
5. شان ....
6. ایمان ....
7. فرض ....
8. چہرہ ....
9. دل ....
10. جان ....
11. حیلہ ....
12. بہانے ....
13. دانش ....
14. ضرورت ....

اس طرح آپ نے مرکب غیر اضافی (امتزاجی) کی چھ صورتیں پڑھیں۔

1. مرکب توصیفی	2. متضاد المعنی	3. ہم معنی / مترادف
4. قریب المعنی	5. سابقہ	6. لاحقہ

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 19-2018
SCERT TELANGANA

منصوبہ کام

(1) آزادی سے متعلق لکھی گئی نظموں کو جمع کیجیے۔ ایک البم تیار کر کے مدرسہ کے کتب خانہ میں رکھیے۔

(2) جاں نثار اختر کی نظم ''جشنِ آزادی'' پڑھیے، کمرہ جماعت میں پڑھ کر سنائیے اور دیواری رسالہ پر چسپاں کیجیے۔

کیا میں یہ کر سکتا/کر سکتی ہوں؟

1. نظم کو ترنم کے ساتھ پڑھ سکتا / پڑھ سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
2. نظم کے مطلب کو بیان کر سکتا / کر سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
3. جذبۂ قربانی وایثار کی وضاحت کر سکتا / کر سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

SCERT TELANGANA

12. زمین کی خیر نہیں

ادارہ

پڑھیے - سوچیے - بولیے

پیارے بچو ! کئی دنوں سے میں سوچ رہی ہوں کہ تم سے باتیں کروں۔ کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ اوہو ! نہیں جانتے! لو میں ہی بتاتی ہوں۔

میں نارنگی کی طرح گول ہوں۔ اپنے آپ گھومتی ہوں۔ میرے آدھے جسم پر اجالا اور آدھے پر اندھیرا رہتا ہے۔ میری عمر بہت بڑی ہے۔ تم جانتے ہو میری عمر چار سو پچاس کروڑ سال ہے۔ میری گود میں ہمالیہ جیسے بڑے پہاڑ، وسیع سمندر، میٹھے پانی کے چشمے، لہلہاتے کھیت، جھر جھر کرتے جھرنے اور آبشار ہیں۔ میرے پیٹ میں دھاتوں کے خزانے ہیں۔ میرے دامن میں تمہاری طرح ہی کئی قسم کے پرندے اور جانور آباد ہیں۔ لیکن آج کل میں بہت پریشان ہوں اور سوچ رہی ہوں کہ میرا مستقبل کیا ہوگا؟

سوالات

1. یہ متن کس کے متعلق ہے؟
2. یہاں کون اپنی آپ بیتی سنا رہا ہے؟
3. یہاں کون پریشان ہے؟ اور کیوں؟

مدعا

گلوبل وارمنگ زمانہ جدید کا ایک اہم موضوع ہے۔ اس کے مضر اثرات سے بچنے کیلئے اختیار کی جانے والی تدابیر، ماحول کا تحفظ کرنا اور آلودگی کے تدارک کے جذبہ کو طلباء میں فروغ دینا ہی اس سبق کا مقصد ہے۔

ماخذ

یہ مضمون ماہ نامہ ''سائنس کی دنیا'' نئی دہلی سے اخذ کیا گیا ہے

طلبا کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- مناسب معنی اخذ کرتے ہوئے سبق کو سمجھیے۔
- ناقابل فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیال کے ذریعہ سمجھئے اور اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 19-2018

کوئی آپ سے یہ کہے کہ شہر ممبئی یا چینائی پانی میں غرق ہو چکا ہے یا ہمالیہ کی ساری برف پگھل چکی ہے تو آپ اس بات پر بالکل یقین نہیں کریں گے لیکن سائنس داں اپنی تحقیقات کی بنیاد پر ایسی پیشن گوئیاں کر رہے ہیں۔ آیئے ہم ان پیشن گوئیوں کا جائزہ لیں اور ان کی وجوہات معلوم کرنے کی کوشش کریں۔

ہوائی کرہ مختلف گیسوں کا آمیزہ ہے۔ ان گیسوں میں ایک خاص تناسب پایا جاتا ہے۔ یہ گیس نہ صرف انسانوں کے وجود کے لیے بلکہ زمین پر بسنے والے تمام جانداروں کے لیے بے حد اہم ہیں۔

یہ گیس زمین کو چاروں طرف سے شامیانے کی طرح گھیر کر سورج سے حاصل کردہ گرمی کو زمین کے ماحول سے پوری طرح اشعاع حرارت کے ذریعہ باہر نہیں جانے دیتیں اور حرارت کے توازن کو قائم رکھتی ہیں۔ گیسوں کا امتزاج کم یا زیادہ ہونے سے ان کا تناسب بگڑتا ہے تو زمین پر موسمی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔

سائنس دانوں نے گذشتہ سو برسوں کے درجہ حرارت کا مطالعہ کیا ہے اور وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ زمین کا درجہ حرارت مسلسل بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ اضافہ خاص ان گیسوں کی وجہ سے ہوتا ہے جنہیں گرین ہاؤس گیس کہتے ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ کے علاوہ میتھین، نائٹرس آکسائیڈ، ہیلیو کاربن اور کلورو کاربن گرین ہاؤس گیس ہیں۔ ان میں چونکہ کاربن ڈائی آکسائیڈ سب سے زیادہ مقدار میں کرۂ ہوائی میں موجود ہے اس لیے کاربن ڈائی آکسائیڈ کی وجہ سے حرارت کرۂ ہوائی سے باہر نہیں نکل پاتی۔ فضا میں مقید رہتی ہے۔ اسی لیے درجہ حرارت میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ دنیا میں درجہ حرارت کے اسی اضافے کو گلوبل وارمنگ کہتے ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ کاربن ڈائی آکسائیڈ میں غیر معمولی اضافے کا ذمہ دار کوئی اور نہیں بلکہ زمین پر بسنے والے انسان ہیں۔

سائنس دانوں کی تحقیق ہے کہ زمین پر انسانی سرگرمیوں سے فضا میں گرین ہاؤس گیسوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔

دراصل جب ہم ٹی وی دیکھتے ہیں، ایر کنڈیشن استعمال کرتے ہیں، بجلی جلاتے ہیں، کار چلاتے ہیں، ویڈیو گیم سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اسٹیریو سنتے ہیں، واشنگ مشین، ڈش واشر یا مائیکرو ویو کا استعمال کرتے ہیں تو گرین ہاؤس گیس پیدا کر کے انہیں فضا میں منتشر کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

گزشتہ سو برسوں میں بڑی تعداد میں کارخانے قائم ہوئے۔ موٹر گاڑیوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہوتا گیا اور کوئلہ، معدنی تیل اور جنگلات کو توانائی حاصل کرنے کے لیے ایندھن کے طور پر خوب استعمال کیا گیا۔ صنعتوں اور ٹکنالوجی نے بہت ترقی تو

کی لیکن ترقی کی اندھادھند دوڑ میں انسان نے کرۂ ہوائی میں اس قدر کاربن ڈائی آکسائیڈ جھونک دی کہ اب یہ گیس ہمارے لیے وبالِ جان بن گئی ہے۔

سن 2000ء سے کاربن کے اخراج میں سالانہ 3.5 فی صد اضافہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ 1990 اور 2000ء کے درمیان اس اضافے کا تناسب صرف 0.09 فی صد تھا۔

فضا کی اوپری تہوں میں موجود اوزون پرت زمین کو سورج کی شعاعوں میں موجود بالائے بنفشی (الٹراوائلٹ) شعاعوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس گیس کی مقدار کا بڑھنا اور گھٹنا دونوں ہی ہمارے لیے نقصان دہ ہے۔ فضا میں کافی بلندی پر اوزون کی تہہ زمین پر چھائی ہوئی چھتری کی مانند ہے جو سورج سے آنے والی بالائے بنفشی شعاعوں کو جذب کر لیتی ہے اور ان خطرناک اور مہلک شعاعوں کی بڑی مقدار کو زمین تک پہنچنے نہیں دیتی، لیکن گرین ہاؤس گیسوں کی وجہ سے یہ پرت تیزی کے ساتھ جگہ جگہ سے پھٹ رہی ہے اور اس میں شگاف پیدا ہو رہے ہیں۔ ان شگافوں سے سورج کی مہلک شعاعیں جو اوزون میں جذب ہو جاتی تھیں اب براہ راست سطح زمین پر پڑتی ہیں۔

یہ اسی کا اثر ہے کہ قطب شمالی اور قطب جنوبی کی برف تیزی سے پگھل رہی ہے۔ دنیا کے کئی گلیشیر بھی پگھل رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں ہمالیہ کے برفانی تودوں کی سطح کم ہوتی جا رہی ہے۔ اس سے ایک تو گرمی مسلسل بڑھتی جا رہی ہے اور دوسرے برفانی تودوں کے کم ہونے سے یہ گمان اور خوف بڑھ رہا ہے کہ اگلے بیس پچیس برسوں میں ہمالیہ کی تمام برف پگھل جائے گی۔ دریاؤں کی آبی سطح وقتی طور پر بڑھتی رہے گی۔ پورے ملک میں سیلاب آتا رہے گا۔ پھر برفانی سطح کم ہونے سے پانی کی زبردست قلت ہوگی۔ پانی کی قلت سے جو تشویشناک حالات پیدا ہوں گے، ان کے بارے میں سوچ کر آدمی فکرمند ہو جاتا ہے۔

غرض بے لگام صنعتی ترقی، جدید ٹکنالوجی کے بے تحاشہ استعمال، قدرتی وسائل کے متوازن استعمال سے بے توجہی اور انسانی بے حسی نے دنیا کے لیے سنگین مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ اس کے مہلک اثرات کسی ایک یا دو ملک یا چند لوگوں تک محدود نہ رہیں گے بلکہ دنیا کا ہر جاندار اس سے متاثر ہوگا۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 19-2018

شاید اسی لیے پوری دنیا کی توجہ اس مسئلے کہ طرف مرکوز ہورہی ہے اور عالمی پیانے پر گلوبل وارمنگ پر قابو پانے کی تدابیر اختیار کی جارہی ہیں۔توانائی حاصل کرنے کے ایسے وسائل تلاش کیے جارہے ہیں جن سے ماحول پر برا اثر نہ پڑے۔قابل تجدید توانائی اور آلودگی سے پاک ٹکنالوجی پر مسلسل ریسرچ جاری ہے۔فضا میں کاربن کی مقدار کو کم کرنے اور شمسی توانائی کے استعمال کو فوقیت دینے پر زور دیا جارہا ہے۔

ماحولیات کے سلسلے میں ہمارا ایک غلط عمل دوسروں کو تکلیف میں مبتلا کرسکتا ہے۔اس لیے ہر فرد کو اخلاقی سطح پر بھی اس مسئلے کو حل کرنے کا عہد کرنا چاہیے۔

I. سنیے - بولیے

(1) آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ زمین کی خیر نہیں؟

(2) آلودگی کا سبب سائنسی ترقی نہیں بلکہ خود انسان ہے۔ بحث کیجیے۔

(3) کیا آپ سائنس دانوں کی پیشن گوئیوں سے متفق ہیں یا نہیں مدلل بحث کیجیے۔

II. پڑھیے - لکھیے

الف : حسب ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

(1) 'گلوبل وارمنگ' یا 'عالمی حدت' کسے کہتے ہیں؟

(2) کرۂ ہوائی کی گیسیں حرارت کے توازن کو کس طرح قائم رکھتی ہیں؟

(3) گلوبل وارمنگ سے متعلق سائنس دانوں کی پیشن گوئی کیا ہے؟

(4) کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں غیر معمولی اضافہ کی کیا وجوہات ہیں؟

(5) اوزون پرت سے زمین کو کیا فائدہ ہے؟

(6) انسان کی وہ کونسی سرگرمیاں ہیں جن سے زمین کو نقصان ہورہا ہے؟

(7) گلوبل وارمنگ سے برفیلے علاقوں میں ہونے والے نقصانات کیا ہیں؟

ب : اس سبق میں استعمال کیے گئے انگریزی اصطلاحات کی نشاندہی کیجیے اور لکھیے۔

ج : حسب ذیل عبارت پڑھیے۔

زمینی درجہ حرارت میں اضافے کے باعث جنم لینے والی موسمی تبدیلیاں نہ صرف عالمی معیشت کی ترقی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ بن رہی ہیں بلکہ ان کے نتیجے میں ابھی سے ہر سال کئی ملین انسان موت کا بھی شکار ہورہے ہیں۔ یہ باتیں دنیا کے ان بیس ممالک کے ایماء پر تیار کی گئی ایک رپورٹ میں بتائی گئی ہیں۔جنہیں موسمی تبدیلیوں کے نتیجے میں سب سے زیادہ نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے۔اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بڑھتا ہوا زمینی درجہ حرارت نہ صرف ماحولیاتی تباہی کا باعث بنے گا بلکہ یہ ابھی سے بین الاقوامی

اقتصادیات کے لیے بھی ایک بہت بڑی رکاوٹ بننا شروع ہو گیا ہے۔اس رپورٹ کے کلیدی نتائج میں یہ اندازے بھی شامل ہیں کہ زیادہ کاربن گیسوں کے اخراج کا باعث بننے والی معیشتیں اور ان کے ساتھ بڑی موسمی تبدیلیاں ہر سال پانچ ملین انسانوں کی موت کی ذمہ دار ہیں۔ان میں سے 90 فیصد ہلاکتوں کا تعلق ہوا کی آلودگی سے ہے۔DARA ریسرچ سینٹر کی تیار کردہ یہ رپورٹ حال ہی میں امریکی شہر نیویارک کی ایشیا سوسائٹی میں منعقدہ ایک تقریب میں جاری کی گئی۔اس میں بتایا گیا ہے کہ موسمی تبدیلیوں کے خلاف عملی اقدامات میں ناکامی کی وجہ سے عالمی معیشت کو مجموعی عالمی پیداوار کے 1.6 فیصد کے برابر نقصان پہنچ رہا ہے۔یہ نقصان سالانہ 1.2 ٹریلین ڈالر کے برابر بنتا ہے۔مزید یہ کہ بڑھتے ہوئے درجہ حرارت اور کاربن سے جڑی آلودگی کی وجہ سے ہونے والے اضافی اخراجات 2030ء تک بڑھ کر مجموعی عالمی پیداوارار کے 3.2 فیصد تک پہنچ جائیں گے۔اس رپورٹ کے مطابق انسانیت کو اتنے بڑے پیمانے پر نقصان پہنچ رہا ہے کہ جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔

مندرجہ بالا عبارت پڑھئے اور درج ذیل جوابات کے سوال تیار کیجئے۔

سوال(1)

جواب: موجودہ دور میں موسمی تبدیلیوں کے نتیجہ میں سب سے زیادہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

سوال(2)

جواب: موجودہ دور میں زمین کا درجہ حرارت ماحولیاتی تباہی کا باعث بن رہا ہے۔

سوال(3)

جواب: موجودہ دور میں موسمی تبدیلیوں کے خلاف عملی اقدامات میں ناکامی کی وجہ سے عالمی معیشت کو مجموعی عالمی پیداوار کے 1.6 فیصد کے برابر نقصان پہنچ رہا ہے۔

سوال(4)

جواب: موجودہ دور میں درجہ حرارت اور کاربن کی آلودگی کی وجہ سے ہونے والے اضافی اخراجات مجموعی عالمی پیداوار کے 3.2 فیصد تک پہنچنے کا خدشہ ہے۔

III. خود لکھیے

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب 4 یا 5 جملوں میں لکھیے۔

(1) آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اوزون پرت ہمارے لیے حفاظتی غلاف کی طرح کام کرتی ہے؟

(2) گلوبل وارمنگ کے مسئلہ پر قابو پانے کے لیے آپ کیا اقدامات کروگے؟

(3) سورج کی بالائے بنفشی شعاعیں زمین تک پہنچنے سے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

(4) ماحول کا تحفظ ہمارا اخلاقی فریضہ ہے۔موجودہ دور میں گلوبل وارمنگ کے مسئلہ کو اخلاقی سطح پر حل کرنا کیوں ضروری ہے؟

SCERT TELANGANA

(ب) حسب ذیل سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے۔

(1) ''گلوبل وارمنگ ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے'' کیسے؟

(2) گلوبل وارمنگ کے تناظر میں کیا صنعتی اورسائنسی ترقی کوروک دینا چاہیے کیوں؟ وجوہات بتلائیے۔

(3) انسان اندھادھند ترقی کی دوڑ میں کس طرح کرہ ہوائی کو نقصان پہنچا رہا ہے۔

IV. لفظیات

(الف) مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

غرق ، فضاء ، گمان ، محدود ، مہلک

(ب) سبق میں چند ایسے سائنسی اصطلاحات دی گئی ہیں۔انہیں ڈھونڈ نکالیے اوران کے معنی تلاش کیجیے۔

قابلِ تجدید توانائی : توانائی جو نئی شکل میں پیدا کی جاسکے یا نئے ذرائع سے پیدا کی جاسکے۔

(ج) ذیل کے الفاظ کی جمع لکھ کرواحد اور جمع دونوں کو ایک ہی جملے میں استعمال کیجیے۔

وسیلہ ، حال ، جنگل ، عضو ، تحقیق ، طرف

مثال : طرف : اطراف دائیں طرف سے جاکر گھر کے اطراف کا مشاہدہ کرو

حال ....

جنگل ....

عضو ....

تحقیق ....

وسیلہ ....

V. تخلیقی اظہار

(1) عالمی حدت کے تدارک کے لیے ایک پوسٹر تیار کیجیے جس میں تصویروں کے ساتھ ساتھ نعرے بھی تحریر کیجیے۔

(2) آپ کے مدرسہ / گلی / گاؤں میں اوزون ڈے / یوم ماحولیات کے موقع پر تقریب میں شرکت کرنے کے لیے حسب ذیل اشاروں کی مدد سے اعلامیہ تیار کیجیے۔

موضوع :

مقام :

تاریخ :

وقت :

اہم شخصیتیں :

زیر اہتمام :

VI. توصیف

ہمارے ملک کے مشہور ماہرین ماحولیات سندرلال بہوگنا اور میتھا پاٹکر نے ماحول کے تحفظ کے لیے مختلف تحریکات چلاے ہیں۔ان کی کوششوں کو سراہتے ہوئے مضمون لکھیے۔

VII. زبان شناسی

جس طرح حروف کا مجموعہ لفظ کہلاتا ہے اسی طرح لفظوں کا مجموعہ جملہ کہلاتا ہے۔

جملہ: الفاظ کا وہ مجموعہ جس سے کچھ معنی و مفہوم ادا ہوتا ہے جملہ کہلاتا ہے۔جیسے احمد اردو پڑھا تا ہے۔

ان جملوں کو پڑھیے۔

(1) احمد پڑھتا ہے۔

(2) شاداں کتاب پڑھتی ہے۔

☆ پہلے جملے میں احمد کے تعلق سے بتایا گیا ہے کہ وہ پڑھتا ہے، جملے میں جس کے تعلق سے کچھ کہا جائے وہ مبتدا کہلاتا ہے اور جس تعلق سے کہا جائے وہ خبر ہے۔

☆ دوسرے جملے میں شاداں مبتدا ہے جبکہ ''کتاب پڑھتی ہے'' خبر ہے۔

☆ ان جملوں میں احمد اور شاداں اسم ہیں اور مبتدا ہے تو مبتدا ہمیشہ اسم ہوتا ہے جبکہ ''پڑھتا ہے''، فعل ہے۔خبر فعل اور اسم دونوں ہو سکتے ہیں۔

جملہ : ایک جملہ دو عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔مبتدا۔خبر۔

مبتدا : ہمیشہ شروع میں ہوتا ہے جو اسم ہوتا ہے۔

خبر : مبتدا کے بعد کا حصہ ہے جو فعل،اسم وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔

جملہ بنانے کا طریقہ: جملے میں پہلے فاعل پھر مفعول اسکے بعد فعل آتا ہے۔جیسے طیبہ خط لکھتی ہے۔

مشق -1 : ان جملوں میں مبتدا اور خبر کی نشاندہی کیجیے۔

(1) راشد روزانہ نماز پڑھتا ہے ( ) ( )

(2) طلبہ میدان میں کھیل رہے ہیں ( ) ( )

(3) لڑکیاں گانا گا رہی ہیں ( ) ( )

(4) پرندے چہچہا رہے ہیں ( ) ( )

(5) کتابیں اچھی ہیں ( ) ( )

SCERT TELANGANA

مشق -2 : سبق سے پانچ جملے منتخب کر کے مبتدا اور خبر کی نشاندہی کیجیے۔

منصوبہ کام

(1) انٹرنیٹ سے عالمی حدت سے متعلق پوسٹرس کو ڈاون لوڈ کیجیے اور اسکراپ بک تیار کیجیے۔

(2) عالمی حدت کی وجہ بننے والی اشیا یا دیگر چیزوں کی تصاویر جمع کیجیے اور ان سے متعلق چند سطور لکھیے۔

کیا میں یہ کرسکتا/کرسکتی ہوں؟

1. سبق پڑھ کر فہم حاصل کرسکتا / کرسکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
2. عالمی حدت کے نقصانات بیان کرسکتا / سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
3. عالمی حدت کے تدارک کے لئے اقدامات کرسکتا / سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
4. عالمی حدت سے متعلق پوسٹر تیار کرسکتا / سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

زمیـــن

زمین نظام شمسی کا وہ واحد سیارہ ہے جہاں پر زندگی موجود ہے۔ پانی زمین کی 2/3 سطح کو ڈھکے ہوئے ہے۔ زمین کی بیرونی سطح پہاڑوں، ریت اور مٹی کی بنی ہوئی ہے۔ پہاڑ زمین کی سطح کا توازن برقرار رکھنے کے لئے بہت ضروری ہیں۔ اگر زمین کو خلا سے دیکھا جائے تو ہمیں سفید رنگ کے بڑے بڑے نشان نظر آئیں گے۔ یہ پانی سے بھرے بادل ہیں جو زمین کی فضا میں ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ پچھلے چند سالوں سے ان بادلوں کی تعداد میں کمی آئی ہے جس کا اثر زمین کی فضا پر پڑتا ہے۔ ہماری زمین کا صرف ایک چاند ہے۔ زمین کا شمالی نصف کرہ زیادہ آباد ہے جبکہ جنوبی نصف کرہ میں آبادی کم ہے قطب شمالی اور قطب جنوبی پر چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات رہتی ہے۔ عام دن اور رات کا دورانیہ چوبیس گھنٹے کا ہوتا ہے۔ زمین کی انسانی آبادی چھ ارب سے تجاوز کرچکی ہے۔

SCERT TELANGANA

13. غزل

جگؔر مرادآبادی

پڑھیے - سوچیے - بولیے

چونٹیوں میں اتحاد مکھیوں میں اتفاق
آدمی کا آدمی ہی دشمن ہے خدا کی شان

1. لفظ اتحاد کے کیا معنی ہیں؟
2. آدمی آدمی سے دشمنی کیوں کرتا ہے؟
3. آپس میں دشمنی سے کیا ہوتا ہے؟
4. ملک کی ترقی کے لیے کیا ضروری ہے؟

مدعا

غزل کے ذریعہ طلباء میں جمالیاتی ذوق کو اُجاگر کرنا، الفاظ کے خوبصورت استعمال کے علاوہ غزل میں استعمال شدہ تشبیہات، استعارے کنایے، مترادفات وغیرہ کی صراحت کرنا، ردیف اور قافیہ کی پابندی، جیسے اُمور کی وضاحت کرنا بھی مقصود ہے۔یہی اس غزل کا مقصد ہے۔

ماخذ

یہ غزل جگرمرادآبادی کے ایک شعری مجموعے سے اخذ کی گئی ہے۔

طلبا کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- مناسب معنی اخذ کرتے ہوئے غزل کو سمجھیے۔
- ناقابل فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیال کے ذریعہ سمجھیے اور اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2018-19

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

بھول جاتا ہوں میں ستم اس کے
وہ کچھ اس سادگی سے ملتا ہے

آج کیا بات ہے کہ پھولوں کا
رنگ تیری ہنسی سے ملتا ہے

مل کے بھی جو کبھی نہیں ملتا
ٹوٹ کر دل اسی سے ملتا ہے

کاروبارِ جہاں سنورتے ہیں
ہوش جب بے خودی سے ملتا ہے

روح کو بھی مزا محبت کا
دل کی ہمسائیگی سے ملتا ہے

SCERT TELANGANA

شاعر کا تعارف

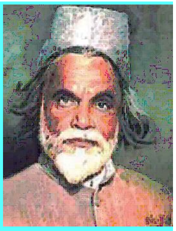

جگر مراد آبادی کا اصل نام علی سکندر اور تخلص جگر تھا۔ان کی ولادت 1898ء میں ریاست اتر پردیش کے شہر مراد آباد میں ہوئی۔اُن کے والد نظر علی صاحبِ دیوان شاعر تھے۔جگر کی ابتدائی تعلیم مشرقی انداز میں گھر پر ہوئی۔ جگر کو شاعری وراثت میں ملی۔ان کی غزلوں میں رند و سرمستی اور حسن و عشق کی چاشنی پائی جاتی ہے۔وہ حسن مجازی کے پرستار رہے۔اُنہوں نے ابتداً اپنے کلام پر اپنے والد نظر علی سے اصلاح لی،بعد کو داغ دہلوی اور امیر اللہ خاں تسلیم کی شاگردی اختیار کی۔ جگر بنیادی طور پر غزل گو شاعر ہیں۔ان کی وفات 9 ستمبر 1960ء کو گونڈہ میں ہوئی۔اُنہوں نے ''داغ جگر''،''شعلہ طور'' اور ''آتش گل'' تین شعری مجموعے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔آخر الذکر مجموعے پر ساہتیا اکیڈمی ایوارڈ ملا۔علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے جگر کو ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری سے نوازا۔

صنف کی تعریف: غزل کے لغوی معنی عورتوں سے بات کرنا اصطلاح صنف سخن میں عورتوں کے حسن و جمال کی تعریف کرنا ہے۔مگر اب غزل میں تہذیبی،اصلاحی ، اخلاقی ،فلسفیانہ مضامین،سیاسی سماجی معاشراتی ہر موضوع پر باندھے جاسکتے ہیں۔

اشعار کی تشریح

آدمی آدمی سے ملتا ہے　　دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

سادہ سیدھا رواں دواں شعر ہے۔شاعر اس شعر میں یہ کہنا چاہتا ہے کہ یوں تو لوگ روز روز ملتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ملنا صرف ملنا برائے ملنا ہوتا ہے۔ جب کہ ہم بہت کم لوگوں سے دل و جان سے ملتے ہیں اس لئے کہ دل نہیں چاہتا۔دل اُنہی لوگوں سے ملنا چاہتا ہے جو حقیقت میں انسان ہوتے ہیں آدمی نہیں۔

بھول جاتا ہوں میں ستم اس کے　　وہ کچھ اس سادگی سے ملتا ہے

شاعر نے اس شعر میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ اپنے محبوب کی بے وفائی اور جور و ستم کو اس لئے بھول جاتا ہے کہ اس کا محبوب جب بھی ملاقات کرتا ہے تو بڑی سادگی سے پیش آتا ہے۔وہ اپنے محبوب کی سادگی اور بھولے بھالے پن کو دل و جان سے پسند کرتا ہے۔(محبوب کے سلسلہ میں یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ اُردو غزل میں شاعر محبوب کے نام سے کبھی معشوق کو مخاطب کرتا ہے،کبھی خدا کو یاد کرتا ہے،کبھی اپنے آپ کو مخاطب کرتا ہے،کبھی زمانے کو اور کبھی وقت کو۔)

آج کیا بات ہے کہ پھولوں کا　　رنگ تیری ہنسی سے ملتا ہے

جگر نے اپنے شعر میں محبوب کی مسکراہٹ اور ہنسی کو کھلتے ہوئے پھولوں سے تشبیہ دی ہے اور کہا ہے کہ نہ جانے کیوں آج اس

کی ہنسی پھولوں سے ملتی جلتی ہے۔اس میں پھولوں جیسی تازگی اورخوبصورتی پائی جاتی ہے۔

مل کے بھی جو کبھی نہیں ملتا ٹوٹ کر دل اسی سے ملتا ہے

جگرنے اس شعر میں اپنے جذبۂ محبت کی ترجمانی کی ہے۔وہ کہہ رہا ہے کہ اس کا محبوب اس سے مل کر جدا ہوگیا لیکن شاعر نے اسے اپنے دل میں محفوظ رکھا ہے اوراسی کی یادوں میں گم ہے۔اوراس کا دل اسی کی جانب مائل ہے۔

کاروبارِ جہاں سنورتے ہیں ہوش جب بے خودی سے ملتا ہے

جگرنے اس شعر میں عاشقانہ جذبات کی ترجمانی کی ہے ان کا خیال ہے کہ جب کوئی محبوب کی یادوں میں ڈوب جاتا ہے تو اسے ساری دنیا مل جاتی ہے۔یہ ایک فلسفیانہ شعر ہے شاعر کہتا ہے کہ حیاتِ انسانی میں زندگی سے جڑے کاروبار اُس وقت پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں جب ہم ہوش اور دیوانگی دونوں سے کام لیتے ہیں۔یعنی زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی دل اور دماغ دونوں سے کام لے ورنہ کسی ایک کے سمجھانے سے کاروبارِ زندگی یعنی معاملاتِ زندگی سدھرنے نہیں پاتے اور ہم زندگی میں ناکام ہوجاتے ہیں۔

روح کو بھی مزا محبت کا دل کی ہمسائیگی سے ملتا ہے

انسانی وجود میں دل و دماغ کے علاوہ روح کی بھی اپنی ایک انفرادی حیثیت ہے۔دل یہاں عشق کی علامت ہے جس کی ہمسائیگی سے روح بھی مسرور ہوجاتی ہے۔دومحبت کرنے والے جب ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں تو روح بھی پرکیف ہوجاتی ہے۔محبوب کی قربت اوراحساسِ عشق روح میں شگفتگی،شادابی پیدا کرتا ہے۔

SCERT TELANGANA

I. سنیے - بولیے

1. غزل کے اشعار کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجیے؟
2. اس غزل میں سادگی سے کیا مراد ہے؟
3. شاعر کس کے ستم بھول جاتا ہے؟ کیوں؟
4. کاروبار جہاں کب سنورتے ہیں؟

II. پڑھیے - لکھیے

الف: 1. پھولوں کے رنگ کو شاعر نے کس کی ہنسی سے جوڑا ہے؟ کیوں؟

2. غزل کا وہ شعر لکھیے جس میں بے خودی کا ذکر کیا گیا ہے؟

3. شاعر اپنے چاہنے والے کے ستم کیوں بھول جاتا ہے؟

4. دنیا کے کاروبار کب اور کیسے سدھر جاتے ہیں؟

5. ’’ہوش‘‘ اور ’’بے خودی‘‘ کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجیے۔

ب: 1. ذیل کے بے ترتیب اشعار کو غزل کے لحاظ سے ترتیب دیجیے۔

روح کو بھی مزا محبت کا

دل کی ہمسائیگی سے ملتا ہے

آدمی آدمی سے ملتا ہے

دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

آج کیا بات ہے کہ پھولوں کا

رنگ تیری ہنسی سے ملتا ہے

ج: ذیل میں دی گئی غزل کی روشنی میں عبارت کی خالی جگہوں کو پر کرو۔

درد منت کشِ دوا نہ ہوا میں نہ اچھا ہوا ، بُرا نہ ہوا

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا

ہے خبر گرم اُن کے آنے کی آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

شاعر کہتا ہے کہ میرا درد .... دوا نہیں ہوا۔ یہی میرے حق میں اچھی بات ہے کہ میں اچھا نہ ہوا تو برا بھی نہ ہوا۔

دراصل رقیب .... کھا کے بے مزا اس لیے نہیں ہوا کہ میرے محبوب کے لب .... ہیں۔ میرا محبوب میرے .... آنے والا ہے مگر گھر میں .... تک بھی نہیں ہے۔ خدا نے ہمیں .... دی, لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس کا .... ادا نہ کیا۔

III. خود لکھیے

مختصر جوابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب تین یا چار جملوں میں لکھیے ۔

1. جب لوگ آپس میں ملتے ہیں' کیا انہیں خلوص کا مظاہرہ کرنا چاہیے؟ کیوں؟
2. ہمیں کچھ لوگوں سے مل کر بے پایاں مسرت کیوں ہوتی ہے؟
3. جگر مرادآبادی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
4. روح کو محبت کا مزہ کب ملتا ہے؟
5. اس شعر کو پڑھیے اور اس کا مطلب اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

مل کے بھی جو کبھی نہیں ملتا　　　ٹوٹ کر دل اسی سے ملتا ہے

طویل جوابی سوالات

حسب ذیل سوالوں کے جواب تفصیل سے لکیھے

1. ایک چمن میں مختلف قسم کے پھول ہوتے ہیں ان میں سے آپ کو خاص طور پر کچھ پھول پسند آتے ہیں۔ایسا کیوں؟
2. جگر کی اس غزل سے آپ کے دل و دماغ پر کس قسم کے اثرات مرتب ہوئے لکھیے؟
3. آپ نے دریا ، جھیل ، آبشار ، جھرنا وغیرہ دیکھے ہوں گے۔ ان کے بارے میں آپ کے کیا خیالات/تاثرات ہیں قلمبند کیجیے؟
4. ''مل کے بھی جو کبھی نہیں ملتا'' اس مصرعے میں شاعر کا اشارہ کس طرف ہے؟ اور کیوں؟

IV. لفظیات

الف : خط کشیدہ الفاظ کے معنی قوسین میں لکھیے ۔

1. بہترین انسان وہ ہے جس میں **سادگی** ہے۔ (　　　)
2. کمزوروں پر **ستم** نہ کرو۔ (　　　)
3. آج میری ملاقات ایک بہت بڑی **ہستی** سے ہوئی۔ (　　　)
4. دونوں **جہاں** کا مالک اللہ ہے۔ (　　　)
5. احمد کے ابو کا بہت بڑا **کاروبار** ہے۔ (　　　)

ب : '' ٹوٹ کر ملنا '' '' مل کے بھی نہ ملنا '' وغیرہ محاورے ہیں۔اس طرح کے چند محاورے آپ بھی لکھیے اور معنی معلوم کیجیے

....　　　.................................

....　　　.................................

....　　　.................................

SCERT TELANGANA

ج : دیے گئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

بے خودی - ہم سائیگی - جہاں - ستم - ہنسی

.1 ....

.2 ....

.3 ....

.4 ....

.5 ....

V. تخلیقی اظہار

.1 اس غزل کو لحن سے پڑھیے۔

.2 ذیل کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے اپنے الفاظ میں ایک مضمون لکھیے ۔

آدمی ، دل ، ستم ، سادگی ، پھول ، ہنسی ، ٹوٹ کر ملنا ، ہوش ، بے خودی ، ہم سائیگی

VI. توصیف

.1 اس غزل کے شاعر کی ستائش کرتے ہوئے ایک پیراگراف لکھیے ۔

.2 آپ کی جماعت میں اس غزل کو کس نے بہتر انداز میں پڑھا؟ آپ کو کیوں ایسا لگا کہ اس نے ہی اچھا پڑھا۔اس کی تعریف کیجیے۔

VII. زبان شناسی

مفرد جملہ - مرکب جملہ

ان دونوں جملوں کو غور سے پڑھیے

(1) شافعہ پڑھ رہی ہے۔

(2) شافعہ اسکول سے آئی اور ہوم ورک کر رہی ہے۔

پہلے جملے میں شافعہ کے ایک کام کو بتایا جا رہا ہے یعنی ایک ہی مفہوم ادا ہو رہا ہے۔جبکہ دوسرے جملے میں دو مفہوم کو ادا کیا جا رہا ہے۔

پہلا مفہوم اسکول سے آنا دوسرا مفہوم ہوم ورک کرنا۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2018-19

مفرد جملہ: جس جملے میں ایک ہی مفہوم ادا کیا جائے ''مفرد جملہ'' کہلاتا ہے۔

مرکب جملہ: جس جملے میں ایک سے زائد مفہوم ادا کیے جائیں ''مرکب جملہ'' کہلاتا ہے۔

یعنی دو یا دو سے زائد مفرد جملے مل کر ایک مفہوم ادا کرتے ہیں۔

اس طرح صورت کے لحاظ سے جملے کی دو قسمیں ہیں (1) مفرد جملہ (2) مرکب جملہ

مشق:- ذیل کے جملوں میں مفرد اور مرکب جملے کی نشاندہی کیجیے

(1) حامد آیا اور سو گیا۔ (   )

(2) خالد گھر میں سو گیا۔ (   )

(3) میں جا رہا تھا تو اُس نے پکارا۔ (   )

(4) مجھ کو اِس نے للکارا۔ (   )

(5) سب آئے مگر عمیر نہیں آیا۔ (   )

(6) طاہر آج نہیں آیا۔ (   )

(7) اس نے پڑھا ہی نہیں بلکہ ذہن نشین بھی کیا (   )

(8) صابر نے پڑھ کر ذہن نشین کر لیا۔ (   )

(9) عبداللہ کلاس میں اچھا پڑھتا ہے۔ (   )

(10) سبق کو خوش خط لکھو۔ (   )

منصوبہ کام

1. دیگر شعراء کی اخلاقی غزلوں کو جمع کیجیے اور مدرسے کی لائبریری میں رکھیے۔
2. جگر مرادآبادی کی دیگر غزلوں کو جمع کیجیے اور ان کے چند اشعار کا مطلب لکھیے۔

کیا میں یہ کرسکتا / کرسکتی ہوں؟

1. غزل کو ترنم سے پڑھ سکتا / پڑھ سکتی ہوں۔ ہاں/نہیں
2. غزل کے اشعار کا مطلب بیان کرسکتا / کرسکتی ہوں۔ ہاں/نہیں
3. غزل کو نثر میں لکھ سکتا / لکھ سکتی ہوں۔ ہاں/نہیں
4. صنف غزل کو سمجھ سکتا / سمجھ سکتی ہوں۔ ہاں/نہیں

SCERT TELANGANA

.14 خطوط

ماخوذ

پڑھیے - سوچیے - بولیے

فرحان بڑبڑاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔لگتا تھا کہ وہ کچھ پریشان سا ہے۔فرحان کی ماں نے پوچھا، بیٹا کیا بات ہے؟ لگتا ہے تم پریشان ہو۔فرحان نے جواب دیا، اب کیا کہوں امّی ..... میں نے اسکول کی لائبریری سے ایک کتاب لی تھی، مجھے آج اسے واپس کرنی ہے۔لیکن لاکھ تلاش کرنے کے باوجود وہ کتاب نہیں ملی۔ میں اسے ہی ڈھونڈ رہا ہوں۔فرحان کی اس بات کو سن کر ماں نے پرسکون انداز میں جواب دیا ''بیٹا'' گھبراؤ مت! اس کتاب کو پڑھتے پڑھتے جب تمہاری آنکھ لگ گئی تھی تو میں نے اسے تمہارے ابو کی کتابوں کے ساتھ الماری میں محفوظ رکھا ہے۔ یہ سنتے ہی فرحان فوراً الماری کی طرف لپکا۔ الماری کی کتابوں سے اپنی کتاب نکالی تو ایک دوسری کتاب سے چند پرانے کاغذ گر پڑے۔

فرحان نے دیکھا کہ وہ صرف پرانے کاغذات ہی نہیں تھے بلکہ وہ خطوط ہیں جو ان کے دادا جان نے ابّو کے نام لکھے تھے۔ یہ خطوط اتنے دلچسپ اور معلوماتی تھے کہ وہ ان خطوط کی نرالی دنیا میں کھو گیا۔

سوالات

1. فرحان کیوں پریشان تھا؟
2. کتاب کہاں رکھی تھی؟
3. فرحان نے الماری میں اپنی کتاب کے ساتھ ساتھ اور کیا دیکھا؟
4. فرحان کے ابو نے دادجان کے خطوط کو کیوں محفوظ کیا ہوگا؟

تو بچو! آیئے آج ہم ایسے ہی چند قدیم اور انمول خطوط کا مطالعہ کریں۔

مدعا

اردو ادب میں خطوط نگاری بھی اہم حیثیت رکھتی ہے۔اس کے ذریعہ طلباء میں خطوط کی اہمیت ، خطوط کی عبارت کی اہمیت واضح کرنا ہوتا ہے۔چونکہ مختلف احباب اور اداروں کو لکھے جانے والے خطوط کے القاب مختلف ہوتے ہیں اور مضمون بھی مختلف ہوتا ہے۔اس لیے طلباء میں مختلف قسم کے خطوط لکھنے اور ان کی تحریروں میں خطوط نگاری کو فروغ دینے کے لیے مضمون شامل کیا گیا ہے۔

ماخذ

یہ خطوط مولوی عبدالحق، منشی پریم چند، ڈپٹی نذیر احمد اور مولانا ابوالکلام آزاد کے مجموعوں سے اخذ کیے گئے ہیں

طلبا کے لیے ہدایات

- سبق پڑھیے اور نئے الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے۔
- موقع و محل کی مناسبت سے معنی اخذ کرتے ہوئے سبق کو سمجھیے۔
- ناقابل فہم تصورات کو آپس میں تبادلہ خیال کے ذریعہ سمجھئے اور اپنے معلم کی مدد لیجیے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

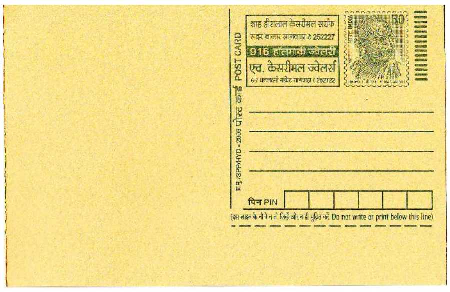

ادیبوں کی خطوط نویسی

خط کو آدھی ملاقات کہتے ہیں۔ خط کے ذریعہ ہم دور رہنے والے عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں کو کسی اہم واقعہ، کسی خاص بات یا کسی خاص کیفیت سے واقف کرواتے ہیں۔ اس طرح خط و کتابت کو تحریری گفتگو کہا جاسکتا ہے۔ جس طرح زبانی گفتگو کے کچھ خاص آداب ہیں اسی طرح تحریری گفتگو یعنی خطوط نویسی کے بھی کچھ اصول مقرر ہیں جن کی وضاحت ذیل میں کی گئی ہے۔

1. خط میں سب سے پہلے کاغذ کے اوپر دائیں جانب اپنا نام و پتہ اور اس کے نیچے تاریخ درج کرنا چاہیے۔
2. اس کے بعد کچھ جگہ چھوڑ کر مکتوب الیہ (جسے خط لکھا جارہا ہے) کے القاب لکھے جائیں۔ مکتوب الیہ سے اپنے تعلقات رشتے اور اس کے مرتبے کے اعتبار سے موزوں القاب و آداب استعمال کریں۔
3. القاب کے بعد نئی سطر دائیں طرف سے کچھ جگہ چھوڑ کر شروع کرنی چاہیے۔
4. خط لکھتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ ہم جو بات کہنا چاہتے ہیں اسے نہایت بے تکلفی کے ساتھ صاف صاف اور مناسب الفاظ میں ادا کریں۔ مشکل الفاظ، طویل جملے اور پیچیدہ عبارت ہرگز نہیں لکھنا چاہیے۔ اگر کئی باتیں کہنا ہوں تو انہیں سلیقے کے ساتھ، ترتیب سے بیان کریں۔ خط کی خوبی یہ ہے کہ اس میں بناوٹ نہ ہو اور یہ معلوم ہو کہ گویا دو آدمی آمنے سامنے بیٹھے باتیں کررہے ہیں۔
5. خط صاف ستھرا لکھنا چاہیے۔ اس میں کانٹ چھانٹ اور بڑی سطریں نہ ہوں۔ اسی طرح بے تکلفی کے باوجود کوئی خلافِ تہذیب الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔

اردو میں خطوط نگاری کا قدیم طریقہ غیر ضروری تکلفات، فرسودہ القاب و آداب اور روایتی تمہید وغیرہ کے سبب نہایت مشکل تھا۔ مرزا غالب نے اس قدیم طریقے کو چھوڑ کر صاف اور سلیس انداز میں مکتوب نگاری کا طریقہ اپنایا جو نہایت ہی مقبول ہوا۔ اردو کے چند بڑے بڑے ادیبوں کے خطوط کو ذیل میں دیا جارہا ہے۔

مولوی عبدالحق

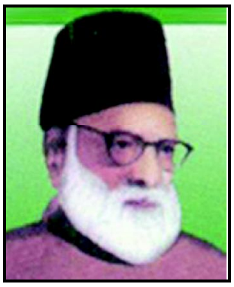

مولوی عبدالحق (1870-1961) اردو کے ایک عظیم محقق اور نقاد تھے۔ اردو کی بے پناہ خدمت کی وجہ سے وہ اپنی زندگی ہی میں ''بابائے اردو'' کے نام سے مشہور ہوگیے۔ ان کی کوششوں سے اردو کی کئی قدیم کتابوں سے دنیا واقف ہوئی۔ مرحوم دہلی کالج، چند ہم عصر، اردو کی ابتدائی نشونما میں صوفیائے کرام کا حصہ، ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

ذیل کا خط ''خطوط عبدالحق'' مرتبہ اکبرالدین صدیقی سے ماخوذ ہے۔ یہ خط سید ساجد علی کے نام ہے جو مولوی صاحب کے ماتحت مہتمم تعلیمات کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ اس خط میں انہوں نے اورنگ آباد سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے گزرے ہوئے دنوں کو یاد کیا ہے۔

SCERT TELANGANA

مقام : کراچی

تاریخ : یکم نومبر 1958ء

مشفقی ومکرمی۔تسلیم!

آپ کا اشفاق نامہ پہنچا۔اسے پڑھ کرتھوڑی دیر دوسرے عالم میں جا پہنچا۔اورنگ آباد کی صحبتوں ،رفیقوں اوراحباب کی محبت،عنایت،کالج اورانجمن کی سرگرمیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔

اس برِّعظیم پاک وہند کا شاید ہی کوئی بڑا چھوٹا قصبہ وقریہ ایسا ہوجس کی خاک میں نے نہ چھانی ہو۔شہراور قصبے تو میری جولاں گاہ تھے ہی،جنگلوں، دریاؤں اورسمندروں کی بھی جی بھر کے سیر کی۔جن دنوں مجھ پر اردو زبان کا جن سوار تھا، میں سچ مچ زمین کا گز بنا ہوا تھا۔زندگی کا وہ دور عجیب وغریب تھا۔اگرتحریر میں لاؤں تو الف لیلیٰ کی داستان معلوم ہوگی۔اس سرگردانی اور آوارہ گردی میں بھی کبھی کبھی میرا قیام ایسے پُر فضا،صحت افزااورخوش منظر مقامات میں بھی رہا جنہیں دیکھ کر خدا کی قدرت نظر آتی تھی۔لیکن یقین جانیے اورنگ آباد کی یاد وہاں بھی مجھے گدگداتی تھی۔اورنگ آباد کا وہ مقام جہاں میرا قیام تھا،یعنی مقبرہ رابعہ دُرّانی،اسے میں کبھی نہیں بھول سکتا۔اس کی صاف ستھری ہوا،عنبریں نہر کے لطیف پانی،اس کے دل ربا ماحول اورقدرت وصنعت کی یکجائی میں ایسی کشش تھی کہ حیدرآباد چھوڑنے کے بعد بھی میں ہر سال وہاں جا کر کچھ دن بسر کرتا اوراسے اپنی صحت و توانائی اورمسرت کا ضامن سمجھتا۔اب بھی کبھی کبھی یہ جی چاہتا ہے کہ اورنگ آباد جاؤں اور چندروز مقبرے میں جا کر رہوں۔لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسرت میرے ساتھ قبر تک جائے گی۔

یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ اتنی دور رہ کر بھی مجھے یاد کر لیتے ہیں۔

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے۔

والسلام

عبدالحق

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔19-2018

SCERT TELANGANA

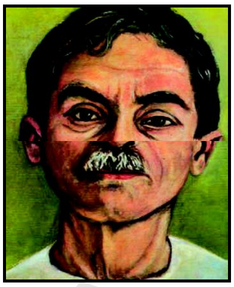

منشی پریم چند

منشی پریم چند(1880-1936) ضلع بنارس کے ایک گاؤں لمہی میں پیدا ہوئے۔ان کا اصل نام دَھنپت رائے تھا۔وہ پہلے نواب رائے کے قلمی نام سے کہانیاں لکھتے تھے۔بعد میں پریم چند کے نام سے لکھنے لگے۔ وہ اردو کے مشہور افسانہ نویس اور ناول نگار ہیں۔انہوں نے اپنی کہانیوں میں دیہی زندگی کو بڑی خوبی کے ساتھ پیش کیا ہے۔واردات، پریم پچیسی، پریم بتیسی ان کے مشہور افسانوی مجموعے اور گئودان، میدانِ عمل ان کے مشہور ناول ہیں۔

ذیل کا خط اردو کے مشہور ڈراما نگار امتیاز علی تآج کے نام ہے۔

مقام : گورکھپور

تاریخ : ۲۵/ اگست 1919ء

مشفقی ومکرمی۔تسلیم!

نوازش نامہ صادر ہوا۔آپ اپنے سلسلۂ اشاعت کی توسیع کرنا چاہتے ہیں۔یہ امر میرے لیے خاص طور پر باعثِ اطمینان ہے۔اردو میں رسالے اور اخبارات تو بہت نکلتے ہیں،شاید ضرورت سے زیادہ۔اس لیے کہ مسلمان ایک لٹریری قوم ہے اور ہر تعلیم یافتہ شخص اپنے تئیں مصنف ہونے کے قابل سمجھتا ہے۔لیکن پبلشروں کا یکسر قحط ہے۔سارے قلمرو ہند میں ایک بھی ڈھنگ کا پبلیشر موجود نہیں۔بعض جو ہیں ان کا عدم اور وجود برابر ہے۔

میری ناچیز رائے ہے کہ اگر آپ اشاعت کا کام سرانجام دے سکتے ہیں تو ''کہکشاں'' کو خیر باد کہیے۔کہکشاں جو کام کر رہا ہے،وہی کام اور بھی کئی ممتاز رسالے کر رہے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔مگر پبلشنگ کا میدان بالکل خالی ہے اور زبان کی خدمت کرنے کے جتنے موقع اشاعتِ کتب کے ذریعہ مل سکتے ہیں ماہوار رسالے سے ممکن نہیں۔

اردو کو ہر ایک شعبہ کی اچھی اور مستند کتابوں کی جتنی ضرورت ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔تاہم ہم نے اپنے لٹریچر کی طرف ابھی اتنی توجہ نہیں کی جس کا وہ مستحق ہے۔اگر ہمیں اپنی لاج رکھنی ہے تو اپنے لٹریچر کو فروغ دینا پڑے گا۔

خاکسار

پریم چند

SCERT TELANGANA

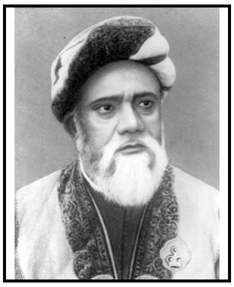

ڈپٹی نذیر احمد کا خط اپنے بیٹے کے نام

ڈپٹی نذیر احمد ضلع بجنور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے دہلی آئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ضلع گجرات اور پنجاب میں مدرس ہوئے۔ ترقی کرتے ہوئے ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدے پر اور اس کے بعد ڈپٹی کلکٹر ہوگئے۔ حکومت نے ان کی علمی خدمات کے صلے میں 1898ء میں انہیں ''شمس العلماء'' کا خطاب عطا کیا۔

اس خط میں انہوں نے اپنے بیٹے بشیر الدین کو محنت کی اہمیت ، وقت کے صحیح استعمال اور مشکل وقت میں ہمت سے کام لینے کی نصیحت کی ہے۔

تاریخ : فروری 1877ء

برخوردار !

محنت سے جان چرانا تو طالب علم کا کام نہیں ہے اور پھر یہ بھی کوئی محنت ہے کہ خدا کے فضل سے ہر طرح کے آرام کے ساتھ گھر میں رہنا اور پڑھنا۔ وہ بھی بندگانِ خدا ہیں جو دن بھر کلہاڑی چلاتے، سڑک کوٹتے، بوجھ ڈھوتے ہیں۔ ہزاروں شکر ہے کہ تم شاقہ محنت میں مبتلا نہیں کیے گئے۔ محنت ایک امرِ اضافی ہے، اس کا مفہوم متعین نہیں۔ ایک کام زید کے واسطے محنت کا ہے مگر شاید خالد کے حق میں وہ کامل آسائش کا موجب ہے۔ پس جس کو تم نے محنت سمجھا، کیا تم جیسے اور تم سے بہتر ہزاروں لاکھوں اس کو نہیں کرتے۔ افسوس ہے کہ تم اس کو محنت کہو! ارے بابا، اگر یہ محنت بھی ہے تو ساری عمر کا آرام، ساری عمر کی خوش حالی، ساری عمر کی آبرو اس محنت کے طفیل سے حاصل ہوگی۔ ایک ظریف کا مقولہ ہے کہ ''جینا تو جینا، بے محنت مرنا بھی نہیں ہوسکتا''۔ غرض اس سے کہ محنت نہ کرو اور وقت کی قدر و قیمت نہ پہچانو، نہ تم امتحان دے سکے ہو اور نہ آئندہ کبھی دے سکو گے۔ میں نہیں کہتا کہ تم اتنا پڑھو کہ تندرستی میں خلل پڑے لیکن جہاں تک تم سے ہو سکے، ایک منٹ، ایک سکنڈ کو رائیگاں مت کرو۔ آٹھویں جماعت میں پڑھنا نہیں کا ہے جو ساتویں پاس کر کے پڑھے۔ خدا تمہاری غیرت کو تیز، تمہاری ہمت کو بلند اور تمہاری محنت کو زیادہ کرے، آمین۔ امتحانِ سالانہ کو ہر وقت پیش نظر رکھو اور ہر روز محنت کیے جاؤ، انشاء اللہ بیڑا پار ہے! اگر کوئی مدرسے کی پڑھائی پر قانع رہے تو وہ پڑھ چکا۔ اصل پڑھنا تو گھر کا پڑھنا ہے اور تم گھر پر پڑھنے یا تعطیلوں میں دوسرے سے استفادہ کرنے کا اہتمام کرتے نہیں۔

دُعا گو

SCERT TELANGANA

ابوالکلام آزاد

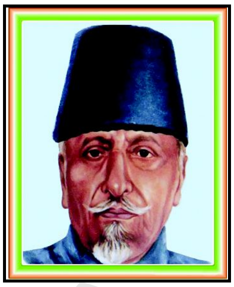

مولانا ابوالکلام آزاد 1888ء میں مکہ میں پیدا ہوئے وہ صاحب طرز ادیب تھے۔ مجاہد آزادی تھے آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم تھے ہر سال ان کی پیدائش کے دن ''یوم تعلیم'' کے طور پر منایا جاتا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد بھی غالب کی طرح خط کے ذریعہ گفتگو کا مزہ لینے کے شوقین تھے۔ ان کے خطوط میں ادب و لطافت کی گلکاریاں ہیں تو کہیں بذلہ سنجی اور ظرافت کی شوخیاں نظر آتی ہیں۔ ان خطوط سے مولانا کی ذہانت، علم اور فراست کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے خطوط کا مجموعہ غبار خاطر ہے۔

مقام : قلعہ احمد نگر

تاریخ : 14 جون 1943

صدیق مکرم

گذشتہ سال جب ہم یہاں لائے گئے تھے تو برسات کا موسم تھا۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے گزر گیا اور جاڑے کی راتیں شروع ہوگئیں۔ پھر جاڑے نے بھی رخت سفر باندھا اور گرمی اپنا ساز وسامان پھیلانے لگی۔ اب پھر موسم کی گردش اسی نقطے پر پہنچ رہی ہے جہاں سے چلی تھی۔ گرمی رخصت ہورہی ہے اور بادلوں کے قافلے ہر طرف سے امنڈنے لگے ہیں۔ دنیا میں اتنی تبدیلیاں ہوچکیں، مگر اپنے دل کو دیکھتا ہوں تو ایک دوسرا ہی عالم دکھائی دیتا ہے۔ جیسے اس نگری میں کبھی موسم بدلتا ہی نہیں۔

یہاں احاطے کے شمالی گوشے میں ایک نیم کا درخت ہے کچھ دن ہوئے ایک وارڈن نے اس کی ایک ٹہنی کاٹ ڈالی اور جڑ کے پاس پھینک دی تھی۔ اب بارش ہوئی تو تمام میدان سرسبز ہونے لگا۔ نیم کی شاخوں نے بھی زرد چیتھڑے اتار کر بہار وشادابی کا نیا جوڑا پہن لیا۔ جس ٹہنی کو دیکھو ہرے ہرے پتوں اور سفید سفید پھولوں سے لدی ہے۔ لیکن اس کٹی ہوئی ٹہنی کو دیکھئے تو گویا اس کے لیے انقلاب حال ہوا ہی نہیں۔ ویسی ہی سوکھی کی سوکھی پڑی ہے۔ اسے دنیا اور دنیا کے موسمی انقلابوں سے کوئی سروکار نہیں۔

ابوالکلام

SCERT TELANGANA

I. سنیے - بولیے

(1) خط کو آدھی ملاقات کہا گیا ہے کیوں؟

(2) خط کے مضمون کے لحاظ سے تحریر بدلتی رہتی ہے۔ کیوں؟

(3) خط کے علاوہ پیغام رسانی کے اور ذرائع کیا ہیں؟ کونسا ذریعہ سب سے بہتر ہے اور کیوں؟

(4) خط کی اہمیت آج بھی برقرار ہے۔ بحث کیجیے۔

II. پڑھیے - لکھیے

الف : صحیح جواب کا انتخاب کیجیے اور قوسین میں (✓) کا نشان لگائیے۔

(1) منشی پریم چند اپنے خط میں کہتے ہیں۔ (   )

(a) اردو میں اخبار کم نکلتے ہیں۔ (b) مستند کتابوں کی قلت ہے۔

(c) لٹریچر پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ (d) یہ تمام بیانات صحیح ہیں۔

(2) ڈپٹی نذیر احمد نے اپنے بیٹے کو لکھے گئے خط میں اس بات کا ذکر نہیں کیا ہے۔ (   )

(a) محنت سے جان چرانا طالب علم کا کام نہیں ہے۔ (b) ایک منٹ، ایک سکنڈ کو رائیگاں مت کرو۔

(c) مت پڑھو، ہمیشہ کھیلتے رہو۔ (d) امتحانِ سالانہ کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔

(3) مولانا آزاد کے خط میں کہاں کے وارڈن کا ذکر ہے۔ (   )

(a) ہاسٹل وارڈن (b) دواخانے کا وارڈن (c) جیل خانے کا وارڈن (d) ان میں سے کوئی نہیں۔

(4) مولوی عبدالحق کے جملے ”اسے پڑھ کر تھوڑی دیر دوسرے عالم میں جا پہنچا“ سے کیا مراد ہے؟ (   )

(a) مولوی عبدالحق کو اورنگ آباد کے خراب واقعات یاد آئے۔

(b) اورنگ آباد کی خوبصورت یادیں تازہ ہوگئیں۔

(c) دہلی کی یادیں تازہ ہوگئیں۔ (d) حیدرآباد کی گنگا جمنی تہذیب یاد آنے لگی۔

(5) خط کی خوبی یہ ہے کہ (   )

(a) بناوٹ ہو (b) مخاطب کی خوب تعریف کی جائے

(c) گویا دو آدمی آمنے سامنے بیٹھے بات کر رہے ہیں۔ (d) عبارت پیچیدہ اور فرسودہ ہو۔

ب : حسب ذیل عبارت پڑھیے اور اس سے متعلق کوئی پانچ سوالات بنائیے۔

قدیم زمانے میں پیغامات کو خطوط کی شکل میں، گھڑسواروں ، ڈاک کی مدد سے ایک مقام سے دوسرے مقام تک بھیجا جاتا تھا۔ اگر ہم غور کریں تو موجودہ زمانے میں مواصلاتی نظام میں ترقی کی وجہ سے پیامات کو خط سے لے کر تار، تار سے ٹیلیفون، ٹیلی ویژن، موبائل اور انٹرنیٹ جیسے کئی آسانیاں مہیا ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ جو پیامات بھیجے جاتے ہیں اسے ای۔میل (e-mail) کہا جاتا

SCERT TELANGANA

ہے۔ای۔میل ایک تیز رفتار پیامات کی ترسیلی خدمت ہے جوانٹرنیٹ کا ایک حصہ ہے۔

کسی کمپیوٹر کو انٹرنٹ سے جوڑنے کے لیے موڈیم (Modem) ٹیلی فون لائین اور انٹرنٹ سروس مہیا کرنے والے ادارے کی ضرورت ہوتی ہے۔موڈیم (Modem) ایک ایسا الکٹرانک آلہ ہے جو کسی کمپیوٹر کے تمام اعداد و شمار کو خاص اشاروں میں تبدیل کرکے ٹیلی فون لائین کے ذریعہ ایک مخصوص رفتار کے ساتھ دوسری جگہ بھیج دیتا ہے۔

انٹرنٹ کے ذریعہ اب تک جو سہولتیں دستیاب ہوئی ہیں، ان میں ورلڈ وائڈ ویب (www)، فائل ٹرانسفر پروٹو کال (FTP)، ٹیلی نیٹ (Telenet)، یوزنٹ (Use net) اور گوفر (Gopher) قابل ذکر ہیں۔

ج : حسب ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

(1) سبق خطوط میں استعمال کئے گئے مختلف القاب کیا ہیں۔انہیں مثالوں کے ذریعہ بتایے۔

(2) خط لکھنے کے دوران کن کن باتوں کا خیال رکھا جانا چاہیے۔کس لیے؟

(3) عبدالحق کے خط میں کس بات کا ذکر کیا گیا ہے؟

(4) ڈپٹی نذیر احمد نے اپنے بیٹے کو خط میں کیا نصیحتیں کیں؟

(5) اس سبق میں موسموں کا تذکرہ کرتے ہوئے کس نے کس کو خط لکھا؟

III. خود لکھیے

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب 4 یا 5 جملوں میں لکھیے۔

(1) ڈپٹی نذیر احمد نے اپنے خط میں کہا کہ ''محنت کرنے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے'' کیسے؟

(2) ذرائع ابلاغ کے اس دور میں خطوط کی اہمیت گھٹ گئی ہے۔کیا آپ اس بات سے متفق ہیں؟ کیسے؟

(3) خطوط میں مختلف اشخاص کو مختلف القاب سے کیوں مخاطب کیا جاتا ہے۔لکھیے؟

(4) آپ کو آپ کے دوست نے ان کے اسکول میں منعقدہ سالانہ جلسے سے متعلق بتاتے ہوئے ایک خط لکھا ہے۔اس کے جواب میں آپ اسے کیا لکھوگے؟

(ب) حسب ذیل سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے۔

(1) مولوی عبدالحق کی طرح آپ نے کسی دوست کو خط لکھیے جس میں کسی تاریخی مقام کے دیکھنے کا ذکر ہو۔

(2) ڈپٹی نذیر احمد نے اپنے بیٹے کو جو خط لکھا ہے اس خط کا جواب لکھیے۔

IV. لفظیات

(الف) ذیل کے القاب کو جدول کے مناسب خانوں میں لکھیے۔

برخوردار ، پیارے بیٹے ، مکرّم ، محترم ، جناب من ، عزیزم ، محبّی ، عالی جناب ، محترم المقام ، اباجان ، والد محترم ، نورِ چشم ،

SCERT TELANGANA

استاد	دوست	بیٹا	باپ

ب : حسب ذیل الفاظ کے معنی فرہنگ میں تلاش کیجیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

اشفاق نامہ ، صادر ہونا ، قریہ ، امرِ اضافی ، قانع ، مقولہ ، شاقہ محنت ، انقلاب

V. تخلیقی اظہار

کسی ایک سوال کا جواب دیجیے۔

(1) اسکول میں منعقد کیے جانے والے مختلف سرگرمیوں سے متعلق کسی اخبار کے اڈیٹر کو خط لکھیے۔

(2) آپ کے محلے کے مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے بلدیہ کے کمشنر یا RDO کے نام خط لکھیے۔

VI. توصیف

سائنسی ٹکنالوجی کی ترقی سے آج ہر فرد کے پاس باہمی ترسیل کے لیے سیل فون موجود ہے۔سیل فون کی مدد سے بھیجے جانے والے مختصر پیغام کو (Message) یا (SMS-Short Mail Service) کہتے ہیں۔آپ مختلف موقعوں پر مختلف افراد کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں جدول میں لکھیے۔

شخص جسے پیغام بھیجا جارہا ہے	موقع	بھیجا جانے والا پیغام (اردو اور انگریزی میں)	
دوست	یوم پیدائش		
استاد	یوم اساتذہ		
بہن	امتحان میں کامیابی پر		
بھائی	کرکٹ میچ کے آغاز سے پہلے		
دوست	عیدالفطر کے دن		
دوست	یوم آزادی پر		

VII. زبان شناسی

جملہ خبریہ - جملہ انشائیہ

ان جملوں پر غور کیجیے۔

(1) افتخار نے سبق پڑھا۔ (2) افتخار سے کہو کہ وہ سبق پڑھے۔ (3) چاند روشن ہے۔

پہلے جملے میں افتخار کے سبق پڑھنے کی خبر دی جارہی ہے۔اس میں سچ اور جھوٹ کا گمان ممکن ہے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2018-19
SCERT TELANGANA

دوسرے جملے میں دلی منشا کا اظہار ہورہا ہے اوراس میں سچ وجھوٹ کا گمان نہیں ہے۔

اور تیسرے جملے میں جھوٹ کا گمان ممکن نہیں ہے۔

جملہ خبریہ: وہ جملہ جس میں کسی واقعہ یا حالت یا کیفیت کی خبردی جائے اوراس میں سچ اور جھوٹ کا گمان پایا جاتا ہو **"جملہ خبریہ"** کہلاتا ہے۔ مثال:- رشید بیمار ہے۔

جملہ انشائیہ: وہ جملہ جس میں کہنے والے کا دلی منشا یا جذبات ظاہر ہوں اوراس میں سچ اور جھوٹ کا گمان نہ ہو۔

اس طرح معنی کے لحاظ سے جملے کی دو قسمیں ہیں (1) جملہ خبریہ (2) جملہ انشائیہ

مشق -1 : ان جملوں میں جملہ خبریہ اور جملہ انشائیہ کی نشاندہی کرکے قوسین میں لکھیے۔

(1)	دہلی اچھا شہر ہے	( )	(6)	ارے ادھر آؤ	( )
(2)	ہاتھی سفید ہے	( )	(7)	کلاس میں خاموش رہو	( )
(3)	گلاب کالا ہے	( )	(8)	افسوس! تم کل کیوں نہیں آئے	( )
(4)	یہ اسکول بڑا ہے	( )	(9)	کاش تم محنت کرتے	( )
(5)	یہ لڑکا محنتی ہے	( )	(10)	براہ کرم یہ کام کرو	( )

منصوبہ کام

(1) اردو اخبارات مثلاً منصف، سیاست، اعتماد اور رہنمائے دکن میں شائع شدہ مختلف خطوط کو جمع کیجیے۔ وہ کن موضوعات سے متعلق ہیں مشاہدہ کرکے انہیں دیواری رسالہ پر آویزاں کیجیے۔

کیا میں یہ کرسکتا/کرسکتی ہوں؟

.1	خطوط نویسی کا فہم حاصل کرکے اُس کا اظہار کرسکتا/کرسکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
.2	خطوط کے القاب بیان کرسکتا/کرسکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
.3	خط لکھ سکتا/لکھ سکتی ہوں۔	ہاں/نہیں
.4	متفرق خطوط جمع کرسکتا/کرسکتی ہوں۔	ہاں/نہیں

SCERT TELANGANA

گلدستہ

(سرسری مطالعہ)

SCERT TELANGANA

1. پانچ اشرفیاں

ڈاکٹر محی الدین قادری زورؔ

اگر اس سرزمین میں ایسے غریب اور محتاج باقی ہیں جن کو محنت و مشقت کے باوجود دن بھر میں ایک وقت سے زائد کھانا میسر نہیں ہوتا تو میں سمجھتی ہوں کہ گذشتہ پچاس سال میں میرے والد، شوہر اور میں نے خود بھی اس ملک کی سرسبزی و شادابی اور ہر طبقے کی فلاح کے لئے جو کوششیں کی ہیں وہ سب رائیگاں گئیں۔ رعایا کی خوش حالی سلطنت کے بقا و استحکام کی ضامن ہوتی ہے۔ میں اپنے نور عین کے ہاتھ میں اس وقت تک حکومت کی باگ نہیں دے سکتی جب تک مجھے یہ یقین نہ ہو جائے کہ سلطنت میں امن و امان ہے رعایا خوش حال ہے اور اہل دربار کے اخلاق و عادات اس درجہ قابل اعتماد ہیں کہ کسی بیرونی حملے اور سازش کا احتمال تک نہ ہو۔

حیدرآباد کے مشہور آنند محل میں ملکہ جہاں خدیجہ زماں حیات بخش بیگم نے گولکنڈے کے وزراے خاص سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ وزرا نے ملکہ کی ترقی عمر و اقبال کے لئے دعائیں دیں اور دست بستہ عرض کیا۔

''حضور ہم سب خانہ زادوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی بادشاہ بیگم اور اپنے جواں بخت عمر سلطان عبداللہ قطب شاہ کے قدموں پر اپنی جان تک نثار کرنے کے لیے ہر وقت حاضر ہے۔ پھر بھی اگر ہم میں سے کسی کی نسبت ملکہ زماں کو شبہہ ہو تو ہم سب تیار ہیں کہ اس کو آپ کے ادنیٰ اشارے پر دربار سے نکال باہر کر دیں۔ وفاداری ہمارا شیوہ ہے اور اپنے آقا کے لئے اپنی جان پر کھیلنا ہمارا پیشہ!''

ملکہ نے مسکراتے ہوئے کہا:

مجھے تو امرا سے زیادہ غریبوں کا خیال ہے۔ تمہارے مرحوم بادشاہ کا مقولہ مجھے ہر وقت یاد آتا رہتا ہے کہ امیر امرا ہمیشہ طاقت وروں کا ساتھ دیتے ہیں اور ان کے برخلاف غربا ہر وقت اپنے ضمیر کے تابع اور ایمان و ایقان کے پکے ہوتے ہیں اور ان کا جذبۂ وفاداری ہمیشہ قابل اعتماد رہتی ہے۔ اسی لیے میرا اور میرے آبا و اجداد کا یہی طریقہ رہا ہے کہ عوام اور غریبوں کی طرف زیادہ توجہ کی جائے اور خلق اللہ کی آسائش اور رفاہ عام کے کام ہمیشہ جاری رکھے جائیں۔

ملکہ کے ان اعلیٰ خیالات کا وزرا پر خاص اثر ہوا۔ وہ بالکل خاموش تھے ان میں سے ایک محمد سعید اردستانی نے عرض کیا کہ:

''ہم تمام جاں نثار اس وقت خلق اللہ ہی کی نمائندگی کرنے کے لیے ملکہ جہاں کی خدمت میں حاضر ہیں۔ تمام ملک کی دلی خواہش یہی ہے کہ قطب شاہیہ کے چشم و چراغ سلطان عبداللہ ظل اللہ زمام حکومت سنبھالیں۔

ملکہ نے فرمایا:

''میری بھی سب سے بڑی آرزو یہی ہے کہ اپنے فرزند جگر بند کو اس شان دار سلطنت پر کامیابی کے ساتھ حکومت کرتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں خدا وہ دن جلد لائے کہ میری یہ تمنا بر آئے۔ بارگاہِ رب العزت میں شب و روز یہی دعا کرتی ہوں میں تمہاری

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19
SCERT TELANGANA

خواہشات معلوم کر کے خوش ہوئی اور انشاء اللہ بہت جلد رعایا کی حالت اور ملک کے امن و امان کے متعلق بھی تجربہ کرلوں گی۔ اگر یہ کامیاب ثابت ہوا تو تمہاری اور میری ہم سب کی دلی آرزو بہت جلد پوری ہو سکے گی۔

محمد سعید نے دست بستہ عرض کیا:

''اگر حضور اجازت عطا فرمائیں تو یہ عرض کرنے کی جرأت کی جاسکتی ہے کہ رعایا تو ملک و مالک پر فدا ہے ان کی خوش حالی کا چرچا دور دور تک ہے۔ دوسرے ملکوں میں ہر شخص یہی کہتا ہے کہ گولکنڈہ میں ہن برستے ہیں اور وہاں کا ہر پتھر ہیرا بن کر چمکتا ہے۔ بندگانِ عالی جو تجربہ کرنا چاہتے ہیں وہ بہت مشکل کام ہے۔ حضور ہم پر اعتماد فرمائیں یہ فدوی ہر طرح یہ امر ثابت کرنے کے لیے تیار ہے کہ امرا اور رعایا کی طرف سے کبھی کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہوگی جو ملک کے مفاد اور مالک کی مرضی کے خلاف ہو۔''

ملکہ نے جواب دیا:

تمہارے جذبۂ وفاداری اور جان نثاری کے اظہار سے اطمینان ہوا مگر میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ عوام کی حالت کا اندازہ کرنا میرے لیے ضروری ہے تم پر وہ ذمہ داری عائد نہیں ہے جو ایک بادشاہ پر ہوتی ہے۔ بادشاہ کے نزدیک امیر اور غریب سب برابر ہیں۔ اس کی نظر آفتاب کی شعاع کے مانند ہے جو پست و بلند ہر جگہ یکساں پڑتی ہے۔ امیر کہاں غریبوں کا خیال رکھ سکتے ہیں جب کہ وہ خود آپس میں ایک دوسرے کی ترقی اور خوش حالی کو دیکھ نہیں سکتے۔ ممکن ہے کہ کسی سلطنت کے وزیروں یا امیروں کو وہاں کے غریبوں کی ذہنی و معاشی حالت کے متعلق تجربے کرنا مشکل معلوم ہو مگر بادشاہ کے لیے یہ بہت آسان کام ہے۔ خدا چاہے تو میں تم سب کو دس روز کے اندر اندر ہی اپنے تجربہ کے نتیجے سے مطلع کردوں گی اور اس نتیجے پر میری تمہاری خواہش کی تکمیل کا انحصار ہے۔

اسی روز شام میں دولت خانۂ عالی سے خواجہ سراؤں اور ماماؤں نے چاندی کے ایک تھالے میں پانچ اشرفیاں اور چاندی کے مختلف اشیالا کر چار مینار کے وسط میں سر راہ رکھ دیا اور شہر میں شہرت مچ گئی کہ یہ سامان سلطان عبداللہ قطب شاہ کے صدقے کا ہے۔

آٹھ دن آٹھ راتیں گزر گئیں۔ نویں روز علی الصبح ملکہ نے محل کی ایک اصیل کو روانہ کیا کہ دیکھ آئے کہ اس سامان صدقہ کا کیا حشر ہوا۔ اصیل نے واپس آکر عرض کیا کہ پانچوں اشرفیاں اور جملہ سامان بالکل اسی طرح اسی جگہ رکھا ہوا ہے جس جگہ پہلی دفعہ رکھا گیا تھا۔

ملکہ نے وزرائے سلطنت کو طلب کیا اور فرمایا:

''میں نے جس تجربے کا ذکر کیا تھا آج اس کا نتیجہ برآمد ہو گیا۔ رعایائے سلطنت کی حالت ہر طرح قابل اطمینان ہے اور اب تم سب مطمئن ہو جاؤ کہ سلطان کو زمامِ حکومت سپرد کر دی جائے گی۔

سب وزرا حیرت زدہ تھے۔ ان میں سے ایک نے جرأت کر کے عرض کیا:

ملکہ زمانی کی فہم و فراست ہمارے فہم و خیال کی رسائی سے بالا ہے۔ ہم کو حیرت ہے کہ حضور نے ایسا کیا طریقہ اختیار کیا ہوگا جو اتنی قلیل مدت میں حیدرآباد جیسے وسیع ملک کی رعایا کی ذہنی و معاشی حالت سرکار کے سامنے بے نقاب ہو گئی!

ملکہ نے پوچھا:

''کیا اس اثنا میں کبھی تم میں سے کسی کا گزر چار مینار کی طرف ہوا؟''

SCERT TELANGANA

وزرا نے متفق ہو کر کہا:

''کسی وقت کیا معنی۔ حضور ہم تو دن میں کئی بار ادھر ہی سے گزرتے ہیں!

''پھر تمہیں وہاں کوئی غیر معمولی چیز نظر نہیں آئی ؟''

وزرا آپس میں ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے۔ محمد سعید نے آگے بڑھ کر ہاتھ جوڑ کر عرض کیا۔

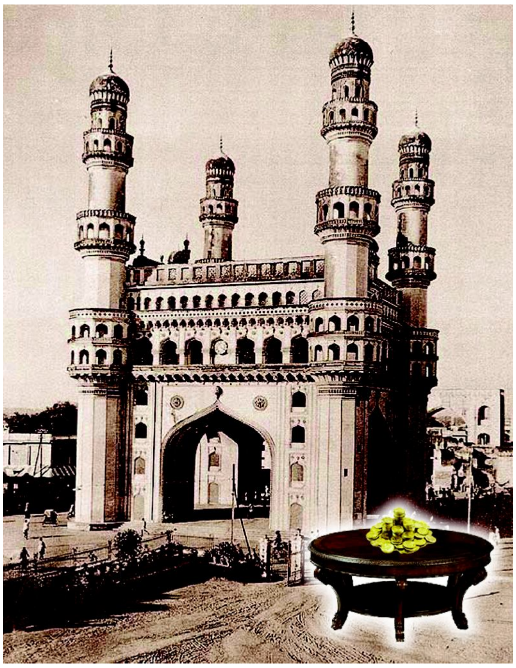

''میں نے دیکھا تو نہیں سنا ہے کہ حضرت ظلِ سبحانی سلطان عبداللہ قطب شاہ کا صدقہ ملکہ زماں نے چار مینار کے قریب رکھوا دیا تھا۔

''پھر کیا ہوا؟''

سب خاموش تھے۔ ملکہ نے فرمایا۔

''تم سلطنت کے ذمہ دار افراد ہو اور تمہیں کچھ خبر نہیں؟ بہتر ہے کہ اسی وقت سب جا کر دیکھ آئیں''۔

قطب شاہی وزرا نے چار مینار کے قریب جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ نے چند روز قبل بادشاہ کا صدقہ رکھوایا تھا اور اس وقت سے کوتوالی کے پہرے کو یہاں سے برخواست کر دیا ہے۔ وزیروں نے صدقے کی چیزوں کا معائنہ کیا اور دولت خانہ عالی میں واپس ہو کر ملکہ سے جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔

ملکہ نے فرمایا کہ:

''آج نواں روز ہے کہ میں نے صدقہ رکھوا دیا تھا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ میں خدا کے فضل سے اس قابل ہوں کہ اپنی موروثی سلطنت کو اپنے فرزندِ دلبند کے سپرد کر دوں۔ میں نے اب تک اس امانت کی نہایت دیانت کے ساتھ حفاظت کی اور اب ایک ایسی حالت میں اس امانت کو نوجوان بادشاہ کے سپرد کر رہی ہوں کہ آئندہ کوئی مجھ پر کسی طرح الزام نہیں لگا سکتا۔ میں اب اطمینان خاطر کے ساتھ اس ذمہ داری سے سبک دوش ہو کر حیات نگر میں گوشہ نشین ہو جاتی ہوں اور اپنے فرزند، اپنی سلطنت اور تم سب کو خدا اور اس کے رسول کی حفاظت میں چھوڑتی ہوں۔

بعد میں ملکہ نے جملہ ارا کین سلطنت اور امرا دربار سے حلفی وعدے لیے کہ اس جواں سال بادشاہ کی اطاعت سے کبھی منحرف نہ ہوں گے اور ہر وقت اپنی جان تک نثار کرنے کے لیے تیار رہیں گے۔

سلطان عبداللہ کے با اقتدار ہونے کے کچھ عرصہ بعد ہی محمد سعید نے بادشاہ کے دل میں کچھ ایسی جگہ پیدا کر لی کہ بالآخر میر جملہ کے خطاب اور صدرِ اعظمی کے عہدے پر سرفراز کیا گیا اور سلطنت کے جملہ امور اسی کے قبضہ اقتدار میں آ گئے۔

وہ چند سال بعد ہیروں کے لالچ میں گولکنڈے سے نکلا اور توسیع سلطنت کے بہانے تمام شاہی افواج کو اپنے ساتھ لیتا گیا۔

اس اثناء میں بادشاہ میر جملہ کی بعض مفسدانہ حرکات سے ناراض ہو گیا تو اس بدکیش نے شہزادہ اورنگ زیب کو گولکنڈے پر دھوکے

سے حملہ کرنے کا مشورہ دیا۔ چناں چہ جس وقت مغل فوجیں قطب شاہی سلطنت کے حدود پر منڈلا رہی تھیں ضعیف العمر ملکہ حیات بخش بیگم کو گوشہ نشینی چھوڑ کر پھر حیدر آباد آنا پڑا۔ انھوں نے میر جملہ کے ہاں اپنے ملازمین خاص روانہ کئے اور کہا بھیجا کہ شاہی فوجیں لے کر فوراً حیدر آباد چلے آئے اور اپنے حلفی عہد و پیماں کو پورا کرے جو سلطان کے زمامِ حکومت ہاتھ میں لیتے وقت اس نے ملکہ سے کہا تھا۔

احسان فراموش میر جملہ نے جواب دیا کہ:

''شاید ملکہ کو مرحوم سلطان محمد قطب شاہ کا وہ مقولہ یاد نہیں رہا کہ امرا ہمیشہ طاقت وروں کا ساتھ دیتے ہیں اور ان کا ضمیر سیاست کا غلام ہوتا ہے۔

دغا باز میر جملہ کا یہ جواب ملکہ کو اس وقت ملا جب اورنگ زیب، حسین ساگر کے کٹے تک پہنچ چکا تھا جب راستے میں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ مغل سوار اس کو قید کرنے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں تو وہ فوراً محل کی طرف پلٹا، لیکن اس اثنا میں مغل اس کے قریب پہنچ چکے تھے اور وہ ان کے نرغے میں پھنس جاتا اگر حیدر آباد کے غربا ان مغلوں کا راستہ نہ روک دیتے۔

عبداللہ قطب شاہ کی اس نازک حالت کی اطلاع قرب و جوار کی گلیوں میں برقی رو کی طرح دوڑ گئی اور کثرت اہل شہر بادشاہ کو بچانے کے لیے اپنے گھروں اور دکانوں سے نکل پڑے۔ اس خدائی فوج نے مغلوں کا جان توڑ مقابلہ کیا۔ کئی غریب اہل شہر اپنے ملک و مالک کی راہ میں شہید ہوگئے اور سینکڑوں زخمی ہوے۔ اس اثناء میں بادشاہ صحیح و سالم دولت خانہ عالی میں پہنچ کر سرنگ کے ذریعہ قلعہ گولکنڈہ میں داخل ہوگیا۔

جب ملکہ کو معلوم ہوا کہ شہر کے غریبوں نے کس طرح اپنے بادشاہ کو بچالیا تو اس کی زبان سے اس کے مرحوم شوہر کا وہ جملہ بے ساختہ نکل پڑا۔

''غریب ہر وقت اپنے ضمیر کے تابع اور ایمان و ایقان کے پکے ہوتے ہیں اور ان کا جذبہ وفاداری ہمیشہ قابل اعتماد ہوتا ہے۔''

اس نے شہیدانِ وطن کے ورثا اور تمام زخمیوں کو فی کس پانچ پانچ اشرفی انعام عطا کیا۔

I مختصر جوابی سوالات

1. یہ سبق کس کے متعلق ہے؟ اور اس کے لکھنے والے کون ہیں؟
2. ملکہ کی تقریر کے بعد عمر سعید نے کیا کہا؟
3. میر جملہ نے ملکہ کو کیا جواب دیا؟
4. اہل شہر کی وفاداری پر ملکہ نے مرحوم شوہر کا کونسا جملہ ادا کیا؟

II طویل جوابی سوالات

1. ملکہ نے شہریوں کے حالات معلوم کرنے کے لیے کونسی تدبیر اختیار کی؟
2. ملکہ نے مسکراتے ہوے کیا عرض کیا؟
3. اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

SCERT TELANGANA

2. ہندوستان کی خلائی تحقیقات

ہماری زمین ، سیاروں کے ایک خاندان نظامِ شمسی کی رُکن ہے۔ اس نظام کو یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ اس کے سارے سیارے سورج کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ زمین اس خاندان کے چھوٹے سیاروں میں سے ایک ہے لیکن اس کی اہمیت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس میں زندگی کا وجود ہے۔ زمین پر زندگی کے وجود کی وجہ روشنی پانی اور ہوا کی موجودگی ہے۔ دوسرے سیارے ہوا اور پانی سے محروم ہیں۔ زمین کے اطراف دوسو میل دبیز ہوا اور آبی بخارات کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔

انگریز سائنس دان سر آئزک نیوٹن نے کہا تھا کہ زمین ہر چیز کو اپنی جانب کھینچتی ہے۔ بعد میں ایک اور سائنس دان کیپلر نے بتایا کہ دراصل آسمان پر کا ہر جسم دوسرے جسم کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ لیکن یہ اجسام ایک دوسرے پر اس لیے نہیں گر پڑتے کہ یہ حرکت میں ہیں۔ چنانچہ زمین کی فضا میں بھی اگر کوئی چیز تیز رفتار سے حرکت کرے تو اس پر زمین کی کشش کا اثر کم ہو جاتا ہے۔

اگر ہماری یہ خواہش ہو کہ ایک گیند، ہماری زمین کے اطراف کسی سیارے کی طرح گھومتی رہے تو ہمیں دو باتوں کا خیال رکھنا ہوگا

ایک تو یہ کہ کہیں اس گیند کو اتنی بلندی تک لے جانا ہوگا جہاں زمین کی کشش کا عمل کم سے کم ہو۔

دوسرے وہ اتنی تیز رفتار سے حرکت کرے کہ زمین کی کشش اس پر اثر انداز نہ ہو سکے۔

چنانچہ زمین سے جو مصنوعی سیارے یا سیٹلائٹ خلا میں روانہ کئے جاتے ہیں وہ ان دونوں باتوں کی پابندی کرتے ہیں۔

جب ایک راکٹ زمین پر اپنے دمدمہ پر رکھا جاتا ہے تو اس کا ایک وزن ہوتا ہے۔ اس کو طاقتور ایندھن کی مدد سے داغا جاتا ہے اور وہ جیسے جیسے فضا میں بلند ہوتا جاتا ہے اس پر زمین کی کشش کا اثر کم سے کم تر ہونے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر وہ ایک خاص بلندی پر جا پہنچے

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

اور ایک خاص تیز رفتار سے حرکت کرتا رہے تو زمین کی کشش کا اس پر اثر نہیں ہوسکتا اور وہ لامحدود عرصہ تک متحرک رہ سکتا ہے۔ ایسے سیاروں کی عمر محدود ہوتی ہے اور بعض نامعلوم اثرات کے تحت ایسے سیارے چند سال بعد دوبارہ زمین کی فضا میں داخل ہوجاتے ہیں اور ہوا کی رگڑ کی وجہ سے دہک بھی اٹھتے ہیں۔

خلاء میں وزنی سیارے زمین سے زیادہ سے زیادہ دوری تک پہنچانے کی خاطر طاقتور راکٹس استعمال کیے جاتے ہیں جن کے کئی مدارج ہوتے ہیں تا کہ ایک درجہ کا ایندھن جل جائے تو وہ حصہ علیحدہ ہوکر زمین پر لوٹ جائے۔ پھر دوسرے درجے کا ایندھن جلے پھر تیسرے کا اور چوتھے کا۔ ایسے راکٹس کو "SLV" یا سیٹلائٹ لانچنگ وہیکل کہا جاتا ہے۔

مصنوعی سیارچہ یا سیٹلائٹ کو خلاء میں پہنچانے اور ان کی زمین کے اطراف چند سو کلومیٹر یا ہزاروں میل کی بلندی پر گردش سے بعض خاص فائدے حاصل کیے جاتے ہیں۔

سیٹلائٹ کا سب سے اہم اور بڑا فائدہ مواصلات میں سہولت ہے۔ ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے اور جمہوری حکومت پر لازم ہے کہ وہ عوام کو اس بات سے واقف کراتی رہے کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود ملک کی ترقی اور حفاظت کے لیے کیا کام کر رہی ہے۔ پھر ہندوستان ایک وسیع ملک ہے جہاں ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ٹیلی فون کے رابطوں کا سلسلہ دور دراز علاقوں، اونچے پہاڑوں کی وادیوں اور سمندر میں دور تک پھیلے ہوئے جزیروں تک پھیلا ہوا ہے۔ اگر کوئی ممبئی میں بیٹھ کر کولکتہ میں ہونے والے کھیلوں کو ٹیلی ویژن پر دیکھنا چاہے یا کوئی کاروبار کی بات ٹیلی فون پر کرنا چاہے تو اس کے ٹیلی ویژن اور ٹیلی فون کی لائن پر اتنے طویل فاصلے میں ہونے والی موسم کی تبدیلیوں کا اثر پڑنا لازمی ہے۔

اگر ہمارا اپنا مواصلاتی سیٹلائٹ موجود ہو تو پھر ان رابطوں پر ایسے اثرات نہیں پڑ سکتے کیونکہ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ٹیلی فون کی لہروں کو راست سیٹلائٹ تک پہنچایا جاتا ہے، پھر وہاں سے راست کسی بھی مقام پر انہیں حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سیٹلائٹ کا دوسرا بڑا فائدہ قدرتی وسائل کا سروے ہے۔ معدنیات، پانی یا پٹرول کی وادیوں اور سمندروں میں تلاش ایک مشکل اور مہنگا کام ہے۔ یہ کام سیٹلائٹ ایک خاص طریقے کے ذریعہ جسے "Remote Sensing" کہتے ہیں خلاء میں زمین کا چکر لگاتے ہوئے کرسکتا ہے۔

تیسرا فائدہ سیٹلائٹ سے موسم کے تعلق سے معلومات حاصل کرنا ہے۔ ہوا بازی ، ماہی گیری، سمندری جہاز رانی میں موسمی تبدیلیوں کے بارے میں پیش قیاسی کی جاسکتی ہے۔سیٹلائٹ سمندروں سے اٹھنے والے بادلوں، ہواؤں اورطوفانوں کے سواحل کی طرف پیش رفت کوبذریعہ تصاویراور چارٹ وقت سے پہلے واضح کرکے خبردار کرسکتا ہے۔یہ جدید ترین اور قابلِ بھروسہ طریقہ ہے۔

1957ء میں روس نے اسپوتنک راکٹ خلاء میں کامیابی سے داغ کر خلائی تحقیقات کی ایک نئی تاریخ بنائی۔ امریکہ نے اکسپلورر-1 نامی راکٹ داغا۔پھر آٹھ سال بعد فرانس نے 1965ء میں ایسٹریکس-1 اور 1969ء میں ہندوستان نے آریہ بھٹ کو خلاء میں داغا۔

آریہ بھٹ پہلا ہندوستانی راکٹ تھا جس کو روس کے دمدمہ سے داغا گیا تھا۔لیکن یہ صرف چار کلومیٹر تک ہی فضا میں بلند ہوسکا۔دوسرا راکٹ بھاسکرا بھی روس ہی کے دمدمہ سے داغا گیا تھا جوبعض آلات کی خرابی کی وجہ سے کارآمد نہ ہوسکا۔

تیسرا سیارچہ روہنی کی خاصی اہمیت رہی۔اس کو SLV راکٹ کی مدد سے سری ہری کوٹہ (آندھرا) کے لانچنگ پیڈ سے داغا گیا تھا۔روہنی بھی توقع کے مطابق کام نہ کرسکا۔لیکن اس کے بعد 1981ء میں ''ایپل'' داغا گیا جو بے حد کامیاب رہا۔

پہلے راکٹ آریہ بھٹ سے باوقار راکٹ ''ایپل'' تک کا عرصہ صرف گیارہ برس ہے۔

ہندوستان نے خلائی تحقیقات کے پروگرام کو اپنے خاص ڈھنگ سے چلایا۔ چنانچہ کوشش یہ کی گئی کہ ہندوستان خلائی پروازوں کے معاملے میں کسی کا محتاج نہ رہے۔ ہر وہ چیز جو ضروری ہو ملک کے اندر ہی تیار کی جائے۔اس مقصد کے لیے ایک مرکزی تنظیم انڈین اسپیس ریسرچ آرگنائیزیشن جس کو (ISRO) کہتے ہیں قائم کی گئی۔اس تنظیم کے تحت ملک کے مختلف حصوں میں چالیس سے زاید کارخانے اور تجربہ خانے قائم کئے گئے۔ان میں راکٹ کی بناوٹ کا ڈیزائن،اس کے لیے موزوں ماڈہ،اس میں جلنے والے ایندھن،اس کے ریموٹ سنسنگ ،اس کو ٹھنڈار کھنے اور توانائی پہنچانے والے آلات وغیرہ کے علاوہ سری ہری کوٹہ (ساحل آندھرا،ضلع نیلور) پر اس کو داغنے کے لے درکار لانچنگ پیاڈ (دمدمہ)، پرواز کے دوران زمینی اسٹیشن سے اس کو کنٹرول کرنے کے آلات، راکٹ سے موصول ہونے والی معلومات اور اشاروں کو حاصل کرنے اور پھر ان کی وضاحت کرنے والے ماہرین کے گروپس اور آلات پر مشتمل ہیں چونکہ معلومات راکٹوں سے اشاروں کی شکل میں حاصل ہوتے ہیں اس لیے ان کو عام الفاظ اور تصاویر کی شکل میں تبدیل کرنا پڑتا ہے۔

ہندوستان نے بڑی حد تک کوشش کی ہے کہ اپنے خلائی پروگراموں کو روبہ عمل لانے کے سلسلہ میں دوسرے ممالک پر کم سے کم انحصار کیا جائے اور وہ اپنے اس منصوبہ میں بڑی حد تک کامیاب رہا۔ چنانچہ پہلا راکٹ خود ہندوستان کا اپنا بنایا ہوا تھا۔ ابتدائی مشکلات اور ناکامیوں کے بعد (جو کہ امریکہ یا روس جیسے ترقی یافتہ ملکوں کو بھی پیش آتی رہی ہیں) ہندوستان نے 1981ء میں قابلِ ذکر راکٹ "APPLE" (یعنی Ariane Passenger Pay Load Experiment) ایپل داغا۔

ہندوستان کی تنظیم ''اِسرو'' نے یہ راکٹ 3 1/2 سال کے ریکارڈ وقت میں بنگلور میں بنایا اور افریقہ کے مقام برٹش گیانا کے دمدمہ سے اس کو داغا گیا۔ یہ چار مدارجی راکٹ تھا۔جس کے ایندھن والے حصے یکے بعد دیگر اپنا کام ختم کرکے اس سے علیحدہ ہوکر

سمندر میں گرتے گئے۔اس راکٹ کو بعض آلات کے ٹھیک طور پر کام نہ کرنے کی وجہ سے خلاء میں مشکلات پیش آئیں۔لیکن ہمارے سائنس دانوں نے ذہانت سے منصوبہ میں ضروری تبدیلیاں کر کے ان پر قابو پالیا۔

''ایپل''ایک جیواسٹیشنری (Geo Stationary) سیٹلائٹ ہے جو ہمارے زمین کا ایک چکر چوبیس گھنٹوں میں پورا کرتا ہے۔

''ایپل'' کے ذریعہ قدرتی وسائل کے سروے اور موسمیات کی تحقیق میں بڑی مدد ملے گی۔ ہندوستان دنیا کا پانچواں ملک ہے جو اس قسم کے سیٹلائٹ کے داغنے میں کامیاب ہوا ہے۔

راکیش شرما

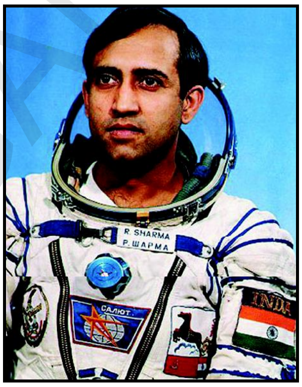

ہندوستان کے جن خلابازوں نے خلائی سفر کیا ہے ان میں سب سے پہلا نام راکیش شرما کا ہے جو دیگر دو روسی خلابازوں کے ساتھ 3 / اپریل 1984ء کو خلائی سفر پر روانہ ہوئے۔اس وقت ان کی عمر صرف 35 سال تھی۔ خلائی سفر کے دوران جب ان کی گفتگو اس وقت کی وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی سے ہوئی تب اندرا گاندھی نے ان سے سوال کیا کہ خلاء سے ہندوستان کیسا نظر آرہا ہے؟ تب راکیش شرما نے کہا ''سارے جہاں سے اچھا'' جو شاعر مشرق علامہ اقبال کی مشہور نظم ''ترانہ ہندی'' کے ایک مصرعے ''سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا'' سے ماخوذ ہے۔

کلپنا چاؤلہ

ہندوستان کی دوسری خلاباز محترمہ کلپنا چاولہ جنہوں نے اپنا خلائی سفر 1977ء میں بڑی کامیابی سے طئے کیا۔دوبارہ وہ سال 2003ء میں بھی خلائی سفر کے لیے روانہ ہوئیں۔ لیکن بدقسمتی سے ان کا خلائی جہاز خلا سے واپسی کے دوران فضائی کرہ میں داخل ہوتے وقت چند تکنیکی خرابیوں کی وجہ سے تباہ ہوگیا۔اس طرح یکم فروری 2003ء کو ان کی موت خلائی سفر کے دوران ہی واقع ہوگئی۔

سنیتا ولیمس

ہندوستان کی تیسری خلاباز ایک ہندوستانی نژاد سنیتا ولیمس ہے۔ ہندوستانی خلائی تحقیق میں ایک اور پیش رفت اُس وقت ہوئی جب کہ ہندوستانی نژاد خلائی سائنسداں سنیتا ولیمس نے خلا میں پہنچیں اور کلپنا چاؤلہ کے بعد خلاء میں پہنچنے والی دوسری ہندوستانی خلائی سائنس داں بن گئیں۔سنیتا ولیمس 19/ستمبر 1961ء کو پیدا ہوئیں۔1995 میں فلوریڈا انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی میں ایم ایس انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی اُنہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُنہوں نے 30 مختلف جہازوں میں جملہ 3000 گھنٹوں تک اُڑان بھری ہے۔ 1998 میں اُن کا

انتخاب امریکی خلائی تحقیقاتی ادارہ ''ناسا'' NASA میں عمل میں آیا۔ وہ جولائی 2012 کے دوسری خلائی تحقیق کے لیے خلائی سفر پر روانہ ہوئیں اور تقریباً چار مہینہ خلاء میں گذارنے کے بعد وہ نومبر 2012 کے آخری ہفتہ میں اپنا مشن مکمل کرتے ہوئے واپس لوٹیں۔

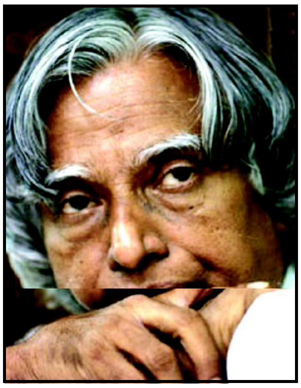

اے. پی. جے. عبدالکلام

یہ سبق اُس وقت تک نامکمل سمجھا جائے گا جب تک کہ اس میں ہندوستان کے بابائے میزائل ٹکنالوجی جناب اے پی جے عبدالکلام کا ذکر نہ ہو۔ ہندوستانی خلائی تحقیقات میں ان کی گراں قدر خدمات ہیں۔ ابوالفقیر زین العابدین عبدالکلام کی پیدائش 15/اکتوبر 1931ء کو رامیشورم ریاست تاملناڈو میں ہوئی۔ مدراس انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی چینائی سے آپ نے ایرواسپیس میں انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی اُنہوں نے دفاعی تحقیقاتی ادارہ DRDO کے سربراہ کے طور پر خدمات انجام دیں۔ کئی ایک میزائل اُنہوں نے بنائے اُنہیں بھارت رتن کے بشمول کئی ایک اعزازات سے نوازا گیا وہ ہمیشہ اپنے ملک کی ترقی کے لیے سوچتے اور مسلسل کام کرتے رہے۔ وہ ہندوستان کے گیارہویں صدر جمہوریہ کے طور پر مسلسل پانچ سال اس جلیل القدر عہدے پر فائز رہے۔ اُن کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ وہ ایک ٹیچر بنیں۔ اس لئے اپنے آخری وقت تک بھی اپنی ضعیف العمری کے باوجود کسی نہ کسی موضوع پر جامعات اور کالجوں میں درس دیتے رہے۔ وہ طلباء کے ساتھ گھل مل جاتے تھے۔ اُن کا انتقال بھی ایک لکچر کے دوران 27/جولائی 2015ء کو ہوا۔

(ماخوذ)

I مختصر جوابی سوالات

1. سنیتا ولیمس اور اے پی جے عبدالکلام کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
2. ہندوستان کی جانب سے خلاء میں بھیجے گئے مصنوعی سیارچے کون کونسے ہیں؟
3. کلپنا چاؤلہ نے خلائی تحقیق کے لیے کیا خدمات انجام دیں؟
4. ''اے پی جے عبدالکلام کی شخصیت ہمارے لیے مشعل راہ ہے'' کیسے؟ لکھیے؟
5. کیا آپ بھی خلائی سائنس داں بننا چاہتے ہیں؟ کیوں؟

II طویل جوابی سوالات

1. ہندوستانی خلائی سائنسدانوں کے متعلق ایک نوٹ لکھیے؟
2. ہندوستانی خلائی تحقیقات سے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟
3. مصنوعی سیارچے کے کیا فوائد ہیں؟
4. مصنوعی سیارچے کو خلاء میں داغنے کے لیے راکٹ کا کیا رول ہوتا ہے؟

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19
SCERT TELANGANA

3. جب گیہوں انڈے کے برابر ہوتے تھے

ایک مرتبہ کچھ بچے پہاڑی کھائی میں کھیل رہے تھے۔ کھیلتے کھیلتے انہیں ایک انوکھی چیز ملی۔ اس کی شکل وصورت اناج کے دانے سے ملتی جلتی تھی۔ اس دانے کے بیچوں بیچ پیچھے کی طرف ایک نالی سی تھی جیسی گیہوں کے دانے میں ہوتی ہے۔ لیکن یہ چیز ایک انڈے کے برابر تھی۔ اتنے میں ایک مسافر ادھر سے گزرا۔ اس نے اس عجیب وغریب چیز کو غور سے دیکھا۔ اسے عجائبات جمع کرنے اور انہیں مناسب قیمتوں پر مناسب لوگوں کو فروخت کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اس نے بچوں سے ایک پیسے میں اسے خرید لیا اور شہر لے جاکر بادشاہ کے ہاتھ اسے بیچ دیا۔

بادشاہ نے اس مسافر کو منہ مانگے دام دیے اور اب بادشاہ کے دل میں یہ کرید پیدا ہوئی کہ آخر یہ ہے کیا چیز۔ اس نے اپنے ہاں کے بڑے بڑے عالموں، فاضلوں اور عقل مندوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ اس بات کا پتہ چلائیں کہ یہ کیا چیز ہے۔

ان سب نے بہت سوچا اور کافی دماغ پر زور ڈالا پر بے چاروں کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ بادشاہ نے یہ انوکھی چیز محل کی ایک کھڑکی میں رکھ چھوڑی تھی تاکہ آنے جانے والے بھی اسے دیکھیں اور غور کریں کہ یہ کیا چیز ہے؟

اتفاق کی بات کہ اک دن مرغی کی نظر اس پر پڑ گئی وہ اس پر چونچیں مارنے لگی۔ اس سے اس میں سوراخ ہوگیا۔ جب لوگوں کی سمجھ میں آیا کہ ہونہ ہو یہ گیہوں کا دانہ ہے اور شہر کے سارے عقل مند لوگوں نے بادشاہ کی خدمت میں جاکر عرض کیا ''یہ گیہوں کا دانہ ہے''۔

بادشاہ یہ سن کر حیرت میں پڑ گیا۔ بھلا گیہوں کا دانہ اتنا بڑا بھی ہوسکتا ہے؟

اس نے ان عقل مند لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس بات کا پتہ چلائیں کہ گیہوں کا اتنا بڑا دانہ کہاں اور کب پیدا ہوتا تھا؟

عالموں نے اس سوال کے بارے میں بہت سر کھپایا، تمام کتابیں چھان ڈالیں مگر اس سوال کا جواب انہیں نہ مل سکا، لاچار ہوکر وہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا :

''ہم آپ کے سوال کا جواب دینے سے مجبور ہیں۔ ہماری کتابوں میں اس کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ آپ کسانوں سے پوچھیں۔ شاید وہ آپ کے اس سوال کا جواب دے سکیں۔ شاید ان میں سے کسی نے اپنے باپ دادا سے یہ بات سنی ہو کہ گیہوں کا

SCERT TELANGANA

اتنا بڑا دانہ انڈے کے برابر کہاں اور کب پیدا ہوتا تھا۔''

یہ سن کر بادشاہ نے حکم دیا کہ زیادہ سے زیادہ بوڑھے کسان اس کے سامنے لائے جائیں۔

آخر بہت تلاش کے بعد بادشاہ کے درباریوں کو ایک بوڑھا کسان مل گیا۔ اسے پکڑ کر بادشاہ کے دربار میں لے آئے۔ یہ کسان بہت ہی کمزور تھا۔ نہ پیٹ میں آنت نہ منہ میں دانت بدن میں خون کا نام نہیں۔ دبلا پتلا، ہڈیوں کا ڈھانچہ، کمر نکلی ہوئی۔ دو بیساکھیوں کی مدد سے لڑکھڑاتا لڑکھڑاتا بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔

بادشاہ نے اسے گیہوں کا دانہ دکھایا۔ پر اسے کم دکھائی دیتا تھا۔ اس نے ٹٹول ٹٹول کر اسے دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا :

''کیوں بڑے میاں کیا تم بتا سکتے ہو اس قسم کا گیہوں کب اور کہاں پیدا ہوتا تھا؟ تم نے اس طرح کا گیہوں کبھی خریدا ہے یا اپنے کھیت میں بویا ہے؟''

مگر بڑھاپے نے بڑے میاں کے کان بھی پٹ کر دئے تھے، بے چارے اس قدر بہرے تھے کہ بڑی مشکل سے بادشاہ کا سوال سن سکے اور بڑی دقت کے بعد بادشاہ کا مطلب ان کی سمجھ میں آیا۔ انہوں نے بادشاہ کو جواب دیا۔ ''اتنا بڑا گیہوں نہ تو کبھی مجھے بونے کا اتفاق ہوا ہے اور نہ کاٹنے کا اور نہ کبھی خریدنے کا۔ ہم نے جب کبھی گیہوں خریدا تو اس کے دانے اتنے ہی چھوٹے ہوتے تھے، جتنے آج کل عام طور پر ہوتے ہیں۔ مگر آپ میرے باپ سے معلوم کیجیے۔ شاید انہوں نے کبھی سنا ہو کہ ایسے گیہوں کہاں پیدا ہوتے ہیں۔''

بادشاہ نے بڑے میاں کے باپ کو بلا بھیجا۔ یہ محض ایک بیساکھی کی مدد سے دربار میں حاضر ہوے۔ بادشاہ نے ان کو گیہوں کا دانہ دکھایا۔ ان کی آنکھوں کی روشنی بالکل ٹھیک تھی۔ انہوں نے بڑے غور سے اس کو دیکھا۔ بادشاہ نے ان سے بھی وہی سوال کیا۔ بڑے میاں کچھ اونچا تو ضرور سنتے تھے مگر اپنے لڑکے کے مقابلے میں کہیں بہتر سنتے تھے۔

''نہیں'' انہوں نے جواب دیا۔ ''میں نے تو ایسا گیہوں نہ کبھی بویا اور نہ کبھی کاٹا۔ رہا خریدنے کا سوال تو میرے زمانے میں سکے کا رواج ہی نہیں تھا۔ اول تو ہم میں سے ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق خود ہی اناج پیدا کر لیتا تھا۔ لیکن اگر کبھی ضرورت پڑ گئی تو ہم ایک دوسرے کے ساتھ شرکت کر لیتے تھے۔ مجھے بالکل نہیں معلوم کہ ایسا گیہوں کہاں پیدا ہوتا تھا۔ بس اس قدر عرض کر سکتا ہوں کہ ہمارے زمانے میں گیہوں کے دانے آج کل سے کچھ زیادہ بڑے ہوتے تھے اور ان سے آٹا آج کل کے مقابلے میں زیادہ نکلتا تھا۔ پر ہاں میں نے اپنے باپ سے یہ کہتے سنا ہے کہ ان کے زمانے میں گیہوں کے دانے ہمارے زمانے سے بڑے ہوتے تھے اور

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 19-2018
SCERT TELANGANA

ان سے آٹا بھی زیادہ نکلتا تھا۔ بہتر ہے، بادشاہ سلامت! آپ ان سے دریافت کریں۔''

بادشاہ یہ سن کر حیران ہوا کہ ان کے باپ ابھی تک زندہ ہیں! اسے اس کسان کی بات پر یقین نہیں آتا تھا۔ اس نے سوچا دیکھا جائے یہ کسان کس حد تک سچ بول رہا ہے۔

بادشاہ نے ان کے باپ کو بھی بلا بھیجا۔ یہ پیدل چل کر دربار میں آئے۔ ان کو بیساکھی کی سرے سے ضرورت نہیں تھی۔ نہ ہی ان کی کمر جھکی ہوئی تھی۔ ان کی آنکھوں کی روشنی بہت تیز تھی۔ سننے کی طاقت بھی بالکل ٹھیک تھی اور آواز بڑی گرجدار تھی۔ بادشاہ نے ان کو گیہوں کا دانہ دکھلایا۔ انہوں نے ہاتھ میں لے کر الٹ پلٹ کر دیکھا۔

گیہوں کا دانہ دیکھ کر ان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ چہرے پر مسکراہٹ کھل اٹھی۔ اس نے بادشاہ سلامت سے کہا :

''بہت دنوں کے بعد اتنا عمدہ گیہوں دیکھنے میں آیا۔'' اس کا ایک ٹکڑا اپنے دانتوں سے کاٹ کر چکھتے ہوئے وہ بولے'' ہاں! یہ بالکل ویسا ہی ہے۔''

بادشاہ یہ دیکھ کر بے حد حیران ہوا اس نے کسان سے پوچھا'' مجھے بتلائیے دادا میاں، ایسے گیہوں کہاں اور کب پیدا ہوتے تھے۔ کیا آپ نے خود کبھی ایسا گیہوں خریدا تھا یا کبھی اپنے کھیت میں بویا تھا؟''

بڑے میاں نے جواب دیا، میرے زمانے میں ایسے گیہوں ہر جگہ پیدا ہوتے تھے۔ میں نے اپنے بچپن میں ہمیشہ ایسے ہی گیہوں کا آٹا کھایا ہے اور اپنے کھیتوں میں افراط کے ساتھ ایسے ہی گیہوں کی کاشت کی ہے اور دوسروں کو بھی کھلایا ہے۔

بادشاہ نے دوبارہ پوچھا،'' کیوں دادا میاں کبھی آپ کو ایسے گیہوں خریدنے کا بھی اتفاق ہوا تھا یا خود اپنے ہاتھوں سے ہی بویا کرتے تھے؟''

بڑے میاں مسکرا کر بولے'' ہمارے زمانے میں روٹی کا خریدنا یا بیچنا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت سکے کا بھی چلن نہیں تھا۔ ہر شخص کے پاس اپنی ضرورت سے زیادہ ہی غلہ ہوتا تھا۔ وہ خود پیٹ بھر کھاتا تھا اور ضرورت پڑنے پر دوسروں کو بھی ہنسی خوشی کے ساتھ کھلاتا تھا۔

بادشاہ نے پھر پوچھا،'' تو دادا میاں آپ کے کھیت کہاں تھے اور اس قسم کا گیہوں کہاں پیدا ہوا کرتا تھا؟''

بڑے میاں نے جواب دیا، پوری زمین ہماری کھیت تھی۔ ہم اپنی سہولت اور آرام سے جہاں چاہے وہاں اناج بوتے تھے۔ ہم جس جگہ جوت لیں وہی ہمارا کھیت تھا۔ زمین مفت تھی اور ہر شخص کی تھی۔ زمین کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتی تھی۔ صرف محنت مزدوری لوگوں کی اپنی ہوتی۔

بادشاہ نے کہا'' میرے دو سوالوں کا اور جواب دیجیے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ گیہوں کے دانے اس وقت اتنے بڑے کیوں

ہوتے تھے اور اب اتنے بڑے دانے کیوں نہیں ہوتے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ کا پوتا کیوں اتنا کمزور ہے وہ تو نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ اچھی طرح سن سکتا ہے وہ تو دو بیساکھیوں کے بغیر چل ہی نہیں سکتا اور آپ کے لڑکے کے لئے محض ایک بیساکھی کافی ہے اور آپکو ایک بیساکھی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے آنکھوں کی روشنی بہت تیز ہے، دانت بالکل مضبوط ہیں اور آپ کی آواز بہت صاف اور گرج دار ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟''

بڑے میاں نے جواب دیا،''ایسا یوں ہے کہ اب لوگوں نے خود محنت کرنا چھوڑ دیا ہے۔ وہ دوسروں کی محنت کے محتاج ہیں، دوسروں کے سہارے زندگی گذارنا چاہتے ہیں۔ دوسروں کی محنتوں سے بنائی ہوئی چیزوں پر قبضہ کر لیتے ہیں۔

پچھلے زمانے میں لوگ خدا کے قانون کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے اور خدا کا شکر بجالاتے تھے۔ اپنے زور بازو سے جو بھی کر سکتے جتنا بھی کر سکتے تھے وہی کام کرتے تھے۔ صرف اپنی چیزوں پر اکتفا کرتے تھے۔ دوسروں کی کمائی پر للچائی ہوئی نگاہ ڈالنا برا سمجھتے تھے۔ یہ اور بات تھی کہ ہر کوئی اپنا مال دوسروں میں بانٹ کر خوش ہوتا تھا۔''

(ماخوذ)

I مختصر جوابی سوالات

1. گاؤں کے بچوں کو کیا انوکھی چیز ملی؟
2. مسافر نے وہ چیز کس کو فروخت کی؟
3. شہر کے عقل مند لوگوں نے بادشاہ کو کیا تدبیر بتائی؟
4. پہلے کسان کا حال بتائیے؟

II طویل جوابی سوالات

1. پچھلے زمانے میں لوگ کیسی زندگی بسر کرتے تھے؟ اس کا تقابل موجودہ طرز زندگی سے کیجیے۔
2. اس کہانی سے کیا نتیجہ اخذ ہوتا ہے؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔
3. بڑے میاں کے جواب سے آپ کس حد تک متفق ہیں؟ وضاحت کیجیے۔
4. اس کہانی کا اختتام کسی اور انداز میں کیجیے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

4. تین شہزادے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بوڑھی عورت اپنی خوب صورت بیٹی کے ساتھ رہتی تھی۔ اس لڑکی کا نام مونی تھا۔ بوڑھی عورت اسے گھر سے باہر نہیں نکلنے دیتی تھی۔ کیوں کہ اس کا خیال تھا کہ اس کی بیٹی کو جو بھی دیکھے گا اُٹھالے جائے گا۔

ایک دن اتفاق سے ایک جادوگر عورت کی نظر اس پر پڑی۔ اس نے مونی کی خوب صورتی دیکھی تو حسد کی آگ میں جلنے لگی اور جادو کے زور سے اسے مینڈک بنادیا اور دور کہیں پل کے نیچے ٹرٹرانے کے لیے بھیج دیا۔

اس ملک کا ایک بادشاہ تھا جس کے تین بیٹے تھے۔ بادشاہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا اور اسے کسی مناسب جانشین کی تلاش تھی وہ اپنے تینوں بیٹوں سے یکساں محبت کرتا تھا اس لیے وہ کسی ایک کو منتخب نہیں کرسکتا تھا۔ ایک دن اس نے تینوں بیٹوں کو بلایا اور کہا۔

پیارے بچو! میں چاہتا ہوں کہ اب تم میں سے ایک میری جگہ لے لے۔ میں تم تینوں کو بہت چاہتا ہوں۔ مجھے تم سے ایک جیسی محبت ہے لیکن میری خواہش ہے کہ رعایا کو ایک ہوشیار اور عقلمند حکمران ملے۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں تین شرطیں پیش کروں گا جو بھی ان شرطوں کو پورا کریگا اس کو حکومت کی باگ ڈور سونپ دی جائے گی۔

میری پہلی شرط یہ ہے کہ مجھے سوگز ایسا کپڑا چاہیے جو کہ نہایت باریک ہو اور جس کو لپیٹ کر میں اپنی انگوٹھی سے گذار سکوں۔

اس شرط کو پورا کرنے کے لیے تینوں بیٹے روانہ ہوگئے۔ دو بڑے شہزادے گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلے لیکن چھوٹا شہزادہ پیدل ہی چل دیا۔

بڑے لڑکوں نے اعلیٰ قسم کی ململ خریدی اور اپنے ساتھ باندھ لی دوسری طرف چھوٹا لڑکا تھک کے چور ایک پل کے پاس درخت کے نیچے لیٹ گیا۔ وہ لیٹا ہوا اپنی قسمت کو کوسنے لگا۔ اس کے نزدیک ہی پل کے نیچے سے ایک بدصورت مینڈک نے پانی سے گردن باہر نکالی اور بولا۔

''آپ کو کس بات کی تکلیف پہنچی ہے؟''

شہزادہ مینڈک کو اس طرح بولتے دیکھ کر حیران ہوگیا۔ بہت زیادہ تھکا ہوا ہونے کی وجہ سے اس مینڈک کو پوچھنا بھی ناگوار گذرا۔ چنانچہ وہ جلدی سے بولا بے وقوف مینڈک! تم میری کوئی مدد نہیں کرسکتے۔

مینڈک نے جواب دیا، یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا مجھے بتاؤ تو سہی کہ تمہیں تکلیف کیا ہے؟

مینڈک کے اصرار پر شہزادے نے پوری کہانی سنادی۔ مینڈک نے کہا میں تمہاری مدد کروں گا۔ یہ کہہ کر اس نے پانی میں غوطہ

SCERT TELANGANA

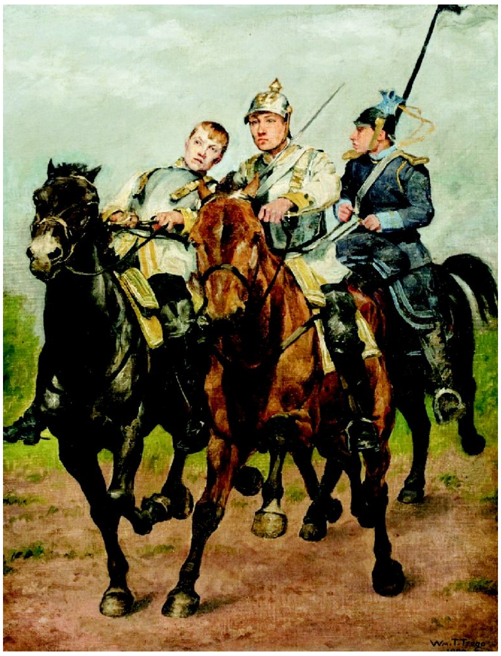

لگایا اور جلد ہی واپس آ گیا اس کے پاس باریک کپڑا تھا جو شاندار تھا۔ اس نے شہزادے سے کہا کہ وہ اس کپڑے کو لے جائے اور بادشاہ کے حضور پیش کردے۔ شہزادہ اس گندے سے مینڈک کا دیا ہوا کپڑا لینا تو نہیں چاہتا تھا لیکن مینڈک کی آواز میں کچھ ایسی کشش تھی کہ وہ اس کی بات ماننے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے یہ بھی سوچا کہ اب تک اسے کچھ نہیں ملا۔ اس لیے کیوں نہ اس کپڑے کو لے جائے چنانچہ اس نے کپڑا اپنی جیب میں ڈالا۔ مینڈک کا شکریہ ادا کیا اور واپس ہونے لگا۔

جوں جوں آگے بڑھتا اس کی جیب بھاری ہوتی جا رہی تھی وہ جلدی جلدی قدم اٹھانے لگا جب وہ محل میں داخل ہوا اس کے دوسرے بھائی پہنچ گئے تھے۔

بڑے بھائی گاڑیاں بھر بھر کر کپڑے لائے تھے اور انہوں نے کپڑے کے ڈھیر لگا دئے تھے۔

بادشاہ بہت خوش ہوا کہ اس کے بیٹے اپنا کام کر کے واپس آئے ہیں اس نے اپنی انگوٹھی اتاری اور دیکھنا شروع کیا کہ کون سا ایسا کپڑا ہے جو سوگز اس کی انگوٹھی میں سے گذر جائے۔

اسی دوران میں چھوٹا شہزادہ بھی محل میں پہنچ گیا۔ اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور مینڈک کا دیا ہوا کپڑا باہر نکالا۔ شہزادے کی حیرانی کی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ اس کی جیب سے نہایت ملائم خوب صورت اور باریک کپڑا نکلا۔ یہ اتنا باریک کپڑا تھا کہ اس جیسے دو ٹکڑے اس انگوٹھی میں سے گذر سکتے تھے۔

یہ دیکھ کر بادشاہ نے چھوٹے شہزادے کو اپنے سینے سے لگا لیا اور حکم دیا کہ دوسرے بے شمار کپڑوں کو غریبوں میں بانٹ دیا جائے۔

اس کے بعد بادشاہ نے اپنی دوسری شرط پیش کی۔

مجھے ایک ایسا پیارا کتا چاہیے جو اس ناریل کے خول میں سما جائے۔ بادشاہ سلامت کی یہ دوسری شرط سن کر تینوں شہزادے گھبرا گئے۔ لیکن حکومت اور تخت میں بڑی کشش تھی۔ اس لیے انہوں نے اس کام کو کرنے کا فیصلہ کر لیا اور سفر کا سامان باندھ کر روانہ ہو گئے۔

تینوں شہزادے گھر سے نکلے اور چلتے چلتے ایسی جگہ پر پہنچے جہاں سے تین سڑکیں الگ الگ نکلتی تھیں۔ دونوں بڑے شہزادے ہموار اور شاداب سڑکوں پر چل پڑے۔ جب کہ چھوٹا شہزادہ غیر ہموار خشک اور کٹھن سڑک پر روانہ ہوا۔

چلتے چلتے وہ اس پل پر پہنچ گیا جہاں وہ پہلے بھی گیا تھا۔ اب تک راستے میں اسے ایک بھی ایسا کتا نہیں ملا تھا جو ناریل کے خول میں سما جاتا اور اس کے والد کی شرط پوری کر سکتا۔ چنانچہ وہ پل پر اداس اور پریشان بیٹھا تھا اتنے میں وہی مینڈک پانی سے نمودار ہوا اور بولا۔

شہزادے اب کیا معاملہ ہے؟

SCERT TELANGANA

چونکہ شہزادے کو مینڈک پر اعتماد سا ہو گیا تھا اور کپڑا لے جانے کے سلسلے میں وہ اسے آزما چکا تھا۔ اس لیے اس نے مینڈک کو ساری کہانی سنا دی، جب شہزادے نے کتے والی شرط مینڈک کو بتائی تو مینڈک بولا۔

شہزادے یہ کام بھی ہو جائے گا تم فکر مت کرو۔

یہ کہہ کر اس نے پہلے کی طرح پانی میں غوطہ لگایا اور تھوڑی دیر بعد ایک ناریل لے کر باہر نکل آیا۔ اس نے شہزادے کو ناریل دیتے ہوئے کہا۔

''شہزادے یہ لو ناریل اور واپس اپنے بادشاہ کے پاس چلے جاؤ''۔

شہزادہ ناریل لے کر مینڈک کا شکریہ ادا کر کے چل دیا۔ جب وہ محل پہنچا تو دیکھا کہ دوسرے شہزادے بہت پیارے پیارے اور چھوٹے چھوٹے کتے لائے تھے جن کی تعداد بہت زیادہ تھی وہ یہ کتے خاص رقم سے خرید کر لائے تھے۔ چنانچہ بادشاہ سلامت نے ان کی مدد کرنے کے لیے ایک بڑا ناریل نما خول نکالا اور کتوں کو باری باری اس میں رکھ کر دیکھنا شروع کر دیا۔ بادشاہ نے ہر ممکن کوشش کی کہ بڑے شہزادوں کے لائے ہوئے کتوں میں سے کوئی کتا ناریل میں سما جائے۔ باوجود بادشاہ کی کوشش کے کسی کتے کی ٹانگ ناریل نما خول سے باہر رہ جاتی اور کسی کی دُم، پورا کتا خول کے اندر نہیں سما تا تھا۔

جب تمام کتے آزمائے جا چکے تو چھوٹا شہزادہ بھی حاضر ہو گیا۔ اس نے ناریل نکالا اور جھک کر ادب سے بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش کیا۔ ناریل کو دیکھتے ہی بادشاہ بولا۔

پیارے بیٹے! میں نے کتا لانے کی شرط پیش کی تھی۔ ناریل نہیں لیکن تم ہو کہ بجائے کتے کے ناریل اٹھا لائے ہو۔

بادشاہ سلامت آپ احتیاط سے ناریل توڑ دیں، مجھے امید ہے کہ آپ کی شرط پوری ہو جائے گی، چھوٹا شہزادہ بولا۔

چھوٹے بیٹے کی بات سن کر جوں ہی اس ناریل کو احتیاط سے توڑا گیا تو یہ دیکھ کر سب دنگ رہ گئے کہ اس میں سے پیارا کتا اچھل کر باہر آ گیا۔ ناریل سے نکلتے ہی اس کتے نے بادشاہ سلامت کے ہاتھ پر کھیلنا شروع کر دیا۔ وہ بڑے پیارے انداز سے بادشاہ کے ہاتھ پر کھیلتا رہا۔ بادشاہ اس کتے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اسے حیرت ہوئی کہ وہ دوسری شرط بھی چھوٹا شہزادہ جیت چکا تھا۔

دربار میں موجود امراء، وزراء دوسرے تماشائی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہ بھی خوش تھے کہ چھوٹے شہزادے نے بادشاہ کی دوسری شرط بھی پوری کر دی ہے۔ اس مرتبہ پھر بادشاہ نے چھوٹے شہزادے کو گلے سے لگا لیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے اپنے بیٹوں کو مخاطب کر کے کہا۔

پیارے بیٹو !

تمہارے لیے سخت مرحلے ختم ہوئے۔ اب میری آخری خواہش یہ ہے کہ میں اپنا جانشین اس کو بناؤں گا جو کہ خوب صورت ترین عورت کو محل میں لے کر آئے گا۔

تخت کی خواہش تینوں شہزادوں کو اس قدر تھی کہ کوئی وقت ضائع کئے بغیر سفر کے لیے روانہ ہو گیا۔ چھوٹا شہزادہ بھی خوب صورت

SCERT TELANGANA

عورت کی تلاش میں چل پڑا۔ وہ سوچ رہا تھا، چھوٹے سے مینڈک نے میری بہت مدد کی ہے اور ہر کڑے وقت میں میرے کام آتا رہا ہے۔ لیکن اس دفعہ وہ میرے لیے کچھ نہ کر سکے گا۔ کاش وہ میرے لیے کچھ کر سکے۔ اس بار وہ کافی غمگین اور اداس تھا۔ وہ یہی سوچتا ہوا اسی راستے پر چل پڑا جو اس کا جانا پہچانا تھا چلتے چلتے وہ اس پل کے پاس پہنچ گیا اور وہاں بیٹھ کر ٹھنڈی آہیں بھرنے لگا۔

ابھی اسے وہاں بیٹھے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ مینڈک نے پانی سے سر باہر نکال کر پوچھا۔ شہزادے اب کیا بات ہے جو اس قدر افسردہ ہو؟

''کچھ نہیں''، شہزادے نے مینڈک سے کہا۔

پھر تم آہیں کیوں بھر رہے ہو، مینڈک نے پوچھا۔

پیارے مینڈک کچھ نہیں، شہزادہ بولا۔

مینڈک نے بار بار شہزادے سے افسردگی کی وجہ پوچھی تو شہزادے نے اسے بادشاہ کی آخری شرط بھی بتا دی۔

کوئی فکر نہ کرو، مینڈک نے شہزادے کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

تم محل کی طرف واپس چلو، خوب صورت لڑکی وہاں تمہارے پیچھے ہی آئے گی۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ تمہیں ہنسی بالکل نہیں آنی چاہیے۔ چاہے تمہیں کچھ ہی نظر آئے یہ کہہ کر مینڈک پہلے کی طرح پانی میں غائب ہو گیا۔ اس مرتبہ شہزادے کو مینڈک کی بات کا زیادہ یقین نہیں تھا۔ پھر بھی وہ محل کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اس کے پیچھے پیچھے کچھ شور بلند ہوا پہلے تو وہ شور سن کر ڈر گیا۔ کیوں کہ یہ ایک عجیب و غریب شور تھا۔ پھر اس نے سرسری نظر سے پیچھے دیکھا۔ اس نے وہاں ایک عجیب نظارہ دیکھا۔

اس نے دیکھا کہ چھ بڑے چوہے ایک بڑے سے تربوز کو ڈھکیل رہے ہیں جیسے کسی بگھی کو ڈھکیل رہے ہوں۔ تربوز کے اوپر ایک مینڈک ڈرائیور بھی بیٹھا ہوا تھا اس کے پیچھے دو اور چھوٹے مینڈک تھے جو پیادے سپاہیوں کی طرح آ رہے تھے۔

اس بگھی نما تربوز کے اوپر اس کا دوست مینڈک بیٹھا تھا۔ جو اس کو پل کے پاس پانی میں ملتا تھا اور جس نے اسے باریک اور خوب صورت کپڑا اور کتے والا ناریل دیا تھا۔ شہزادہ اپنے خیالات میں اتنا غرق تھا کہ اس نے ان پر زیادہ غور نہ کیا۔

وہ تھوڑی دیر بعد خیالوں میں کھوئے ہوئے شہزادے کے پاس سے آگے گزر گئے۔

شہزادے کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو وہ اس منظر کو دیکھ کر ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جاتا لیکن چھوٹے شہزادے کو ذرا بھی ہنسی نہ آئی بلکہ وہ مسکرایا تک نہ تھا۔

چوہوں کی یہ بگھی کچھ دیر تک نظر آتی رہی اور پھر ایک موڑ پر آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ شہزادہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اس مرتبہ میں شرط ہار جاؤں گا۔ اس مرتبہ میرے بڑے بھائی مجھ سے سبقت لے جائیں گے۔ وہ بازی جیت لیں گے۔ میں خوب صورت عورت کہاں سے حاصل کروں۔ یہ مجھ سے کیسے ہو سکے گا۔ بادشاہ سلامت کی یہ شرط پوری نہ ہوئی تو وہ دوسرے شہزادوں کو حکومت کی

SCERT TELANGANA

باگ ڈور سونپ دیں گے۔ میں ہار گیا۔اس قسم کے سینکڑوں خیالات شہزادے کے ذہن میں ابھرتے رہے اور وہ بھی اس موڑ پر پہنچ گیا جہاں بگھی اس کی آنکھوں سے اوجھل ہوئی تھی۔

شہزادے نے موڑ پر آ کر دیکھا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس کو ایک بہترین چھ گھوڑوں والی خوب صورت بگھی نظر آئی۔اس بگھی میں ایک نہایت خوب صورت لڑکی بیٹھی تھی۔شہزادے نے اتنی حسین لڑکی کو دیکھا تو حیران ہو گیا اور بولا۔

''تم کون ہو اور یہاں کیسے آئیں؟''

وہ مونی تھی اور اس پر وہ دل وجان سے فریفتہ ہو گیا اور اسے حاصل کرنا چاہتا تھا۔جب شہزادہ بگھی کے قریب آیا تو اس کا دروازہ کھل گیا اور اسے بگھی میں بیٹھنے کے لیے کہا گیا۔شہزادہ بگھی میں بیٹھ گیا اور جلد ہی وہ بادشاہ کے محل میں پہنچ گیا۔

چھوٹے شہزادے کے دوسرے بھائی بے شمار لڑکیوں کو اپنے ہمراہ لائے تھے جو کہ اپنی جگہ سب ہی حسین وجمیل اور بہت خوب صورت تھیں۔لیکن جونہی مینڈک شہزادی محل میں داخل ہوئی لوگ اسے دیکھتے ہی رہ گئے اور تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ بلا شبہ وہ بہت حسین تھی۔

بادشاہ بھی اسے دیکھ کر نہایت خوش ہوا۔اس نے دوسری تمام لڑکیوں کو واپس بھجوا دیا اور چھوٹے شہزادے کی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔

شہزادے کو پہلی ہی نظر میں وہ پسند آ گئی تھی چنانچہ اس نے فوراً اس سے شادی کر لی۔شادی پر شہزادی کی بوڑھی ماں کو بلوایا گیا تو پتہ چلا کہ جب اس کی خوب صورت مونی گم ہو گئی تو وہ اس کے غم میں روتے روتے مر گئی۔

مونی کو یہ سن کر بہت صدمہ ہوا اور وہ ماں کی موت پر بہت روئی مگر اب کیا ہو سکتا تھا، وہ کیا کر سکتی تھی۔ کاش اس کی ماں زندہ ہوتی تو شہزادی ہونے پر خوش ہوتی۔اس کے بعد شہزادہ اور شہزادی مونی ہنسی خوشی زندگی گذارنے لگے۔

(ماخوذ)

I مختصر جوابی سوالات

1. مونی کون تھی؟
2. بادشاہ کے کتنے بیٹے تھے اور اس نے کسے اپنا جانشین بنانا چاہا؟
3. بادشاہ کی دوسری شرط کیا تھی؟ اس میں کون کامیاب ہوا؟
4. آخری شرط کیا تھی اور اس میں کون کامیاب ہوا؟

II طویل جوابی سوالات

1. مونی مینڈک بننے کے بعد اُس کی زندگی کیسی گذری ہو گی لکھیے؟
2. بادشاہ کی شرطوں کو پورا کرنے میں چھوٹا شہزادہ کس طرح کامیاب ہوا؟

SCERT TELANGANA

5. ضرورت ایجاد کی ماں ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سمندری طوفان میں رابن سن کروسو کا جہاز ڈوب گیا، وہ اکیلا بچا اور جہاز کے ٹوٹے ہوئے تختوں پر بیٹھ کر ایک جزیرے تک پہنچ گیا۔ جزیرے میں اس نے اپنی زندگی کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے جو کوششیں کیں اسے اس نے اپنی زبانی بیان کیا ہے۔

مکان بنانے کے بعد میں سامان ٹھیک کرنے لگا۔ پہلے لکڑی کے تختوں سے ایک میز اور ایک کرسی تیار کی۔ پھر ایک الماری بنا کر چھوٹی چھوٹی چیزیں اس میں رکھ دیں اور دیواروں میں لکڑیاں گاڑ کے سب ہتھیار اس پر سجا دیے۔ ہر روز میں اپنی بندوق لے کر نکلتا تھا اور اپنے کھانے کے لیے بکری یا خرگوش شکار کر کے لاتا تھا۔

تمام جنگل جانوروں سے بھرا تھا۔ مجھے ہمیشہ تازہ گوشت مل جاتا تھا۔ جب کبھی کوئی جانور شکار کرتا، اس کی کھال اتار کر رکھ لیتا تھا۔ جب کپڑے پھٹ جاتے تو بکری کی کھال سے نئے کپڑے بنا لیتا تھا۔ بکری کے ایک بڑے چمڑے سے میں نے ایک چھاتا بھی بنا لیا تھا۔ وہ مجھ کو دھوپ اور پانی دونوں سے بچاتا تھا۔

ایک دن میں بارود کی تھیلی ڈھونڈ رہا تھا کہ ایک دوسری تھیلی مل گئی جس کے اندر کچھ بھوسی پڑی ہوئی تھی۔ میں نے وہ بھوسی اپنے گھر کے پیچھے جھٹک دی اور بالکل بھول گیا۔ کچھ دنوں کے بعد ادھر سے گزرا تو بڑا اچنبھا ہوا۔ بہت سے ہرے ہرے پودے زمین سے سر نکالے جھانک رہے تھے۔ جیسے جیسے دن گزرتے گئے پودے بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ میرے کندھے کے برابر ہو گئے اور ان میں جو کی بالیاں لٹکنے لگیں۔ پہلے تو کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ پودے وہاں کیسے اور کہاں سے آ گئے۔ پھر سوچتے سوچتے وہ بھوسی یاد آ گئی جو کئی مہینے ہوئے میں نے وہاں جھٹک دی تھی۔

جب فصل تیار ہو گئی تو میں نے بالیاں توڑ کر رکھ لیں۔ کچھ دنوں بعد انہیں دانوں کو پھر بو دیا۔ اب کی فصل میں بہت سا اناج ملا۔ اسی

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

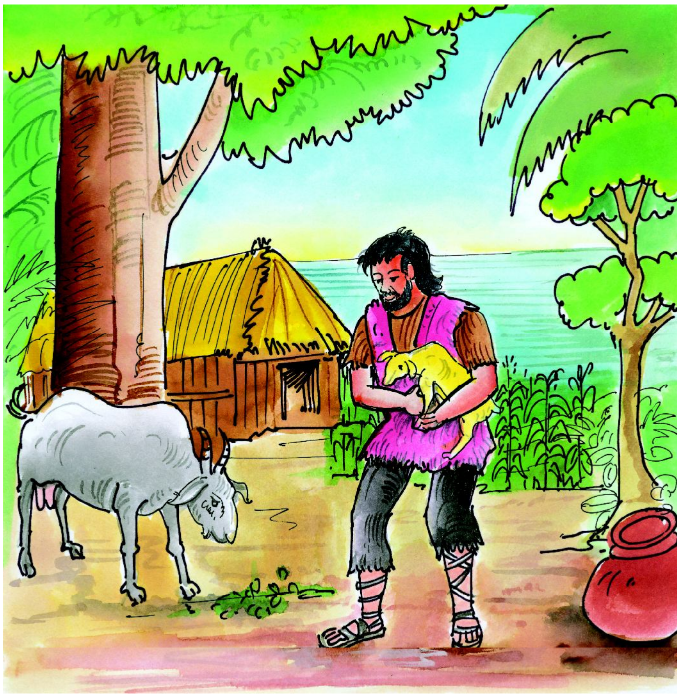

طرح کئی سال تک بوتا رہا اور کاٹتا رہا یہاں تک کہ میرے پاس بیج کے لیے اور کھانے کے لیے بھی کافی ذخیرہ ہو گیا۔ میں کیا بتاؤں کہ جو کی روٹی جو میں نے ایک چپٹے پتھر پر پکا کر کھائی وہ کتنی مزیدار معلوم ہوئی۔!

ایک اور کام کی بات بھی مجھے اتفاق سے معلوم ہوگئی۔ ایک دن میں نے ایک بکری کا شکار کیا۔ پاس جا کر دیکھا تو ایک بچہ بھی پاس ہی کھڑا ہوا ہے۔ مجھ کو بڑا دکھ ہوا۔ دل بھر آیا، میں اسے گود میں اٹھا کر گھر لے آیا اور پالنا شروع کیا۔ کچھ دنوں میں وہ بچہ مجھ سے بالکل گھل مل گیا اور ہر وقت میرے ساتھ ساتھ پھرنے لگا۔ یہ دیکھ کر میں نے بہت سے بچے اور پکڑ لیے۔ دھیرے دھیرے میرے پاس ایک گلّہ ہو گیا۔ اب مجھ کو تازہ تازہ سیروں دودھ مل جاتا اور وقت بے وقت گوشت کا انتظام بھی ہو جاتا۔

جزیرے میں سردی یا گرمی کا کوئی موسم نہ تھا۔ ہر سال دو برساتیں ہوتی تھیں جو دو دو مہینے تک رہا کرتی تھیں۔ باقی دنوں میں ہمیشہ تیز اور گرم دھوپ رہتی تھی۔ جب کبھی پانی برستا تو بہت زور کا برستا اور میں کئی کئی دن تک اپنے گھر میں قیدی بن کر پڑا رہتا۔

لیکن ایک دفعہ برسات میں مجھ کو خیال آیا کہ روٹیاں اور چھوٹی چھوٹی چیزیں رکھنے کے لیے دو ایک ٹوکریاں بنالوں۔ جب میں بچہ تھا تو میرے گھر کے پاس ایک ٹوکری بنانے والا رہا کرتا تھا۔ میں اس کا کام اکثر دیکھتا رہتا تھا۔ اس لیے میں بھی بہت کچھ سیکھ گیا تھا۔ وہ ٹوکری بنانے والا بید کی کھپچیاں لگاتا تھا۔ اس لیے کہ وہ ٹوٹتی نہیں ہیں اور آسانی سے جھکائی اور موڑی جاسکتی ہیں۔ جزیرے میں جھاڑیاں تو نہ تھیں مگر ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک ایسی لکڑی مل گئی جو بید ہی کی طرح مضبوط اور لچکدار تھی۔ میں نے اس کی بہت سی کھپچیاں کاٹ کر پھیلا دیں۔ جب وہ سوکھ گئیں تو اٹھا لایا اور چھ سات دن میں کئی بڑے بڑے ٹوکرے بنالیے۔ وہ دیکھنے میں کچھ اچھے نہ تھے مگر مضبوط بہت تھے اور مجھ کو مضبوط چیز ہی کی ضرورت تھی۔

میرے پاس کھانا پکانے یا پانی گرم کرنے کے لیے کوئی برتن نہ تھا۔ یہ تو معلوم تھا کہ مٹی سے برتن بنائے جاتے ہیں مگر کمہار کا کام میں نے کبھی نہیں کیا تھا۔ تم نے سُنا ہوگا کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ اس جزیرے پر مجھے ایسی ایسی ضرورتیں پڑیں کہ میں آپ سے آپ ایک اچھا خاصا کمہار بن گیا۔

میں نے تھوڑی مٹی کو گوندھ کر ٹیڑھے میڑھے برتن بنائے۔ اگر تم ان برتنوں کو دیکھ پاتے تو ہنستے ہنستے لوٹ جاتے۔ دو مہینے کی محنت کے بعد مجھ کو مٹی کا بھید معلوم ہوا۔ پہلے جو برتن بناتا تھا وہ آن کی آن میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے تھے۔ اب کی دفعہ دو گھڑے، کچھ رکابیاں، کچھ ہانڈیاں اور کچھ صُراحیاں آسانی سے بن گئیں، مگر سب کی سب کچّی تھیں۔ ان میں سے نہ تو کوئی تیز آنچ پر ٹھہر سکتا تھا؛ نہ ان میں پانی ٹھہر سکتا تھا۔

SCERT TELANGANA

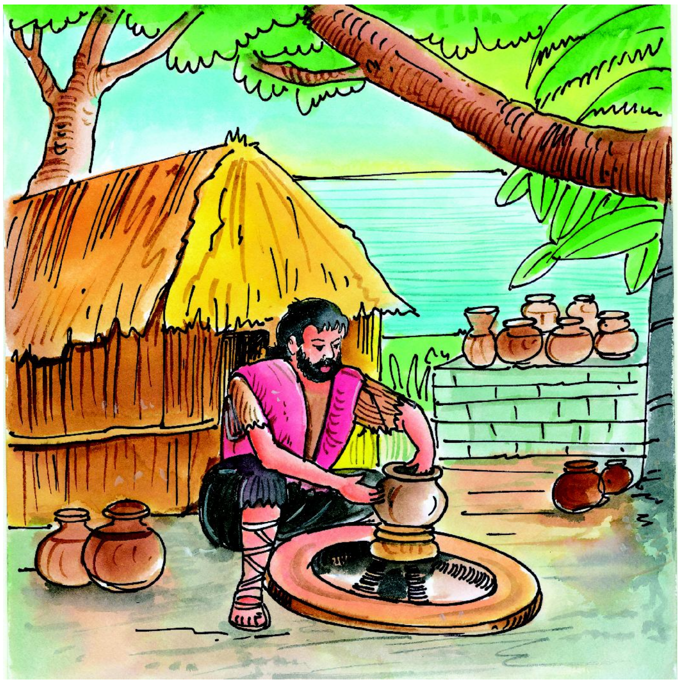

ایک دن بیٹھے بیٹھے میں آگ دہکا رہا تھا کہ اتفاق سے کسی ٹوٹے ہوئے برتن کا ایک ٹکڑا وہاں دکھائی دیا۔ یہ ٹکڑا آگ میں جلتے جلتے پتھر کی طرح سخت اور اینٹ کی طرح لال ہوگیا تھا۔ میں نے اپنے جی میں سوچا کہ جب جل کر ٹکڑے ایسے اچھے ہوجاتے ہیں تو پورے برتن بھی ویسے ہی کیوں نہ ہوجائیں گے۔

دوسرے دن میں نے سارے برتن جمع کر کے رکھ دیے اور چاروں طرف لکڑیوں سے ڈھانک دیا اور آگ لگادی۔ آگ کی گرمی سے برتن لال ہوتے جاتے ہیں۔ مٹی میں جو بالو تھی وہ شام کے قریب پگھل کر چھوٹنے لگی۔ اس وقت میں نے آگ ہٹادی مگر دھیرے دھیرے ہٹائی تا کہ برتن ٹھنڈے ہوکر ٹوٹ نہ جائیں۔

دوسرے دن جب راکھ ہٹائی تو تمام برتن سخت اور لال ہوکر نکل آئے اب وہ پکے تھے، ان میں بالو نام کو نہ تھی۔ ان میں پانی ٹھہر سکتا تھا اور دوسری چیزیں اُبالی جاسکتی تھیں۔

میں بہت خوش تھا کہ جہاز سے چیزیں لانے میں میرا وقت بے کار نہیں گیا۔ شاید میں اس وقت زندہ بھی نہ ہوتا۔ یہ مانا کہ گھاٹ سے گھونگے یا جنگل سے چھوٹے چھوٹے جانور ہاتھ سے پکڑ کر اپنا پیٹ پال لیتا تو بھی جنگلی جانوروں سے کیسے حفاظت کرتا۔ مینہ اور دھوپ سے کیوں کر بچتا۔ اگر آدمی محنت کرے اور اپنی عقل سے کام لے تو سب کچھ کرسکتا ہے۔

(انگریزی ناول ''رابن سن کروسو'' سے ماخوذ)

I مختصر جوابی سوالات

1. یہ سبق کہاں سے ماخوذ ہے؟ رابن سن نے ان تجربات کو کہاں انجام دیا؟
2. بکری کے بچے کو پل کر مصنف کے دل میں کیا خیال آیا؟
3. رابن سن نے فصل کی تیاری کس طرح کی؟
4. رابن سن نے کپڑے کس طرح تیار کیے؟

II طویل جوابی سوالات

1. اس سبق کے ذریعہ آپ نے کیا سیکھا؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔
2. رابن سن کروسو کے کردار پر ایک نوٹ لکھیے۔
3. دہکتی ہوئی آگ کو دیکھ کر رابن سن کروسو کے دل میں کیا خیال آیا؟

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

6. اشرفیوں کی تھیلی

سلطان محمود غزنوی کی حکومت کا زمانہ تھا۔شہر غزنی کے ایک سوداگر نے دو ہزار اشرفیوں کی ایک تھیلی شہر کے قاضی کے پاس بطور امانت رکھی اور خود تجارت کے لیے کچھ مال لے کر ایک قافلے کے ساتھ سفر پر روانہ ہو گیا۔ اتفاق سے راستے میں قافلے پر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور دوسرے قافلے والوں کی طرح اس سوداگر کا سامان لوٹ لیا۔

وہ بے چارہ روتا پیٹتا ایک مدت کے بعد غزنی واپس آیا اور اپنی تھیلی واپس لینے کے لیے قاضی کے پاس پہنچا۔ قاضی نے اس کی تھیلی اس کے حوالے کر دی۔ سوداگر نے تھیلی کو ہاتھوں سے ٹٹول کر دیکھا تو اسے پتہ چلا کہ تھیلی میں سونے کی اشرفیوں کی جگہ تانبے کے پیسے بھرے ہوئے ہیں۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگا۔

''قاضی صاحب، میری تھیلی میں تو سونے کی اشرفیاں تھیں اور اس میں تانبے کے پیسے بھرے ہوئے ہیں''۔

قاضی نے پوچھا ''کیا یہ تھیلی تمہاری ہی ہے''۔ قاضی نے پوچھا ''کیا یہ اسی طرح بند ہے جس طرح تم دے کر گئے تھے؟''۔

سوداگر نے جواب دیا ''ہاں''۔

''قاضی نے سوال کیا'' یہ کہیں سے پھٹی ہوئی تو نہیں؟''۔

سوداگر نے غور سے تھیلی کو دیکھا اور کہنے لگا ''نہیں۔ یہ کہیں سے پھٹی ہوئی معلوم نہیں ہوتی''۔

یہ سن کر قاضی نے کہا ''تم جس طرح میرے پاس اپنی امانت رکھ گئے تھے، میں نے اسی حالت میں تمہاری امانت تمہیں واپس کر دی ہے۔ اس کے اندر اشرفیاں تھیں یا پیسے، یہ میں نہیں جانتا۔''

سوداگر حیران و پریشان وہاں سے چلا آیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟

اچانک اسے خیال آیا کہ سلطان محمود بڑا انصاف پسند بادشاہ ہے۔ اس کے دربار میں جا کر فریاد کرنی چاہیے۔ وہ ضرور میرے ساتھ انصاف کرے گا۔

SCERT TELANGANA

یہ سوچ کر وہ سلطان کے دربار میں پہنچا اور اپنی ساری بپتا سلطان کو کہہ سنائی۔

سلطان پہلے تو حیران ہوا۔ پھر اس سے کئی سوال کیے۔ جب سلطان کو یقین ہو گیا کہ سوداگر سچ کہہ رہا ہے تو اس نے کہا:

''تم اپنی یہ تھیلی ہمارے پاس چھوڑ جاؤ۔ ہم کوئی ایسی تدبیر کریں گے جس سے تمہاری اشرفیاں تمہیں واپس مل جائیں۔''

سوداگر تھیلی سلطان کے پاس چھوڑ کر چلا گیا۔ سلطان سوداگر کے چلے جانے کے بعد بہت دیر تک تھیلی کو دیکھتا رہا۔ وہ کہیں سے بھی پھٹی ہوئی نہ تھی۔

سلطان نے سوچا کہ اس تھیلی میں سے اشرفیاں نکال کر اس میں پیسے بھرے گئے ہیں تو اسے کہیں نہ کہیں سے ضرور پھاڑا گیا ہوگا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ پھٹی ہوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس پھٹی ہوئی جگہ کو رفو کر دیا گیا ہو؟

یہ خیال آتے ہی سلطان نے سوچا کہ کسی طرح یہ معلوم کرنا چاہیے کہ غزنی میں کون ایسا رفوگر ہے جو ایسا رفو کرتا ہے کہ اصل کپڑے اور رفو کی ہوئی جگہ کا فرق معلوم نہیں ہوتا۔

سلطان اس وقت ایک قیمتی قالین پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کچھ سوچا، پھر خنجر نکالا اور قالین کو ایک جگہ سے چیر دیا۔ اس کے بعد اٹھا اور تین دن کے لیے شکار کو چلا گیا۔

سلطان کے چلے جانے کے بعد شاہی خادموں نے دیکھا کہ خاص شاہی قالین ایک جگہ سے پھٹا ہوا ہے۔ محل کے تمام ملازم جمع ہو گئے اور سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ انہیں یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ سلطان نے پھٹا ہوا قالین دیکھ لیا تو نہ جانے ان کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ آخر ایک بوڑھے خادم نے کہا :

گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ احمد بڑے کمال کا رفوگر ہے۔ یہ قالین اس کے پاس لے جاؤ۔ وہ اس طرح رفو کر دے گا سلطان سو بار بھی دیکھے، تب بھی اسے پتہ نہیں چلے گا کہ قالین رفو کیا گیا ہے۔

ایک خادم قالین لے کر احمد رفوگر کے ہاں گیا اور کہنے لگا ''اسے تین

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 19-2018

دن کے اندر اندر رفو کر دو۔ سلطان تین دن کے بعد شکار سے واپس آئے گا۔ اس کے واپس آنے سے پہلے پہلے یہ قالین شاہی تخت پر بچھ جانا چاہیے، مگر سلطان کو رفو کی ہوئی جگہ کا پتہ نہیں چلنا چاہیے۔

احمد رفو گر نے کہا ''کیا بات کرتے ہو۔ اس طرح تار کے ساتھ تار جوڑ دوں گا کہ سلطان کے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں چلے گا۔''

احمد رفو گر نے دو ہی دن میں رفو کر دیا۔ شاہی خادم نے اسے منہ مانگی اجرت دی اور پھر قالین واپس لا کر شاہی تخت پر بچھا دیا۔

سلطان شکار سے واپس آیا تو دیکھا کہ قالین تخت پر بچھا ہوا ہے۔ اس نے بڑے غور سے دیکھا لیکن پھٹی ہوئی جگہ کو بالکل نہ پہچان سکا۔ آخر اس نے داروغہ کو بلایا اور کہا :

''یہ قالین ایک جگہ سے پھٹا ہوا تھا۔''

داروغہ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا : بالکل نہیں حضور۔'' سلطان نے کڑک کر کہا ''ہم نے خود اسے اپنے خنجر سے پھاڑا تھا۔''

داروغہ ڈر کے مارے کانپنے لگا۔ سلطان نے کہا۔

''اس رفو گر کو فوراً بلوایا جائے جس نے اس قالین کو رفو کیا ہے''۔

داروغہ نے اسی وقت ایک سپاہی کو روانہ کیا جو ذرا سی دیر میں احمد رفو گر کو لے آگیا۔ سلطان نے اس سے پوچھا :

''اس قالین کو تم نے رفو کیا ہے؟''

احمد رفو گر نے جھک کر سلام کیا اور کہا ''جی حضور''۔

سلطان کہنے لگا : ''شاباش، تم بڑے باکمال رفو گر ہو۔ ذرا یہ تھیلی تو دیکھو، کیا یہ تم ہی نے رفو کی تھی؟''

یہ کہہ کر سلطان نے تھیلی احمد رفو گر کی طرف بڑھا دی۔ اس نے تھیلی کو ایک نظر دیکھا، پھر بولا ''جی حضور، قاضی صاحب نے اسے رفو کرایا تھا۔

یہ سنتے ہی سلطان محمود نے حکم دیا کہ قاضی کو دربار میں حاضر کیا جائے۔ حکم کی دیر تھی، قاضی دربار میں حاضر ہوگیا۔

سلطان نے کہا :

''اے ظالم، میں نے تجھے اس شہر کا قاضی بنایا تھا کہ

SCERT TELANGANA

تو لوگوں کے جان اور مال کی حفاظت کرے اوران کے ساتھ انصاف کرے مگر تو نے لوگوں کے مال میں خیانت شروع کر دی۔''

قاضی نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا ''حضور، میں نے کسی شخص کی امانت میں خیانت نہیں کی۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے خلاف میرے دشمنوں نے کوئی سازش کی ہے۔'' سلطان کو قاضی کی اس بات سے اور بھی غصہ آیا۔اس نے کہا۔

''تو نے اس تھیلی میں سے اشرفیاں نکال کر پیسے بھر دیے۔کیا یہی تیری دیانت داری ہے؟''

قاضی صاف مکر گیا اور کہنے لگا ''حضور میں نے تو یہ تھیلی اس سے پہلے کبھی دیکھی ہی نہیں۔''

قاضی کا خیال تھا کہ اس طرح جھوٹ بول کر وہ بچ جائے گا مگر جب احمد رفوگر نے اس کے سامنے آ کر ساری سچی بات بیان کر دی تو وہ سر سے پاؤں تک کانپنے لگا۔اب اس کے منہ سے کوئی بات نہیں نکلتی تھی۔

سلطان نے حکم دیا کہ قاضی کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا جائے اور سوداگر کو اس کی دو ہزار اشرفیاں واپس دلوادی جائیں۔''

(ماخوذ)

I مختصر جوابی سوالات

1. اس کہانی کے اور کونسے عنوانات ہو سکتے ہیں اور کیوں؟
2. محمود غزنوی کی جگہ آپ کو فیصلہ کرنا ہوتا تو آپ کیا کرتے؟
3. اس کہانی کا کونسا کردار آپ کو اچھا لگا اور کیوں؟

II طویل جوابی سوالات

1. اس کہانی سے ہمیں کیا درس ملتا ہے؟
2. اشرفیوں کی تھیلی کو کس نے کس کے پاس کیا سمجھ کر رکھا؟ اور اس کا کیا انجام ہوا؟
3. اس کہانی کا خلاصہ لکھیے۔
4. ''دیانتداری اور انصاف پسندی کی صفات انسان کے اعلیٰ کردار کی دلیل ہیں''اس فقرہ کی وضاحت کیجیے۔

SCERT TELANGANA

7. سند باد جہازی کا ایک سفر

کسی زمانے کا ذکر ہے کہ بغداد میں ایک لکڑہارا رہتا تھا۔ وہ ایک دن لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ایک گلی سے گزر رہا تھا۔ گرمی کے دن تھے۔ سوچا دھوپ سخت ہے کچھ دیر آرام کر لینا چاہیے۔ گٹھا سر سے اتارا اور دیوار کے سایے میں بیٹھ گیا۔

آرام کرنے کے لیے آنکھیں بند کیں تو کانوں میں ناچ گانے کی سُریلی آوازیں آنے لگیں۔ اس نے سر اٹھا کر بلند عمارت کی طرف دیکھا اور زور سے کہنے لگا: اے خدا یہ کہاں کا انصاف ہے؟ میں صبح سے شام تک محنت کرتا ہوں پھر بھی پیٹ بھر روٹی نہیں ملتی اور یہ امیر ہے کہ دن بھر آرام کرتا ہے اور روزانہ ہزاروں روپے خرچ کرتا ہے۔

وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک نوکر پھاٹک سے باہر نکلا اور لکڑہارے سے کہنے لگا: ''چلو تمہیں ہمارے سرکار سند باد نے بلایا ہے۔''

لکڑہارا گھبراتا ہوا نوکر کے پیچھے چل پڑا۔ جب محل میں داخل ہوا تو دیکھتا کیا ہے، دسترخوان بچھا ہوا ہے۔ بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے سامنے طرح طرح کے لذیذ کھانے رکھے ہوئے ہیں۔ سند باد نے لکڑہارے کو اپنے پاس بٹھا لیا اور سب کے ساتھ اس کو بھی اچھے اچھے کھانے کھلائے۔ جب سب لوگ رخصت ہو گئے تو سند باد نے ہنستے ہوئے لکڑہارے سے کہا: دوست میں نے تمہاری باتیں سن لی ہیں لیکن ان کا بُرا نہیں مانا۔ سنو! میں تمہیں سناتا ہوں کہ یہ بے انتہا دولت مجھے کتنی محنت کے بعد ملی ہے۔

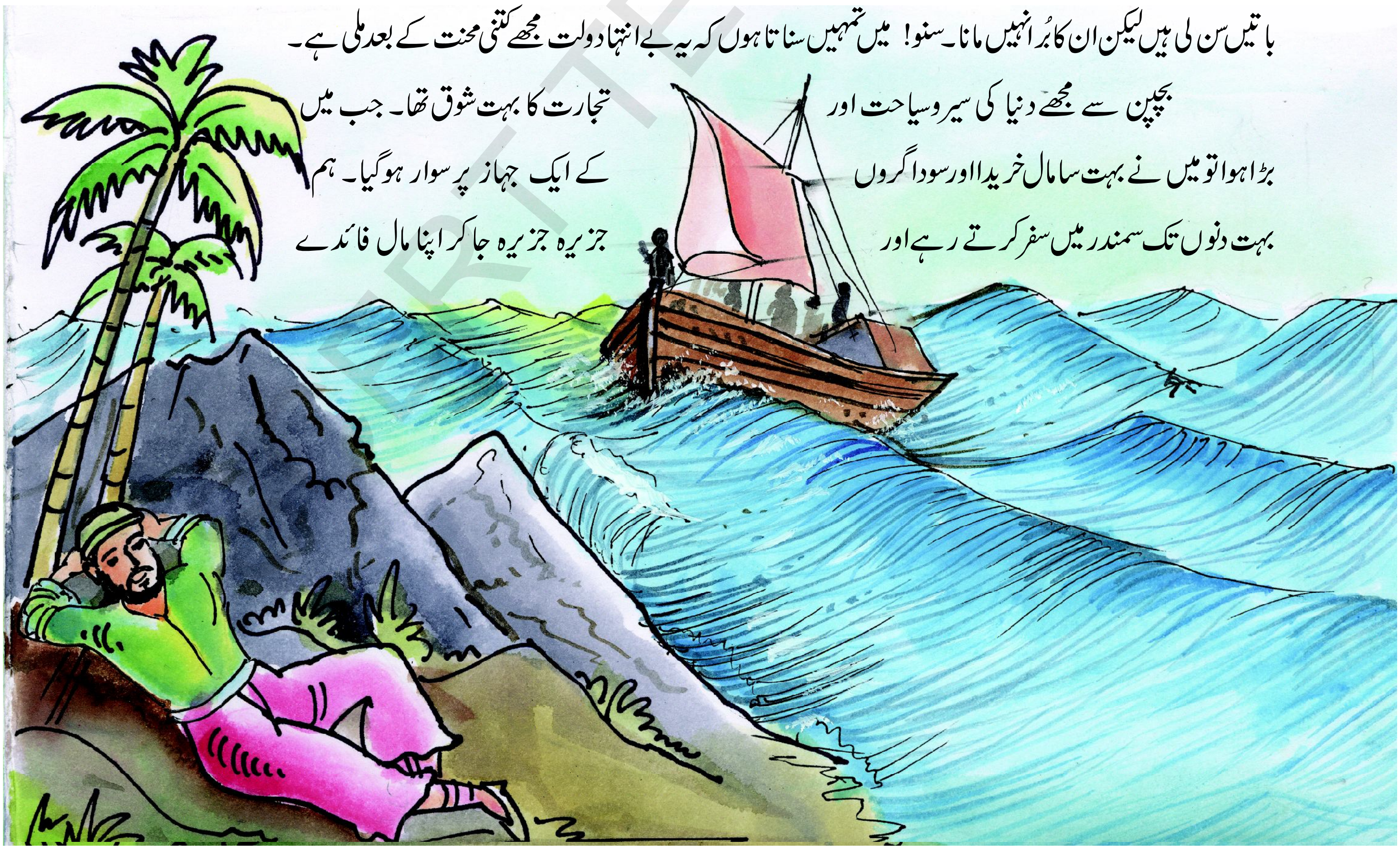

بچپن سے مجھے دنیا کی سیر و سیاحت اور تجارت کا بہت شوق تھا۔ جب میں بڑا ہوا تو میں نے بہت سا مال خریدا اور سوداگروں کے ایک جہاز پر سوار ہو گیا۔ ہم بہت دنوں تک سمندر میں سفر کرتے رہے اور جزیرہ جزیرہ جا کر اپنا مال فائدے

سے بیچتے رہے۔ایک دن ہم ایک ایسے جزیرے میں پہنچے جہاں آبادی نہیں تھی۔ چاروں طرف جنگل اور سبزہ ہی سبزہ نظر آرہا تھا۔سب سوداگر جہاز سے اتر کر سیر کرنے لگے۔ میں بھی ایک طرف چل پڑا۔ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے نیندسی آنے لگی۔ میں سبزہ پر لیٹ گیا اور لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔معلوم نہیں کب تک سوتا رہا۔ جب آنکھ کھلی تو گھبرا کر ساحل کی طرف دوڑا۔لیکن وہاں جہاز موجود نہ تھا۔ مجھے اس جزیرے میں چھوڑ کر جہاز جا چکا تھا۔

اس جزیرے میں اب میں اکیلا رہ گیا تھا۔ اِدھر اُدھر دیکھا تو ایک سفید گنبد نظر آیا۔ میں اس گنبد کی طرف چلا۔ دیکھا کہ کوئی دروازہ ہی نہیں۔تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا ابر کا ٹکڑا آیا اور گنبد پر بیٹھ گیا۔ میں نے کتابوں میں رُخ پرندے اور اس کے انڈے کا ذکر پڑھا تھا۔سوچا ضرور یہ رُخ پرندہ ہے اور یہ اس کا انڈا ہے۔ میں نے اپنی پگڑی کھولی اور ہمت کر کے خود کو اس کی ٹانگ سے باندھ لیا۔ رات اسی طرح گزاری۔ صبح وہ پرندہ اڑا اتنا اونچا کہ زمین نہیں نظر آتی تھی۔ پھر تیزی سے ایک کھائی میں اترا۔ میں نے جلدی سے اپنے آپ کو کھول لیا۔

کھائی اس قدر گہری تھی کہ اوپر چڑھنا دشوار تھا۔ چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے۔آخر چلنا شروع کیا۔ راستے میں بہت سے جواہرات پڑے ہوئے نظر آئے۔ میں نے خوشی خوشی انہیں اکٹھا کرنا شروع کیا۔ یہاں اژدہے بھی تھے جو آدمی کو نگل جاتے ہیں۔ میں نے ایک چھوٹا غار ڈھونڈا اور اسے صاف کر کے اس کا منہ پتھروں سے بند کر دیا اور رات بھر اس میں پناہ لی۔ جب صبح ہوئی تو غار سے باہر آیا۔ بھوک کے مارے بری حالت تھی۔

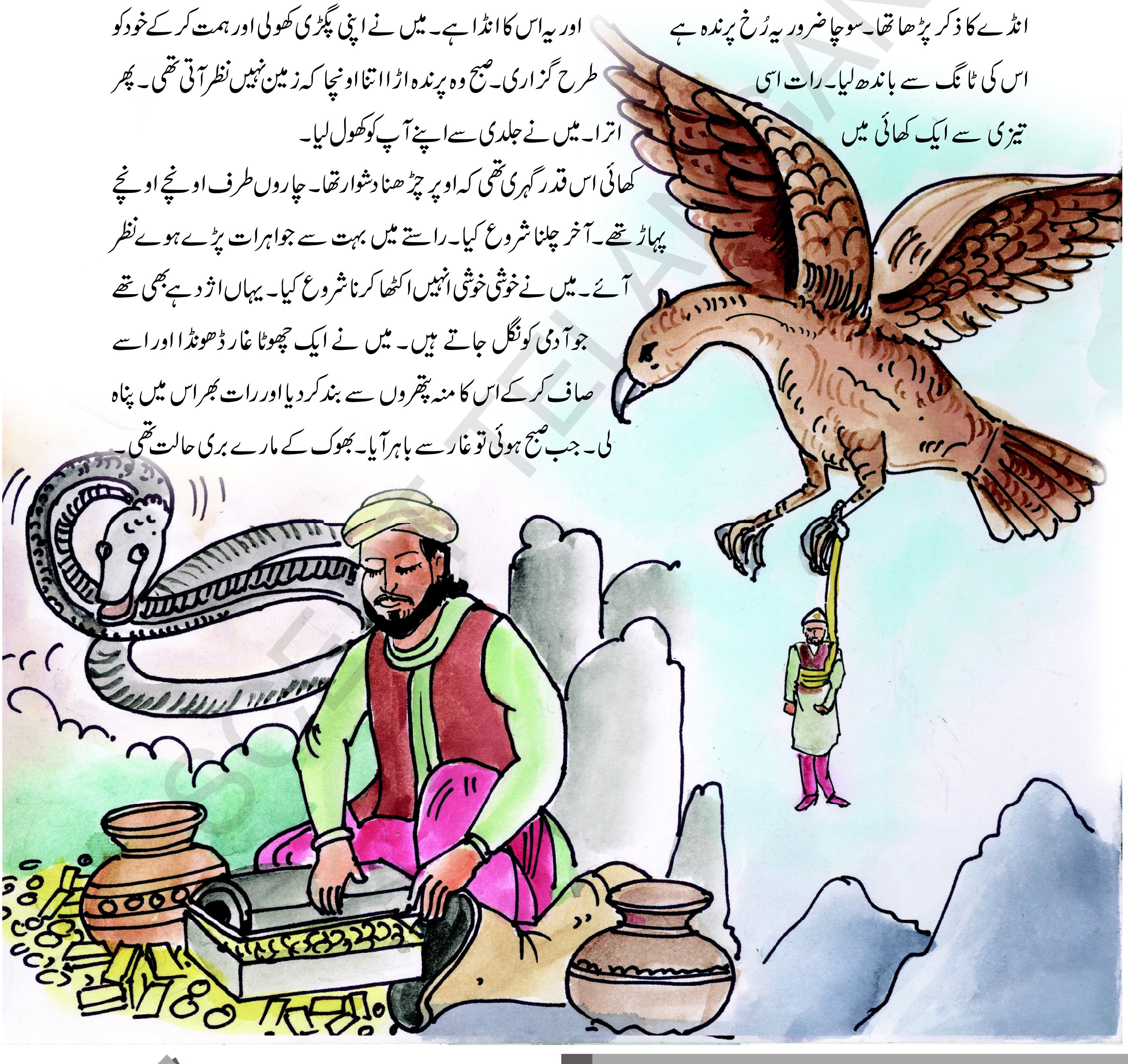

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2018-19

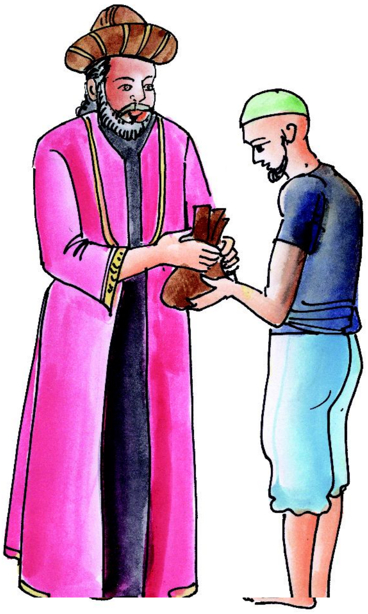

درختوں کے پھل توڑ توڑ کر کھائے اور چشمے کا پانی پیا۔ جب ذرا جان میں جان آئی تو چشمے کے کنارے بیٹھ گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ پہاڑوں پر سے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے گر رہے ہیں اور ان گوشت کے ٹکڑوں کو پرندے اٹھا اٹھا کر گھونسلوں میں لے جا رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ان کے ساتھ زمین پر بکھرے ہوئے جواہرات چمٹے ہوئے ہیں۔ اتنے میں پہاڑوں پر انسانوں کا شور و غل سنائی دینے لگا اور میں سمجھ گیا کہ ان لوگوں نے جواہرات حاصل کرنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

مجھے ایک تدبیر سوجھی۔ میں نے بہت سے جواہرات اکٹھا کیے اور ایک گوشت کے ٹکڑے کو اپنی پیٹھ پر باندھ کر لیٹ گیا۔ کچھ دیر بعد ایک بڑا پرندہ گوشت کے لالچ میں میری طرف بڑھا اور گوشت کے اس بڑے ٹکڑے کو جس سے میں نے خود کو باندھ کر رکھا تھا پنجوں میں پکڑ لیا اور لے اُڑا۔ جب میں نیچے گرا تو لوگ دوڑ کر میرے پاس آئے لیکن مجھے دیکھا تو بہت مایوس ہوگئے۔ میں نے ان سے کہا آپ رنج نہ کریں، میں بہت سے جواہرات اپنے ساتھ باندھ لایا ہوں۔ انہوں نے میری کہانی سنی تو حیران رہ گئے اور اپنے ساتھ جہاز میں بٹھا لیا۔ کچھ دنوں کے سمندری سفر کے بعد میں اپنے وطن پہنچ گیا اور آرام سے زندگی گزارنے لگا۔

اپنے سفر کا حال بیان کر کے سندباد نے لکڑہارے کو روپیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی دی اور کہا۔ ''محنت کے بغیر انسان کو راحت نصیب نہیں ہوتی۔''

(عربی کہانی کا ترجمہ)

I مختصر جوابی سوالات:

1. لکڑہارا جب آرام کرنے کے لیے لیٹا تو اس نے کیا سنا؟ اور کیا کہا؟
2. لکڑہارا محل میں داخل ہوا تو وہاں اس نے کیا دیکھا؟
3. جزیرے سے سندباد کس طرح بچ کر نکلا؟
4. پہاڑ کی کھائی سے باہر نکلنے کے لیے سندباد کو کونسی تدبیر سوجھی؟

II طویل جوابی سوالات:

1. آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ سندباد ایک بہادر اور رحم دل انسان تھا؟
2. سندباد جہازی کے کارناموں پر ایک نوٹ لکھیے؟
3. ''محنت کے بغیر انسان کو راحت نصیب نہیں ہوتی'' اس جملہ کی روشنی میں ایک عبارت لکھیے۔
4. سندباد جہازی کے واقعہ نے لکڑہارے کی زندگی پر کیا اثر ڈالا ہوگا؟ لکھیے۔

فرہنگ

ا

استفادہ کرنا	=	فائدہ حاصل کرنا
اشفاق نامہ	=	محبت نامہ،مرادخط
امرِ اضافی	=	زائدبات ، بڑھاہوا کام
امن واماں	=	آرام واطمینان
انجمن	=	محفل
اندھادھند	=	بے سوچے سمجھے ، بے حساب
اولتی	=	چھپر کا وہ حصہ جہاں سے بارش کا پانی نیچے گرتا ہے
اہتمام کرنا	=	خاص انتظام کرنا
اہلِ محفل	=	محفل والے
اَدھر	=	بغیرکسی سہارے کے ، معلق
آبشار	=	جھرنا ۔ جہاں سے پانی گرتا ہو
آبِ زر	=	سونے کا پانی جونقاشی یا کتابت میں کام آتا ہے
آب	=	پانی ۔ چمک ۔ آبرو ۔ عزت
آپڑنا	=	گرجانا
آہٹ	=	پاؤں کی آواز

ب

بدلی	=	بادل کاٹکڑا
برخوردار	=	دعائیہ کلمہ جوچھوٹوں کیلئے کہا جاتا ہے
بزاز	=	کپڑا بیچنے والا
بن پڑنا	=	ہوسکنا
بندگانِ خدا	=	خداکے بندے
بیتُ المال	=	ایسی جگہ جہاں سرکاری روپیہ اور مال رکھا جاتا ہے
بیش بہا	=	قیمتی ، بہت قیمت والا
بیکس	=	بے یارومددگار محتاج
بےاعتنائی	=	بے پروائی
بےخودی	=	سرشاری ، مستی ، بے ہوشی
بھلی منسی	=	انسانیت

پ

پاکیزہ	=	پاک صاف
پبلشر	=	کتاب یااخبارشائع کرنے والا ، ناشر
پنچایت	=	وہ کمیٹی جوآپسی جھگڑے طے کرنے کے لیے بنائی جاتی ہے
پوشیدہ	=	چھپاہوا
پیرہن	=	لباس ، قمیص
پیشن گوئی	=	مستقبل میں ہونے والے کسی واقعے کی پہلے سے خبرکرنا

ت

تاب	=	روشنی ۔ طاقت ۔ برداشت
تارسیمیں	=	چاندی کا تار
تاوان	=	جرمانہ / ٹیکس
تذکرہ	=	ذکر ، چرچا
تُرشح	=	بوندا باندی
ترکہ	=	وِرثہ ، مرنے والے کی جائیداد

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

تشکر = شکر کرنا ، شکر ادا کرنا
تشویشناک = اندیشے سے بھرا ہوا
تمثیل = ڈرامہ
تکمہ = گنڈی ، بٹن

ج

جاگیر = وہ زمین جو بادشاہ یا حکومت کی طرف سے انعام کے طور پر دی جائے
جرح = سچائی معلوم کرنے کے لیے سوالات کرنا
جلوہ افروز ہونا = بیٹھنا، فائز ہونا، سامنے آنا

ح

حاجت روا = ضرورت پوری کرنے والا ، خدا
حاجت مند = ضرورت مند محتاج
حسن قدیم = خدا کا نور ، قدرت کا حسن جو ازل سے ہے
حکمران = بادشاہ، حاکم

خ

خبر گیری = دیکھ بھال
خراماں خراماں = آہستہ آہستہ چلنا
خلوت = تنہائی ، جلوت کی ضد
خوار و تباہ = رسوا، ذلیل، خستہ حال
خودی = اپنا آپ، انانیت، غرور
خیر باد کہنا = چھوڑنا
خیر وجود = نیکی بھلائی ، فراخ دلی

د

درویش = فقیر
درہم = چاندی کا ایک سکہ
دل لگی = ہنسی ، مذاق
دم نکلنا = گھبرانا
دھرتی = زمین
دیا = چراغ
دینار = عرب میں سونے کا سکہ
دیوڑھی = دہلیز

ر

راتب = روزانہ کی خوراک
رائیگاں کرنا = برباد کرنا ، ضائع کرنا
رحمٰن و رحیم = مہربان، شفیق، اللہ کے صفاتی نام
رفقاء = رفیق کی جمع، دوست، ساتھی
رقم = روپیہ
روندنا = پامال کرنا، پاؤں سے کچلنا
رہزن = ڈاکو ، لٹیرا

س

ساحل = سمندر یا دریا کا کنارہ
سبز باغ دکھانا = دھوکہ دینا / خوش فہمی میں مبتلا کرنا
سبھا = مجلس ، محفل
ستم = ظلم ، زیادتی
ستیہ وادی = حق پرست
ستّار = چھپانے والا

SCERT TELANGANA

سراپا = سر سے پاؤں تک ، پورے طور پر
سرائے = مسافر خانہ
سرپھٹول = لڑائی جھگڑا
سرکش = نافرمان
سفیران = سفیر کی جمع ، ایلچی ، قاصد
سفیر = ایلچی ، قاصد
سند = دستاویز، سرٹیفیکیٹ، تصدیق نامہ
سونا بنانا = نہایت سنہرا بنانا
سیوا = خدمت

ش

شادکام = خوش، کامیاب
شاقہ محنت = کڑی محنت ، سخت محنت
شفاف = نہایت صاف جس میں آر پار نظر آئے
شوخی = چلبلا پن، شرارت
شہادت = گواہی

ظ

ظریف = ظرافت کی باتیں کہنے والا ، عقلمند
ظلمت = تاریکی ، اندھیرا

ع

عادل = انصاف کرنے والا
عرشہ = جہاز کی چھت

غ

غربت = پردیس ، مسافرت
غفار = بڑا بخشنے والا
غم خوار = ہمدرد، دکھ درد کا شریک
غنی = دولت مند، بے نیاز
غیبت = کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائیوں کو بیان کرنا

ف

فراغ = آرام، خوشی، چین
فراوانی = زیادتی ، کثرت
فرطِ مسرت = خوشی کی زیادتی، بے انتہا خوشی

ق

قابلِ تجدید توانائی = توانائی جو نئی شکل میں پیدا کی جا سکے
قانع = قناعت کرنے والا ، صبر کرنے والا
قریہ = گاؤں
قلمرو = ملک ، سلطنت
قناعت = تھوڑی چیز پر راضی اور خوش رہنا
قُبا = آگے سے کھلا ہوا ایک قسم کا لمبا لباس

ک

کارساز = کام بنانے والا
کاشانہ = گھر ، محل
کامل آسائش = پورا آرام
کدورت = رنجش، دل کا غبار
کریم = فیّاض، مہربان، بخشنے والا
کلس = سنہری کلغی جو مسجدوں یا گنبدوں پر لگی ہوتی ہے۔ چوٹی

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19

گ

گاہے گاہے	=	کبھی کبھی
گمنام	=	جس کو کوئی جانتا نہ ہو ، غیر معروف
گھر کر آنا	=	اُمڈ آنا، چھا جانا

ل

لباسِ زری	=	زری کے کام کا لباس ۔ سنہرا لباس
لٹریری قوم	=	علم وادب کا ذوق رکھنے والی قوم
لذیذ	=	لذت والا، مزیدار
لکڑی اٹھے گی	=	لکڑی استعمال ہوگی

م

مال مفت دلِ بے رحم	=	مفت کی چیز کی قدر نہیں ہوتی
مستند	=	سند پایا ہوا
مشک	=	کستوری ، ایک قسم کا خوشبودار مادہ جو ہرن کی ناف سے نکلتا ہے
معبد	=	عبادت گاہ
معبود	=	جس کی عبادت کی جائے ، اللہ
مفہوم	=	مطلب
مقبرہ	=	روضہ، مزار، قبر کی جگہ
مقصود	=	مطلب ، مراد ، غرض ، مدعا
مقولہ	=	بات ، قول
ملار	=	موسم برسات کا گیت
مناظر	=	منظر کی جمع
مندیل	=	پگڑی، رومال
منسوخ ہونا	=	رد ہو جانا
منکسرانہ	=	عاجزانہ
موجب	=	سبب ، وجہ
مہتاب	=	چاند
مِلک	=	جائیداد

ن

نخل	=	درخت
نرا پونگا	=	نرا بے وقوف
نشیبی	=	نیچی
نقش ونگار	=	بیل بوٹے
نمایاں	=	ظاہر ، عیاں

و

وسیع	=	چوڑا
وہاب	=	بہت بخشنے والا

ہ

ہاتھ اٹھانا	=	دعا مانگنا، دعا دینا، ہاتھ بلند کرنا
ہاتھ پھیلانا	=	مانگنا، دستِ سوال دراز کرنا
ہبہ نامہ	=	وہ کاغذ جس میں کسی چیز کے بخشنے کا اقرار لکھا جائے
ہستی	=	زندگی ، حیات
ہلاکت	=	بربادی ، تباہی
ہم سائیگی	=	پڑوس، قریب رہنے والا، قربت
ہوش	=	عقل، سمجھ، خرد

SCERT TELANGANA

طلباء کے لیے ہدایات

پیارے بچو!

☆ آپ سب کو روانی کے ساتھ پڑھنے کے قابل ہونا چاہیے۔مختلف موضوعات جن کے بارے میں آپ جانتے ہیں از خود لکھنے کے قابل ہونا چاہیئے۔ اگر آپ اچھا پڑھنا،لکھنا نہ جانتے ہوں تو اپنے معلم کی مدد سے سیکھ لیں۔

☆ آپ کی اکتسابی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اردو کی یہ درسی کتاب آپ ہی کے لیے ہی تیار کی گئی ہے۔آپ کی اس کتاب میں آپ کے مطلوبہ استعداد کو ایک صفحہ پر درج کیا گیا ہے ان کا مطالعہ کیجیے تعلیمی سال کے اختتام تک آپ کو انہیں حاصل کرنا ہے۔

☆ ہر سبق کے ابتداء میں کوئی تصویر/ واقعہ/متن/ اشعار دیئے گئے ہیں ان کے بارے میں گفتگو کیجیے۔اور سوالوں کے جواب دیجیے۔

☆ ''طلباء کے لیے ہدایات'' کے عنوان سے جو خانہ دیا گیا ہے اس میں درج ہدایات کو پڑھ کر سمجھئے۔

☆ جب استاد آپ کو درس دے رہے ہوں تو نئے الفاظ' نئے فقروں اور نئے موضوعات کے بارے میں استاد سے پوچھئے اور بحث و مباحثہ کے ذریعہ معلوم کیجیے۔

☆ کمرہ جماعت میں منعقد ہونے والے مباحثوں اور گروہی مشاغل میں آپ بھی شریک ہو کر مباحثہ میں حصہ لیں۔

☆ سبق کے آخر میں ''یہ کیجیے'' کے عنوان سے مشقیں دی گئی ہیں انہیں آپ کو از خود کرنا ہے۔سوالوں کے جواب آپ کو خود لکھنا ہے کسی بھی صورت میں گائیڈ' اسٹڈی میٹریل دیکھ کر سوالوں کے جواب نہ لکھیں۔ ورنہ تشکیلی جانچ (Formative Assessment) میں آپ کو نشانات نہیں دیئے جائیں گے۔

☆ سبق میں دیئے گئے منصوبہ کام،توصیف وستائش سے متعلق سوالوں کے جواب کو اپنے دوستوں کی مدد سے مکمل کر سکتے ہیں۔ان امور کی تکمیل کے طریقہ کار کو اپنے استاد سے پوچھ کر معلوم کیجیے۔ان کی تکمیل کے بعد آپ کو یہ از خود بولنا ہوتا ہے کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ کیسے کیا ہے؟ اور کیا سیکھا ہے؟

☆ تخلیقی صلاحیت کے اظہار کے تحت جو امور دیئے گئے ہیں انکی تکمیل کے طریقہ کار کو اپنے استاد سے پوچھ کر معلوم کیجیے۔انہیں آپ کو کمرہ جماعت میں لکھ کر بتانا ہے۔اس پر بحث و مباحثے کے بعد ہی اپنی کاپیوں میں تحریر کریں۔

☆ زبان شناسی میں لفظیات کی مشقوں کو خود ہی مکمل کریں۔مشکل باتوں کے تعلق سے ہی استاد سے سوال کر کے معلوم کریں۔

☆ زبان شناسی کے تحت قواعد کی مشقوں سے پہلے سمجھنے کے لیے مثالیں دی گئی ہیں۔ان کے مطابق آسان الفاظ میں قواعد بیان کئے گئے ہیں۔لہذا مثالوں کا بغور مطالعہ کر کے قواعد کو سمجھیں۔

☆ ہر سبق کے آخر میں ''کیا میں یہ کر سکتا/کر سکتی ہوں'' کے عنوان سے چند فقرے دیے گئے ہیں۔اگر آپ انہیں کر سکتے ہیں تو ''ہاں'' کی جگہ ✓ اور ''نہیں'' کی جگہ × کا نشان لگائیے۔جن امور کو آپ نہیں کر سکتے انہیں استاد کی مدد سے پورا کریں۔

☆ سرسری مطالعہ میں دیئے گئے اسباق کا آپ خود مطالعہ کریں۔اور ان کے متعلق آپس میں گفتگو کریں۔

☆ سبق سے متعلق دیگر کتابوں کو مدرسے کے کتب خانہ سے حاصل کر کے ان کا مطالعہ کریں۔

☆ لغت کو استعمال کرنے کی عادت ڈالیں۔اخبارات،رسالے،کہانیوں کی کتابیں وغیرہ پڑھنے کی عادت ڈالیں۔

☆ چند اسباق میں اداکاری کرنا،ڈرامے پیش کرنا،ایک بابی ڈرامہ پیش کرنا،گیت گانا،نظموں کو یاد کر کے ترنم سے پڑھنا وغیرہ دیئے گئے ہیں۔انہیں آپ ہر حال میں سیکھیں۔

☆ آپ کو چاہیے کہ مضمون نویسی' خطوط نویسی' نعرے' ورقیے' مکالمے' پوسٹرس کی تیاری وغیرہ لکھنے کے قابل ہو جائیں۔

☆ تخلیقی صلاحیت کے اظہار کے تحت دیئے گئے امور کی تکمیل کے بعد انہیں جمع کر کے کتابی شکل دیجیے اور کمرہ جماعت میں پیش کیجیے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2018-19